Marfat.com

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
(القرآن)

ذکرِ حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم

محمد حنیف نقشبندی

القلم ریسرچ سنٹر ہ گجرات

Marfat.com

﴿جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب: ذکر حبیب کبریا ﷺ

تحقیق وتالیف: محمد حنیف نقشبندی

بفیضانِ نظر: خواجہ سید مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ، آستانہ عالیہ حبیبیہ گجرات

رہنمائی وخصوصی معاونت:

پروفیسر ڈاکٹر سید کبیر احمد مظہر نقشبندی مجددی توکلی رحمۃ اللہ علیہ

بانی وچیئرمین ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور

سُندر شریف رائیونڈ روڈ لاہور

کمپوزنگ: مولانا محمد اکرام اللہ بٹ جامعہ نظامیہ لاہور (0300-6212350)

پروفیسر مہر حیات حیدری (فاضل بھیرہ شریف) سپیریئر کالج گجرات

پروف ریڈنگ: مولانا محمد فاروق شریف (جامعہ نظامیہ لاہور) پروفیسر محمد نور الحسن ضیاء

(فاضل بھیرہ شریف) ایم فل ان علوم اسلامیہ، اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر سرگودھا

زیر اہتمام: القلم ریسرچ سنٹر گجرات

سن اشاعت: 2013ء

تعداد: ایک ہزار

قیمت: =/250 روپے سید فیصل عثمان نوری

ملنے کا پتہ: نوری کتب خانہ دربار مارکیٹ گنج بخش لاہور 0300-0322-4259509

مدینہ بک ہاؤس، 26 کمیٹی مارکیٹ اردو بازار گجرات 0321-6206556

کھوکھر بک سٹال مسلم بازار گجرات، 053-3515874

رضا بک شاپ، نزد فوارہ چوک، گجرات۔ 0300-6203667

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر

صاحب کتاب کے لئے آستانہ عالیہ کی طرف سے خصوصی دعا 23

عرض مؤلف 24

دیباچہ 27

مؤلف کتاب کا تعارف 30

مرشد کی تلاش 34

باب نمبر 1

مدحت ونعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دور بہ دور 37

ایک اجمالی جائزہ 38

1۔ حضور فخر موجودات ہادی سبل ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت وتوصیف 41

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 43

جن انبیاء کرام کا ذکر قرآن مجید میں ہے 44

ایک اختلاف 44

2۔ حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب 45

قبیلہ قریش کے نامور سردار حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ 45

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ 46

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ 46

3۔ رحمت عالمیاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت 47

ولادت باسعادت اور معجزات 47

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر
	ایامِ رضاعت	47
4۔	مکی زندگی	48
	سفرِ شام	48
	حرب الفجار	48
	حلف الفضول	49
5۔	حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح مبارک	49
	تعمیر تجدید کعبہ	49
	غارِ حرا میں گوشہ نشینی	50
	شعب ابی طالب میں پناہ	50
	عام الحزن	52
	سفرِ طائف	52
	معراج النبی ﷺ	53
	ہجرتِ مدینہ	53
6۔	مدینہ طیبہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کا پرجوش استقبال	53
7۔	حضور نبی اکرم ﷺ کا سفرِ آخرت	59
	باب نمبر 2	
	صحابہ کرام	61
1۔	امیر المومنین خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	62
	ولادت باسعادت	62

Marfat.com

نمبر شمار موضوعات	صفحہ نمبر

نام ونسب	62
لقب وکنیت	63
پیکر صدق وصفا حضرت ابوبکر صدیق کے ایام بچپن وجوانی	63
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک	63
خاندان صدیقی کی عظیم قربانیاں	64
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے مثل سخاوت	65
خلافت رسول ﷺ کا منصب عظیم	65
عہد خلافت کی چند ابتدائی مشکلات	66
دست صدیق رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام کی بیعت	67
بشیر ونذیر نبی ﷺ کی بشارتوں کی سچائی	67
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اداشناس مزاج نبوت	70
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جذبۂ اطاعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء	70
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی	71
دور صدیقی میں فتوحات	71
وصال پر ملال	72
حرف آخر	72
❁ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام	73
2۔ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	74
ولادت باسعادت	74
نام ونسب	74

Marfat.com

نمبر شمار موضوعات	صفحہ نمبر

کنیت	75
لقب	75
نمایاں خصوصیات	75
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بارگاہ مصطفیٰ کی مراد	75
اسلام کی مخالفت کی وجوہات	76
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام۔دو مختلف روایات	76
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور خلافت	78
خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں فتوحات	79
ملکی تقسیم	79
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وضع کردہ فوجی نظام:	79
فوج کے شعبے	79
فوج کی تقسیم کار	80
فوجی ملازموں کیلئے تنخواہ کا نظام	80
چند خاص باتیں	80
فوج کے خاص خاص عہدے	81
فوجیوں کو چوکس رکھنے کیلئے اہم ہدایات	81
ایک حدیث پاک اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یقین کامل	81
ایک اصلاحی پہلو	82
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں فیروز لولو کی شکایت	82
شہادت، ازواج واولاد	84

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر

اولیاتِ فاروقی 85

❁ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کلام 87

3۔ پیکرِ حلم وحیا امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ 88

نام ونسب 88

ولادت باسعادت 88

قبولِ اسلام 88

بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں آپ کا مقام 89

عبادت وریاضت کا عالم 89

راہ خدا میں سخاوت 90

شہادتِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ 90

❁ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کلام 91

4۔ حیدر کرار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ 92

ولادت باسعادت 92

نام ونسب 92

قبولِ اسلام 92

ہجرت مدینہ اور حضرت علی کی اہم ذمہ داری 93

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سنت نکاح 93

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خانگی زندگی 94

حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے بارگاہ خدا عزوجل سے ایک خصوصی حکم 94

حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے ایک خصوصی حکم 95

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر

	اسلام ایک ملت ہے	96
	شان علی المرتضٰی	96
	نفس پر اچھے اور برے دروازے کھلنے کی وضاحت	97
	حضرت ام سلمہ کی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے بارے میں شہادت	99
	شجر سے مراد تہذیب وتمدن ایک اجمالی جائزہ	99
	تہذیب کا مفہوم	99
	درخت کی کانٹ چھانٹ سے مراد	100
	اہل بیت کے تین پہلو	100
	اسلامی ملت کی ایک توجیہ	101
	کفر ایک علیحدہ ملت ہے	102
	حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے ایک بہت بڑا اعزاز	104
	حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ کا اعزاز	104
	شعر وادب سے گہرا شغف	105
	ازواج واولاد	105
	شہادت مولائے علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم	105
	❁ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا کلام	107
5۔	سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ	109
	قبول اسلام	109
	حضور نبی اکرم ﷺ سے حضرت حمزہ کا رشتہ	109
	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت وبہادری	110

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر

	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت	110
	بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقام	111
	❁ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلام	112
6۔	حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	113
	آپ کی شخصیت پر ایک طائرانہ نظر	113
	جنگ موتہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت	113
	❁ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا کلام	116
7۔	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	117
	نام اور کنیت	117
	قبول اسلام	117
	حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور شاعری	117
	حضرت حسان رضی اللہ عنہ رحمت عالم ﷺ کی نظر میں	117
	حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا وصال	119
	❁ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا عشق سے معمور کلام	120
8۔	حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ	122
	حضرت کعب بن زہیر اور ان کا خاندان	122
	کعب کے والد کا خواب	122
	حضرت بجیر کا قبول اسلام	122
	حضرت بجیر کے قبول اسلام پر کعب کے قابل مذمت اشعار	123
	حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام پر پہلی روایت	123

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام پر دوسری روایت 125

حضرت کعب کے لیے بارگاہ خیر الانام ﷺ سے چادر کا تحفہ 125

وصال 127

❁ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا کلام 128

9۔ شبیہہ امام حسین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ 130

نام، کنیت اور لقب 130

ولادت 130

حصول تعلیم 130

حضرت امام زین العابدین اور واقعہ کربلا 130

وصال مبارک 132

❁ امام زین العابدین علی السجاد بن الحسین رضی اللہ عنہما کا کلام 133

باب نمبر 3

صحابیات طیبات 135

1۔ ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا 136

ولادت ونسب 136

6 برس کی عمر میں ام المومنین بننے کا شرف 136

کفار مکہ کی وہم پرستی کا خاتمہ 136

امہات المومنین اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا مقام رفیع 137

نگاہ مصطفیٰ ﷺ میں نیک عورت کا انتخاب 137

Marfat.com

نمبر شمار موضوعات	صفحہ نمبر

موضوعات	صفحہ نمبر
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام	138
حضور ﷺ کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت	138
آیات تخییر کا نزول	138
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جذبۂ اطاعت مصطفیٰ ﷺ	139
ازواج مطہرات کیلئے حکم خداوندی	139
ازواج مطہرات کیلئے پردے کا سخت حکم	140
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	140
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عملی کردار اور اخلاق کریمانہ	140
واقعہ افک اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی	141
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا امت محمدیہ پر ایک احسان عظیم	141
وصال پر ملال	142
حرف آخر	142
❁ صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شیریں کلام	144
2۔ حضرت فاطمۃ الزہراء بنت حضرت محمد ﷺ	145
ولادت باسعادت	145
حضرت سیدہ کا بچپن	145
حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح	145
حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا فقر اختیاری	147
آپ کے القاب کی وضاحت	148

Marfat.com

نمبر شمار موضوعات	صفحہ نمبر

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا تقویٰ 149

حقیقی زہد 150

وصال مبارک 151

❁ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا پرتاثیر کلام 152

باب نمبر 4

سلف صالحین 153

زمانے میں معزز ترین افراد 154

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا تقویٰ 154

رسول اللہ ﷺ کا تقوے والوں کے لئے شرعی حکم 155

فیضان اولیاء 156

توحید باری تعالیٰ اور وحدت الشہود 157

تصوف 160

تصوف کے بارے میں مختلف اولیاء کرام کا تقویٰ 161

امت محمدیہ کے اولیاء ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہیں 164

حضرت ابو محمد عبداللہ خفیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی 167

بارگاہ رب العزت میں حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ کا اظہار تشکر 167

علماء یہود و نصاریٰ کا لالچ اور اوصاف رحمۃ للعالمین 168

غلامان مصطفیٰ کو نصیحت آموز درس 169

اولیاء امت محمدیہ کا بےلوث کردار 169

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر

	حضرت شیخ ابوالفضل محمد حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ	170
	بابا ستر الدین کا عملی کردار	171
-1	امام الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	173
	ولادت اور نام ونسب	173
	کنیت	173
	ذریعۂ معاش	173
	شرف تابعیت	174
	امام اعظم اپنے استاد کی مسند پر	174
	مرویات امام اعظم کی تعداد	174
	بشارت نبوی	175
	وصال	176
	❁ امام اعظم ابوحنیفہ کے کلام	177
-2	شہنشاہ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	181
	حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کریمین	181
	بشارت عظمیٰ	182
	ولادت باسعادت	182
	والدہ سے دین الٰہی کے لئے وقف ہونے کی اجازت	182
	شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر اور ڈاکوؤں کی توبہ	183
	بغداد کا علمی تاریخ کا پس منظر	184
	آپ کے اساتذہ کرام	186

Marfat.com

نمبر شمار موضوعات	صفحہ نمبر

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی ریاضت	186
ایک تاریخی اور تصنیفی غلطی کا ازالہ	187
اسلامی سرحدوں کی حفاظت	187
نفس کی نگہبانی	188
معاشرے کی نگہبانی	189
وعظ و نصیحت کا آغاز	190
علم شریعت اور عرفان طریقت	191
طریقت اور سلوک کی منزلیں	191
فیض نبی ﷺ و فیض علی المرتضی رضی اللہ عنہ	192
تمام اولیاء کاملین نے اپنی گردنیں خم کردیں	192
حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ کی تعلیمات	193
حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی اولاد کو اللہ کے لئے وقف کردیا	193
کفار کی طرف سے ایک سازش	194
ایک روایت	195
وصال پرملال	196
محفل گیارہویں شریف کے آغاز کا سبب	198
حضرت محمد یوسف قادری نقشبندی اور تلاوت قرآن	198
سوالی خالی نہ جائے	199
مریدین کے لیے گیارہ تاریخ کے انتخاب میں ایک سہولت	200
دس تاریخ اور بڑے بڑے واقعات	200

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر

	گیارہویں شریف کے معاشرے پر اثرات	201
	گیارہویں شریف کے چند دیگر مقاصد	201
	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا میرا قدم اولیاء کی گردن پر ہے	202
	❁ شہنشاہ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام	203
3۔	شیخ الاسلام حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ	204
	❁ حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام	206
4۔	حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	209
	ولادت باسعادت	209
	سلسلہ بیعت	209
	حضرت خواجہ باقی باللہ کا کردار	209
	خواجہ باقی باللہ کے مشن کو جاری رکھنے والے بزرگ	210
	خواجہ صاحب کے خلفاء کرام	210
	حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نانبائی رحمۃ اللہ علیہ	210
	وصال پر ملال	212
	❁ خواجہ باقی باللہ نقشبندی محمد رضی الدین کا کلام	213
5۔	سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ	214
	ولادت باسعادت اور ابتدائی زندگی	214
	حصول علم کیلئے سفر	214
	بیعت کا شرف	214
	طریقت کی منزلیں اور مرشد کریم کی عنایتیں	215

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر

	مرشد کریم کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت	216
	بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے حکم نامہ	217
	حکم نبوی ﷺ کی تعمیل اور سفر ہندوستان کا آغاز	218
	حضرت داتا گنج بخش الہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چلہ کشی	218
	لاہور کا تاریخی پس منظر	218
	دہلی میں قیام اور دہلی کا تاریخی پس منظر	219
	اجمیر شریف کا تاریخی پس منظر	219
	اجمیر میں پہلی نشست گاہ	220
	ایک اور عظیم کرامت	221
	اجمیر میں حضرت خواجہ غریب نواز کی تبلیغی خدمات	222
	حضرت خواجہ غریب نواز اور دیدار مصطفیٰ ﷺ	225
	انتقال پر ملال	225
	❁ خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام	226
6۔	حضرت شیخ سعدی مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ	227
	ولادت باسعادت	227
	تعلیم کا حصول	227
	آپ کی شخصیت پر ایک طائرانہ نظر	227
	وصال پر ملال	228
	❁ حضرت شیخ سعدی شیرازی مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ کا کلام	229
7۔	حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ	230

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر

	ولادت باسعادت اور ابتدائی زندگی	230
	مرشد کامل کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف	230
	مرشد کامل کا مرید کامل سے محبت کا ایک انوکھا انداز	230
	مرید باصفا کی مرشد کریم سے عقیدت	231
	وصال پر ملال	236
	حضرت امیر خسرو کی تصنیفات اور مرتبہ کمال	236
	❁ حضرت امیر خسرو ابن ابی الحسن لاچین کا کلام	237
8۔	مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ	239
	ولادت و نام ونسب، تخلص اور تعلیم	239
	بیعت	240
	مرشد پاک کا وصال، بیعت ثانی	241
	مولانا عبدالرحمٰن جامی کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا	242
	❁ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ کلام	244
	سلام بحضور سرور کونین ﷺ	251
	جامع مسجد عید گاہ	252
	گجرات قلعہ کی تاریخ	259
	شیخ عبدالقادر جیلانی کا جبہ میں ایک ہند کی جانب	261
	سیالکوٹ کا تاریخی پس منظر	263
	حضرت شاہ دولہ دریائی اور ملا عبدالحکیم سیالکوٹی	264
	حضرت شاہ دولہ دریائی علیہ الرحمۃ کی کرامت بحیثیت انجینئر	265

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر

سجدہ تعظیمی کا شرعی حکم 265

حضرت خاوند محمود المشہور حضرت ایشاں اور جہانگیر کی وفات 266

گجرات کی تاریخ اس بات کی شاہد 268

ہندوؤں کی ریسرچ بے حیائی پیدا کرتی ہے 270

ہندو یا یہودی ونصاریٰ کا معاشرہ ہم جنسی کا شکار 271

معاشرے میں غیر اسلامی نظریہ 271

اسلامی حدوں کی حفاظت 274

معاشرے کی نگہبانی 275

وعظ ونصیحت 275

اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام ومرتبہ 276

غیر اسلامی معاشرے میں عورت کی توہین وتذلیل 277

باب نمبر 5

آستانہ عالیہ حبیبیہ کے تین عظیم تاجدار 279

1۔ حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ مجددی محبوبی قدس سرہ العزیز 280

ولادت باسعادت 280

بیعت وخلافت 280

اولیاء اللہ کی شان بے مثال 280

حضرت سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام رفیع 281

حضرت صاحب کی منصب امامت پر فائز اپنے ایک مرید کو ہدایات 281

Marfat.com

نمبر شمار موضوعات	صفحہ نمبر

اسلام میں علم دین اور علم طب کی اہمیت	282
ادب مصطفیٰ ﷺ کا درس	285
ادب والدین کا درس	285
رزق حلال کمانے کی تلقین	286
ایک عمومی صورتحال	286
اپنے مریدین کی تربیت کا اعلیٰ اہتمام	288
اپنی اولاد امجاد کی مثالی تربیت کا اہتمام	289
حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خواتین اسلام کیلئے ہدایات	289
نیک عورت کے ثمرات	291
نیک مردوں کے ثمرات	292
وصال پر ملال	297
❁ حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب کی بارگاہ میں شعراء کا اظہار عقیدت	297
ختم ہائے ہر چہار سلاسل	300
ختم خواجگان نقشبندیہ	300
ایصال ثواب	301
ختم شریف مجددی	302
ایصال ثواب	302
ختم شریف قادری	302
ختم شریف چشتیہ	302
حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب کا ایک عظیم اور یادگار فرمان	303

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر

2۔ حضرت سید محمد یوسف جیبی رحمۃ اللہ علیہ 304

ولادت باسعادت 304

پیدائش کی بشارت 304

یوسف نام رکھنے کی وجہ 304

تعلیم وتربیت 305

بیعت وخلافت 305

خرقہ کے متعلق ایک عجیب واقعہ 306

وصال پرملال 307

3۔ حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور جیبی رحمۃ اللہ علیہ 308

ولادت باسعادت 308

وصال 308

وصال پراہم انکشاف 308

زندگی کے آغاز سے ہی طہارت کا عالم 309

عبادت وریاضت میں مقام 309

قرآن پاک سے محبت 310

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور جیبی کی ریاضت کے خاص پہلو 311

آپ کی گوشہ نشینی کا سبب 312

گوشہ نشینی 312

جہاد بالنفس 314

جہاد بالمال اور معاشرے کی تربیت 316

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر

	منہ اور زبان کی طہارت	319
	نجات والی اشیاء	322
	تباہی کی طرف دھکیلنے والی اشیاء	323
	غلاظت بشری	324
	غلاظت نفسانی	325
	رزائل اخلاق سے پرہیز	327
	حضرت خواجہ مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ کے چند وعظ	329
	وعظ نمبر 1	329
	وعظ نمبر 2	330
	وعظ نمبر 3	332
	وعظ نمبر 4	333
	وعظ نمبر 5	334
	حضرت سید حامد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ	335
	عورتوں کے بارے چند احکام	336
	وعظ نمبر 6	337

باب نمبر 6

	چند مساجد کی تاریخ	340
1۔	جامع مسجد دہلی کی تاریخی حیثیت	341
2۔	شاہی مسجد لاہور	343

Marfat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر
3۔	آگرہ	344
4۔	جامع مسجد عیدگاہ گجرات پاکستان کی تاریخی حیثیت	346
5۔	جامع مسجد عیدگاہ گجرات پاکستان کے خطباء کرام کا مختصر تعارف	350
ا۔	مولانا قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ	350
ا۔	مولانا سید محمود شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ	351
۳۔	مولانا مبارک محی الدین رحمۃ اللہ علیہ	351
۴۔	مولانا سید علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	352
۵۔	مولانا حافظ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ	352
۶۔	پروفیسر منور دین شیخ رحمۃ اللہ علیہ	353
۷۔	مولانا سید ریاض حسین شاہ	355
۸۔	مولانا سید رخسار حسین قادری	355
۹۔	پروفیسر مظہر حسین قادری	355
۱۰۔	پروفیسر حافظ محمد نصر اللہ	356
۱۱۔	معماران مسجد	357
۱۲	انتظامیہ مسجد	357
۱۳	اظہار تشکر	358

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

صاحبِ کتاب کے لئے
آستانہ عالیہ حبیبیہ کی طرف سے ایک خصوصی دُعا

عزیزم محمد حنیف نقشبندی سلمہ الرحمن

کیلئے

اللہ پاک حُبِّ الٰہی اور حُبِّ انبیاء و اولیاء اللہ
نصیب فرمائے۔ اور ان کی اطاعت کی توفیق
بخشے۔ آمین

دعاگو
سید محمد کبیر احمد مظہر
31-10-06

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مؤلف

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ۔

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حمد وثنا اور نبی اکرم ﷺ کی ذات پر درود وسلام کے بعد اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں انسان بنایا اور نبی اکرم ﷺ کی اُمت میں پیدا فرما کر ہمیں کلمہ طیبہ پڑھنے کی توفیق بخشی۔ اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ آپ کی آل، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نقوشِ قدسی زیرِ نظر کتاب "ذکرِ حبیبِ کبریا" کی صورت میں محفوظ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اس کتاب میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے تبع سلف صالحین کے نعتیہ کلام اور مختصر حالاتِ زندگی قلم بند کیے گئے ہیں۔ اس میں بہت ساری کتب سے مدد لی گئی ہے۔ مثلاً ترجمۂ قرآن پاک کنز الایمان، مختلف کتب حدیث سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ارمغانِ نعت، گلدستۂ نعت، مجموعہ نعت، برکات آل رسول، سیرت حضرت فاطمۃ الزہراء، سیرت ابو بکر صدیق، تاریخ الخلفاء، رسالہ صحابہ نمبر، سیرت شیخ عبد القادر جیلانی، مظہر جمال مصطفائی، اوراقِ غم، امام ابو حنیفہ کا فقہی مقام اور سیرت و کردار اسی طرح بہت سی کتب سے استفادہ کیا گیا۔

ناتجربہ کاری کی بناء پر کئی کتب کے حوالہ جات نقل نہ کیے جاسکے کیونکہ کتابی

Marfat.com

شکل میں شائع کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ اس کے علاوہ بہت سے اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملا اور ان کی پیاری پیاری باتیں قلم بند کی گئی ہیں۔

مرشد کی نگاہ کرم سے تربیت جاری رہی جس سے نفسانی خواہشات مردہ ہوگئیں۔ ریاضت جاری رہی۔ اسی دوران 1995ء میں اولاً نعتیہ کلام تحریر کرنے کا موقع ملا اور بعد ازاں حضرت آدم علیہ اسلام کے متعلق ایک مضمون لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس طرح کبھی کبھار نعتیہ کلام اور مضامین قلمبند ہوتے گئے۔

ایک روز جامع مسجد عیدگاہ کے اس وقت کے پیش امام علامہ مہر حیات حیدری کو میں نے کلام اور مضمون دکھایا وہ بہت خوش ہوئے اور مجھے تحریک دی کہ تم ایک کتاب لکھو۔ اس طرح ان کی تحریک پر میں نے ان مضامین کو کتابی شکل دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ کام 2005ء میں شروع ہوا۔ اس طرح کچھ مضامین پروفیسر سید کبیر احمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور کو دکھائے گئے جنہوں نے کمال شفقت سے راہنمائی فرمائی۔ چونکہ وہ سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے اس لیے اس کتاب کے کافی مضامین کی اصلاح ان سے پائی۔ ایک روز پروفیسر صاحب نے مجھے خوش ہوکر ایک کتاب عنایت فرمائی اور اس پر دعائیہ کلمات اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر عنایت کیے جوکہ اب اس کتاب کا حصہ بن چکے ہیں۔ علامہ مہر حیات نے کمال شفقت سے اس کتاب کو نہ صرف کمپوز کیا بلکہ مکمل کروانے میں بھی معاون رہے۔ جبکہ 2011ء میں مختلف اوراق پر تحریر مضامین کو یکجا کرنے میں تحریری مواد کو از سر نو ماسٹر شہباز محمود نے رقم کیا۔ جن کی لکھائی خوبصورت

Marfat.com

ہے اور پڑھنے میں آسانی رہتی ہے۔ عالم دین جناب حکیم حافظ عبدالمجید صاحب نے اس میں بہت محنت کی۔ جبکہ اسی طرح مولانا محمد عظیم مرزا (سابق صدر سٹی جمعیت علماء پاکستان) نے بھی مضمون نویسی میں مدد فرمائی۔

جن افراد نے اس کتاب کی تکمیل میں مدد کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے اور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وقت نزع حضور ﷺ کے غلاموں کی طرح زبان پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" جاری رہے اور روز قیامت حضور ﷺ کے جھنڈے تلے جمع فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

Marfat.com
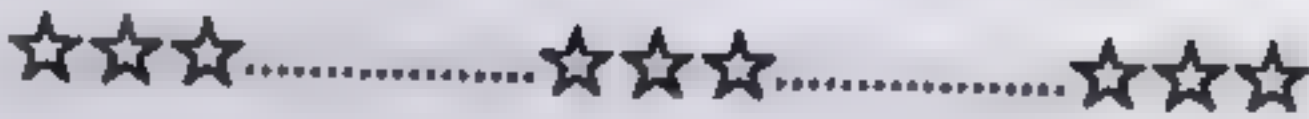
دیباچہ

کتاب ''ذکر حبیب کبریا'' کے موضوعات کے بہت سے پہلو ہیں، اول حضور ﷺ کے حالات زندگی اور سیرت و کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے، پھر صحابہ کرام کی سیرت و کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے دور مبارک سے قبل شعراء عرب کی حالت یہ تھی کہ وہ عریانی، فحاشی اور بے حیائی میں حد سے بڑھ چکے تھے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے پہلو چھوڑ کر بت پرستی کے نظریات کے پیروکار ہو چکے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے تمام انسانوں میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اوصاف پیدا کیے اور دوسری طرف معاشرے میں بیہودہ شاعری کی روایات کو ختم کیا اور حمد و ثناء پر مبنی پاکیزہ شاعری کا آغاز کیا۔

روایات میں آتا ہے نبی اکرم ﷺ روزانہ صبح نشست فرماتے اور صحابہ کرام اپنے اپنے کلام پیش کرتے۔ صحابہ کرام کا کلام اور شاعری، حمد و ثنا اور نعت پر مبنی ہوتی۔ صحابہ کرام نے جاہلیت کی شاعری کو چھوڑ کر صاف اور شفاف شاعری کا آغاز کیا جو کہ حمد و نعت پر مبنی ہوتی اور آج تک اسی روایت کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے بھی جاری و ساری رکھا۔ باطل کے تمام گندے خیالات کو چھوڑ کر اچھی فضا پیدا کی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنے والی شاعری کی ابتداء کی اور ایسی شاعری چھوڑ دی جس کے بارے میں قرآن پاک کی سورۃ الشعراء میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ''گمراہ لوگ شاعروں کی پیروی کرتے ہیں۔''

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جنہوں نے سلوک کی منزلیں طے کرائیں وہ شیخ حماد بن مسلم دباس تھے۔ آپ کا ایمان افروز واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک روز شیخ حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ علیہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے کی زیارت

Marfat.com

کو نکلے تو راستے میں ایک لونڈی کی آواز سنی جو کہ اپنے آقا کے گھر میں گا رہی تھی۔ آپ وہیں سے اپنے گھر واپس لوٹ آئے اور گھر آ کر اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے پوچھا کہ مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی سزا مجھے آج ملی ہے؟ گھر والوں نے اور تو کچھ ذکر نہ کیا بلکہ صرف اتنا بتایا کہ ہم نے کل ایک برتن خریدا تھا جس پر ایک تصویر بنی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا بس اسی سبب سے مجھ پر یہ وبال آیا ہے۔ آپ نے وہ برتن لے کر وہ تصویر مٹا دی۔ سبحان اللہ کس قدر شریعت کا پاس تھا کہ ایک تصویر گھر میں آنے کی وجہ سے لونڈی کے گانے کی آواز ان کے کانوں میں پڑی اور اپنے نفس کا محاسبہ کیا اور اپنے گھر والوں سے بھی استفسار کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس گھر میں تصویر ہوگی وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آئے گا۔ صالحین کے گھر میں ایک تصویر آنے کی وجہ سے یہ وبال ان کے ہاں آیا کہ ایک لونڈی یعنی غیر محرم کی آواز کانوں میں پڑی اور اس پر انہوں نے اپنا اور اپنے گھر والوں کا محاسبہ کیا۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ "اے ایمان والو! اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔"

آج کے دور میں اسلامی تعلیمات، قرآنی تعلیمات، اسوۂ حسنہ اور اسلاف کی زندگی کے بہترین نمونہ جات کو چھوڑ کر لوگ گمراہی کی ذلت میں ڈوب رہے ہیں۔ ہمیں اس سے بچنا چاہیے اور اپنے اہل و عیال کو خالص اسلامی تعلیمات پر گامزن کرنا چاہیے تا کہ اُخروی ندامت سے بچ سکیں۔

نبی کریم ﷺ کے دور مبارک میں ایک تاجر نضیر بن حارث بن کلدہ تجارت کی غرض سے جاتا تو دوسرے ملکوں سے عجمیوں کی کتب خرید لاتا اور آ کر کفار قریش سے کہتا

Marfat.com

کہ محمد ﷺ لوگوں کو عاد اور ثمود کے واقعات سناتے ہیں، میں تمہیں رستم، اسفند یار، شاہانِ فارس کے قصے سناتا ہوں، اس طرح کچھ لوگ ان کہانیوں میں مشغول ہو گئے اور قرآن پاک سننے سے رک گئے۔

اس کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ایک ولی جس کا نام "بلعم بن باعور" تھا۔ کچھ گمراہ لوگوں کے کہنے پر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بددعا کرنے کی کوشش کی لیکن امر خداوندی سے اس کی زبان سے بددعا کے الفاظ کی بجائے دعائیہ کلمات ہی نکلے۔ اس کا ذکر بھی قرآن پاک میں ہے۔

اس کے علاوہ بلعم بن باعور نے ان لوگوں کو یہ مشورہ دیا کہ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کی فوج میں اپنی خوبصورت عورتیں، خوش نما لباس میں چھوڑ دو اور وہ عورتیں دعوتِ گناہ فوج کو دیں جب وہ گمراہ ہو جائیں تو اللہ کے عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے۔

یہی طریقہ آج بھی یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف اختیار کر رکھا ہے اور معاشرہ میں بے حیائی پھیلا کر مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور اسی بے حیائی سے بچنے کے لیے مسلمانوں نے برصغیر میں الگ وطن کی بنیاد رکھی۔ الحمدللہ! آج جب کہ پاکستان قائم ہے، ہمیں دیکھنا ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں یا کہ نہیں؟ ہمیں سوچنا چاہیے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

مؤلف کتاب کا تعارف

محمد حنیف نقشبندی حبیبی 1961ء میں بدر حسین کے ہاں پیدا ہوئے۔ بدر حسین بچپن میں اپنے والد یعنی محترم لال دین کے ساتھ راجوری مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ میرے دادا لال دین راجوری میں ایک بزرگ کے ہاتھ پر بیعت تھے، انہوں نے حکم دیا کہ یہاں مسلمانوں کا رہنا اب محال ہے، آپ ہجرت کر کے پاکستان، گجرات تشریف لے جائیں جہاں حضرت شاہدولہ ولی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا دربار ہے، وہاں جا کر سب سے پہلے سلام عرض کرنا، ایک شخص وہاں آئے گا جو آپ کو کھانا کھلائے گا اور آپ کی رہائش کا بھی بندوبست کردے گا۔

جب میرے دادا محترم لال دین راولپنڈی پہنچے تو وہاں کچھ عرصہ ٹھہر گئے اس اُمید پر وہاں رکے کہ شاید حالات کشمیر ٹھیک ہو جائیں اور ہم بھی علاقہ سمیت پاکستان میں شامل ہو جائیں تو پھر ہم اپنے وطن واپس چلے جائیں گے، چونکہ وہاں میرے دادا کے والدین کی قبریں تھیں۔

میرے دادا کے والد کا نام صلاح الدین تھا۔ وہ والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اور وہ کشمیر میں آٹا پینے کی چکی کا کام کرتے تھے جو کہ میرے دادا کا کاروبار زندگی تھا۔ اس کے علاوہ اپنی کھیتی باڑی کرتے تھے۔ اور اس کے علاوہ ہنرمندی یہ تھی کہ روئی سے دھاگہ بھی اپنی گھریلو ضروریات کیلئے خود ہی تیار کر لیتے۔ پاکستان آنے کے بعد مختلف زمینداروں کی فصل مونجی بویا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ لکڑیاں کاٹ کر اپنا پیٹ پالتے رہے۔ اس کے بعد فروٹ کا کام شروع کر دیا جو آخری عمر تک جاری رہا۔

Marfat.com

میرے دادا اور میرے والد بھی اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔ میرے دادا راجوری میں جہاں رہائش پذیر تھے ان کی رہائش گاہ سے چار فرلانگ کے فاصلے پر دریا بہتا تھا اور دریا کی دوسری طرف چار فرلانگ پر ایک بزرگ کا دربار تھا جن کا نام ''سائیں گنج'' تھا اور عرفِ عام میں انہیں سائیں گنجی کہا جاتا تھا۔

الغرض کشمیر ایک سرسبز و شاداب علاقہ تھا اور وہاں میرے آباؤ اجداد مدفون تھے، اس کی محبت نے انہیں آگے آنے کی اجازت نہ دی۔ انہوں نے راولپنڈی میں قیام رکھا۔ اس دوران میری ایک پھوپھی وفات پا گئیں۔ ان کو راولپنڈی کا پانی راس نہیں آیا تھا۔

اس کے بعد میرے دادا اور والد راولپنڈی سے گجرات آ گئے اور بزرگوں کے فرمان کے مطابق شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سلام عرض کیا اور اسی طرح ایک آدمی ملا اور اس نے کھانا کھلایا اور حسینیہ ہال کے ساتھ لب سڑک رہائش کا بندوبست کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ رہائش چھوڑنی پڑی۔ جتنی دیر یہاں رہے میرے دادا کے راجوری کے رہائش پذیر ہونے کا جن کشمیریوں کو پتہ چلتا وہ میرے دادا کے پاس آ کر ٹھہر جاتے۔ اس طرح وہاں کافی لوگوں نے رہائش اختیار کر لی۔ اس جگہ پر راجوری سے آئے کئی کنبہ جات رہائش پذیر ہو گئے۔ وہاں کے باشندوں کے بزرگوں میں ایک صفت بہت اعلیٰ تھی کہ وہ باہمی محبت اور بھائی چارہ کے قائل تھے۔ آپس میں بڑی گہری محبت تھی۔ اس کنبہ میں سے کوئی بھی شخص وفات پاتا تو دس افراد چنے جاتے جو کہ فوت شدہ فرد کی قبر تیار کرتے اور قبر تیار کرنے کا سامان مکمل ان کے گھروں میں تھا اور کوئی مہمان آ جاتا تو سارے افراد مل کر سادہ دال روٹی تیار کر کے مہمان کی تواضع

Marfat.com

کرتے اور تمام افراد جو کہ اس احاطہ میں رہائش پذیر تھے وہ مالی حصہ ڈال دیا کرتے تاکہ مہمان کسی پر بوجھ نہ بنے۔

بقول مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کہ سوئم تک گھر والوں کو کھانا نہیں کھانا چاہیے بلکہ غریب وغربا و مساکین کا بھی حق ہوتا ہے۔اس طرح یہ سادہ منش کنبہ فوتگی والے گھر کسی پر بوجھ نہیں بنتے بلکہ مل جل کر کھانا تیار کر لیتے اور مہمانوں کو بھی سب مل کر تقسیم کر لیتے اور اپنے ہاں ٹھہراتے تھے۔ میرے دادا محترم وہاں بچوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔اس کے بعد رہائش وہاں سے بدل کر جی ٹی روڈ پر واقع سائنس کالج کے قریب سکونت پذیر ہو گئے۔اس سے قبل میرے والد بدر حسین نے میٹرک تک تعلیم مکمل کر لی تو دادا محترم نے انھیں ریلے کا سائیکل 25 روپے کا انعام کے طور پر خرید کر دیا۔سکول کی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم،قرآن پاک پڑھنے کے علاوہ پنجابی کے اُستاد کا بندوبست بھی کیا گیا جن سے سیف الملوک اور شاہنامہ کربلا از غلام رسول کی تعلیم بھی دلوائی گئی اور جب محرم شریف آتا تو پورا محرم سیف الملوک اور شاہنامہ کربلا ساری ساری رات تمام گھر کے افراد بیٹھ کر سنتے۔میٹرک کے بعد آپ کو سکول سے چھڑا دیا گیا ہے کیونکہ والدین کے اکیلے ہی بیٹے تھے اور اس طرح چھوٹی عمر میں ہی شادی کر دی گئی،آپ کے دو دوست تھے۔آپ کے ایک دوست نے ایف اے کیا اور ایک دوست نے ایم اے کیا۔ایک نہری نظام میں منسلک ہو گیا اور دوسرا لوہار تھا اُس نے ایک آلہ ایجاد کیا اور ایوب خان کو لکھا کہ میں نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا کہ بس آپس میں ٹکرا جائے تو سواریوں کو خراش تک نہ آئے گی،اگر سواریوں کو خراش آ گئی تو میرا سر اُتار دینا۔شرط یہ ہے کہ مجھے ایک لاکھ روپیہ دیا جائے لیکن میں فارمولہ

Marfat.com

نہیں دوں گا۔ ایوب خان کو جب یہ خط ملا اُس نے فوج کے آدمی بھیج کر اُس لوہار کو اُٹھا لیا اور اُس سے وہ فارمولہ لینے کی کوشش کی گئی اور اُس کو سخت سے سخت سزا دی گئی اُس شخص نے کہا کہ لوہاروں سے آج تک انگریز نے فارمولہ نہیں لیا تم کیسے لے سکتے ہو؟ الغرض دوستوں نے اُس کو چھڑانے کی کوشش کی اور ایک شخص نے مشورہ یہ دیا کہ اس کے والدین ایوب خان کے پاس جعلی سرٹیفکیٹ بنوا کر جائیں اور کہیں کہ یہ لڑکا پاگل ہے، ثبوت بھی دیکھ لیں اور ادویات بھی دیکھ لیں، ہم نے اس کا بہت علاج کروایا ہے جب یہ ترتیب دی گئی تو ایوب خان نے اُسے رہا کر دیا جب وہ گجرات آیا تو وہ چلنے کے قابل نہ رہا تھا۔ اُس کا علاج معالجہ کیا گیا اس کے بعد وہ لاہور چلا گیا وہاں ایک برطانیہ کی فرم تھی جس کی مشینری لگی ہوئی تھی اُس نے اُس مشینری کو بغور دیکھا تو اُس کی قسمت چمک اُٹھی کہ ایک دن مشینری خراب ہو گئی اُس نے فرم کے مالک سے کہا مجھے اجازت دیں میں اسے ٹھیک کر دوں، اُس نے جواب دیا کہ کیا میرا دماغ خراب ہے کہ لاکھوں روپیہ لگا کر ایک اناڑی آدمی کے سپرد کر دوں، اصرار کرنے پر مالک نے اُسے اجازت دی، اُس نے پندرہ منٹ تک وہ مشینری ٹھیک کر دی، اس کے عوض اُس کو ملازمت مل گئی اور کام صرف مشینری کی دیکھ بھال تھا۔ یہ بات میرے والد کے دوست نے مجھے دکان پر آ کر بتائی کہ ہم آپ کے والد کے کلاس فیلو ہیں اور دوسرے شخص کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ آج بھی ہنر مند آدمی کی اس ملک میں قدر و قیمت صفر ہے۔ کشمیر کی آزادی کے حق میں میرے دادا اور دوسرے عزیز و اقارب نے جلوس نکالا جن میں محمد شفیع، حاجی فضل حسین، حاجی سید علی اور اُن کے ساتھی شریک تھے۔ ایوب خان نے اس نعرہ بازی کے عوض چھ ماہ سزا دی۔

Marfat.com

میرے دادا لال دین کو اُن کے پیر و مرشد نے قربانی کے لیے جانور پالنے کا سلیقہ سکھایا۔ اکثر قربانی کے لیے ایک دو بچے لے کر انہیں پال پوس کر قربانی کرتے۔ جن میں دنبہ، کجلہ اور لاٹ والا اکثر پالتے۔ گو یہ سادہ منش آدمی تھے لیکن انھیں یہ فقہی طور پر معلوم تھا کہ فلاں جانور چھ مہینے میں تیار ہو جاتا یا سال میں یا دو سال میں۔ اسی جذبے کے تحت میرے والد بھی جانور کو پالتے رہے۔ آخری عمر میں تین جانور پالے ایک کجلہ، ایک دیسی بکرا اور ایک ترکی۔ ان کی قربانی دی۔

مرشد کی تلاش

1980,81ء میں پیر و مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا ارادہ کیا تو اس بارے میں استاد محترم حافظ غلام نبی سے عرض کی کہ مجھے کسی مردِ خدا کی تلاش ہے۔ آپ رہنمائی فرمائیں۔ اس کے جواب میں حافظ صاحب نے فرمایا آپ تلاش میں کوشاں رہیں زمین پر اللہ کے بہت سے نیک بندے رہتے ہیں۔ آپ کا دل جس بزرگ ہستی پر مانتا ہے وہاں بیعت ہو جائیں میں نے عرض کی کہ اگر مجھے اس بارے میں معلوم ہوتا تو آپ سے کیوں عرض کرتا؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا تلاش جاری رکھو کوئی نہ کوئی مردِ خدا آپ کو مل جائے گا اس کشمکش میں ایک سال سے زیادہ گزر گیا تو اس دوران اُستاد محترم سے عرض کرتا رہا کہ میری راہنمائی کریں۔ الغرض ایک روز حافظ صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کو اپنا پیر بھائی بنانا چاہتا ہوں آپ نے ایک طالب علم حافظ خالد صاحب کو فرمایا کہ اس کو حضرت صاحب کے آستانہ پر لے جاؤ اور انھیں چھوڑ کر چلے آؤ تو جب میں نے وہاں جا کر سلام عرض کیا تو حضرت صاحب سے ملاقات نہ ہو سکی دو تین بار گیا تو ایک بزرگ آدمی پیر بھائی نے فرمایا کہ حضرت صاحب آپ کو بلا رہے ہیں اور میں حضرت صاحب کے پاس گیا سلام عرض

Marfat.com

کیا تو سیدھے سادھے الفاظ میں، مَیں نے عرض کی کہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں اور مجھے جلدی بیعت کیجیے۔ میری اس نادانی کو دیکھ کر ایک بزرگ پیر بھائی میاں خان وہاں موجود تھے تو انہوں نے حضرت صاحب سے عرض کی کہ اس عمر میں کون اس طرف رغبت کرتا ہے اس کو بیعت کر لیجیے۔ یہ عرض سن کر حضرت صاحب کچھ دیر خاموش ہوئے، آپ نے فرمایا کہ آپ کو کس نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی کہ مجھے کسی نے نہیں بھیجا کیونکہ اُستاذ محترم نے فرمایا تھا کہ میرا ذکر نہیں کرنا۔ اس لیے میں نے اُن کا ذکر نہ کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا جمعہ کے روز آجایا کرو۔ اسی طرح دو بار حضرت صاحب کو ملنے آیا تو اُستاذ محترم نے حضرت صاحب کا حال اور باتیں سنیں تیسری بار جب حضرت صاحب کے پاس آیا تو حضرت صاحب نے فرمایا میری باتیں کسی سے بیان نہیں کرنیں۔ جب میں اُستاذ محترم کے پاس گیا تو انہوں نے حضرت صاحب کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کی کہ حضرت صاحب نے اپنی باتیں آپ سے نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ کچھ عرصے بعد میں کسی کام سے آرہا تھا رات کا وقت تھا ایک مجذوب آیا اُس نے میری پیشانی کے بال پکڑ لیے اور دوسرے ہاتھ سے میرا بازو پکڑ لیا تو آسمان کی طرف سے دو ہاتھ آئے ایک ہاتھ میں گول سی چیز تھی اور دوسرے ہاتھ سے پیشانی کے اوپر والا حصہ کھل گیا اور وہ گول چیز میری پیشانی میں رکھ دی گئی اور پھر پیشانی بند ہو گئی۔ مجذوب نے اُسی طرح میرے بال پکڑے تھے اور ہاتھ بھی۔ وہ کہہ رہا تھا میری طرح ہو جاؤ میں نے عرض کی کہ میں مجذوب نہیں بننا چاہتا بلکہ باہوش رہنا چاہتا ہوں میں اپنی پیشانی کو دیکھتا ہوں میری پیشانی کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف اور کبھی پیچھے کی طرف ہو جاتی ہے اس صورت حال کو دیکھ کر میں نے مجذوب سے ہاتھ چھڑا کر دوڑ لگا دی سیدھا مسجد عیدگاہ کے اندر چلا گیا ساری رات نفل پڑھتا رہا یہ وہ دور تھا جب مجھے تہجد کا صحیح نام بھی نہیں آتا تھا تہجد کی بجائے تجد

Marfat.com

کی نیت کرتا تھا۔ صبح فجر کی نماز پڑھنے کے بعد حضرت صاحب کے آستانہ پر حاضر ہوا اور رات کا واقعہ عرض کرنا چاہا اور میری ہمت نہ ہوئی حتی کہ عصر کی نماز حضرت صاحب کی اقتدا میں ادا کی نماز کے بعد عرض کرنا چاہی لیکن ہمت نہ ہوئی آپ نے خود ہی فرما دیا وہ شخص اب نہیں آئے گا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ تین دن کے بعد پتہ چلا کہ وہ مجذوب فوت ہو چکا ہے۔ اگلے جمعے پھر میں حاضر ہوا تو میری دوسری خرابی بھی دور کی گئی میرے ایک پیر بھائی نے اس طرح بات شروع کی حضرت صاحب نے مجھے فرمایا تھا کہ نماز تہجد کا صحیح نام لیا کرو اللہ تعالیٰ کو غلط نام پسند نہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کو میرے نماز کی غلط نیت کرنے کے بارے میں بھی علم تھا۔

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر 1

مدحت ونعت نبوی ﷺ ۔ دور بہ دور

ایک اجمالی جائزہ

حضور فخر موجودات ہادی سبل ختم الرسل ﷺ کی مدحت وتوصیف

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کا نسب

رحمت عالمیاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت

مکی زندگی

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح مبارک

مدینہ طیبہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کا پرجوش استقبال

حضور نبی اکرم ﷺ کا سفرِ آخرت

Marfat.com

باب نمبر 1

مدحت ونعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دور بہ دور

ایک اجمالی جائزہ

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

خالق کائنات نے انسان کیلئے دو ہی راستے بنائے ہیں ایک نیکی کا اور دوسرا برائی کا۔اب انسان کے پاس اختیار ہے کہ وہ چاہے تو نیکی کے راستے کو اپنائے یا برائی کے راستے کو۔نیکی میں بھی ایک لذت ہے اور برائی میں بھی ایک سرور ہے۔لیکن نیک کام کرنے سے اللہ رب العزت راضی ہوتا ہے اور شرّ کا کام کرنے سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے۔

شاعری اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے کی حدود کو توڑ کر گناہوں کی وادیوں کی طرف بھی لے جاتی ہے اور نیکی کے راستے کی طرف بھی لے جاتی ہے۔ جو شاعری اللہ تعالیٰ کی محبت میں لکھی جاتی ہے اس کو حمد وثناء کہتے ہیں اور جو شاعری حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لکھی جاتی ہے اسے مدحت ونعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔مدحت ونعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے اور پڑھنے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ مسلمان کے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں ہو جس سے وہ صحیح معنیٰ میں آپ کے اسوۂ حسنہ کا متبع بن جائے۔

Marfat.com

جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل ہوا تو کفار مکہ نے کہا کہ (نعوذ باللہ) آپ دیوانے ہیں، آپ کاہن ہیں اور آپ شاعر ہیں تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ یہ کلام شاعری نہیں اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں۔ اللہ پاک نے تمام نسل آدم کو چیلنج کر دیا کہ تم جس کلام کو شاعری کہتے ہو اس جیسی ایک سورت تو لکھ کر لاؤ۔ فصحاء عرب نے بڑی کوشش کی لیکن انہیں زبردست ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ بھلا اللہ پاک کے کلام مقدس کی کوئی مثل لا سکتا ہے؟

قرآن پاک کی سورۃ شعراء میں آیا ہے کہ شعراء کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں وہ شعراء ایسی باتیں کہتے ہیں جن پر خود عمل نہیں کرتے سوائے ان لوگوں (شعراء) کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کیا۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی شاعری سے منع فرمایا ہے جس سے جذبات میں برائی اور فحاشی کی طرف انگیخت پیدا ہو۔ عربوں میں فحش عشق بازی کا مرض بہت بڑھ گیا تھا، عرب کے شاعر اپنے فحش عشق کو بڑے بڑے میلوں میں فخریہ بیان کرتے تھے۔ لیکن شریعت اسلامیہ نے ایسے اشعار کہنے سے بڑی سختی سے منع کیا ہے جو کہ فحاشی اور بے حیائی پر مبنی ہوں۔ مسلمانوں کو ہجو لکھنے کی اجازت صرف اسی صورت میں ہے کہ

(۱)۔ کفار کی طرف سے پہل ہو۔

(۲)۔ اس ہجو میں فحاشی وعریانی نہ ہو۔

(۳)۔ عہد جاہلیت کا فخر وغرور اور گالی گلوچ نہ ہو۔

حدیث پاک میں حضرت براء سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے واقعہ بنی قریظہ کے روز حضرت حسان بن ثابت سے ارشاد فرمایا کہ کافروں کو میری طرف سے جواب دو، پھر دعا فرمائی: اے اللہ ان کی روح القدس کے ذریعے مدد فرما۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ شعر میں اچھی بات بھی ہوتی ہے اور بری بات بھی ہوتی ہے، تم اس سے اچھی بات لے لو اور بری بات چھوڑ دو۔ حضرت کعب بن زہیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں ایک قصیدہ پڑھا تو آپ نے انہیں ایک چادر عطا فرمائی۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ بیان جادو ہوتا ہے اور بعض شعر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ چنانچہ جنگ خندق کے موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ شعر پڑھتے تھے۔

ترجمہ: ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے، جب تک جان میں جان ہے ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے رہیں گے۔

Marfat.com

حضور فخر موجودات ہادی سبل ختم الرسل ﷺ کی

مدحت وتوصیف:

اللہ تعالیٰ نے اول انسان سے لے کر فخر انسانیت حضرت محمد ﷺ تک احکام شریعت کو مکمل کیا۔ جناب آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کتنے ہی انبیاء گزرے، ان کو شریعتِ خداوندی کے نفاذ کے لیے مختلف نشیب وفراز سے گزرنا پڑا۔

اس کے بعد امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم تک یہ شریعت پہنچی۔ مقصدِ حیات یہ ہوتا ہے کہ آدمی جان جائے کہ خداوند کریم نے ساری مخلوق کو پیدا کیا اور لوگوں کو باوقار زندگی گزارنے کا طریقہ بھی بتایا۔ یہ طریقہ خداوند کریم نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے لوگوں تک پہنچایا۔

قرآن پاک میں چار عناصر کا ذکر کیا گیا ہے جو شریعت مطہرہ کے پاسبان ہیں۔ انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین رضی اللہ عنہم اجمعین یہ عناصر پاکباز ارواح ہیں۔ یہ ایسے بندے ہوتے ہیں جن کی روحیں غلاظتِ بشریت سے پاک ہوتی ہیں۔ خود بھی پاکباز ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی پاکیزہ کرتے جاتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت رہے۔ بلکہ ان کے پاس آنے والے بدبخت بھی بخت والے بن جاتے ہیں۔ انبیاء کرام میں سے ہمارے آخری نبی حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ٹھہرے۔ آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ آپ کے بارے میں سیرت نگاروں نے لکھا ہے صرف ایک انسان جن کے

Marfat.com

نقوشِ قدسی کو زندہ رکھنے کے لیے کم وبیش چھ لاکھ افراد کے حالات مرتب کیے گئے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ ہر وہ شخص جس نے کوئی روایت قلم بند کروائی ہے اس کی شخصیت کو پرکھ کر رائے قائم کی جا سکے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو جو سامنے ہے وہ محفوظ ہو سکے یا کیا جا سکے۔

ابھی کائنات کا نام ونشان بھی نہ تھا بلکہ کچھ بھی نہ تھا، تب بھی ہمارے آقا ومولا باعث تخلیق انس وجاں رحمتِ عالمیاں ﷺ کی مدحت وتوصیف ہو رہی تھی۔ اور جب دنیا ظہور میں آ گئی تو یہ سلسلہ تب بھی جاری تھا اور جاری رہے گا، بلکہ اس دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد بھی ہمارے کریم آقا ﷺ کا ذکر جاری رہے گا۔ اس دنیا میں مدحت مصطفیٰ ہو رہی ہے، لیکن کوئی بھی سوائے خدا کے مدحت مصطفیٰ ﷺ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ بلکہ جو بھی مدحت مصطفیٰ کرتا ہے وہ اسی حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَر
مِنْ وَّجْهِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قرآن مجید میں جا بجا رب ذوالجلال والاکرام اپنے محبوب ﷺ کی تعریف وتوصیف کرتا ہے۔ عالم ارواح میں اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کو جمع کر کے اپنے محبوب کی عظمتوں کے اظہار کیلئے ان سے ایک عہد لیا۔ پھر اس عہد پر سب انبیاء کرام کو گواہ ٹھہرایا۔ اور اپنے آپ کو بھی اس پر گواہ بنایا۔ اور پھر ساتھ وعید بھی سنا دی کہ جو میرے محبوب ﷺ کی عظمتوں کا اقرار کر کے بعد میں انکار کر دے گا، اسے نبوت کے منصب عظیم سے دستبردار کر دیا جائے گا اور اس کا شمار فاسقوں اور فاجروں میں ہوگا۔ اس عہد کا ذکر خود رب العالمین

Marfat.com

نے قرآن مجید میں بڑے ہی احسن انداز میں کیا۔ آیئے! اس آیت کو پڑھیے، اور اپنے کریم آقا ﷺ کی رفعت شان کو ملاحظہ کیجئے۔

آیت مقدسہ درشان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء:

قرآن مجید میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

"واذاخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ء اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین. فمن تولی بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون."

ترجمہ: (اور اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یاد کیجئے یا یاد دلایئے اہل کتاب کو (وہ وقت) جب لیا عہد اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا کہ البتہ دوں میں تم کو کتاب اور حکمت پھر آئے تمہارے پاس (عظیم الشان) رسول تصدیق کرنے والا اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور مدد کرنا اس کی۔ فرمایا کیا اقرار کیا تم نے اس بات کا اور لیا تم نے اس بھاری عہد (ذمہ داری) کو؟ عرض کی انہوں نے اقرار کیا ہم نے۔ فرمایا پس گواہ رہو تم اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پس جو پھر گیا اس کے بعد (اس عہد سے) پس وہی لوگ فاسق ہوں گے۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی روحیں پیدا کیں اور انبیاء کرام کی روحوں کو پیدا کرنے کے بعد فرمایا اے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیک وسلم! انبیاء کرام کی روحوں پر توجہ فرمائیں۔ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام روحوں پر توجہ فرمائی اور اپنے دامن میں ڈھانپ لیا۔ روحوں نے پوچھا۔ یا اللہ! یہ نور کس کا ہے؟ اللہ نے فرمایا

Marfat.com

کہ یہ نور میرے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں نبوت کی نعمت عظمیٰ عطا ہوگی۔ اس پر تمام روحوں نے روح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا اعلان کیا۔

جن انبیاء کرام کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

قرآن مجید میں پچیس انبیاء کرام کے نام آئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت یسع علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایک اختلاف:

حضرت لقمان حکیم اور حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ انبیاء میں سے ہیں یا اولیاء میں سے ہیں، کیونکہ قرآن پاک میں ان کی نبوت کی کوئی وضاحت نہیں، اس وجہ سے علماء میں اختلاف ہے، اکثر کہتے ہیں کہ یہ اولیاء میں سے ہیں جبکہ کچھ علمائے کرام کا کہنا ہے کہ ان کے بارے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ اگر یہ انبیاء ہیں تو ہمارا اس پر ایمان ہے اور اگر یہ اولیاء ہیں تو ہمارا اس پر بھی ایمان ہے۔

Marfat.com

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کا نسب:

حضور رحمت عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت تمام ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ سے جا ملتا ہے۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے بہت برکت دی، آپ کی اولاد مختلف خاندانوں میں پھیل گئی، ان میں قریش کا قبیلہ بہت نامور ہوا۔ پورے عرب میں اس کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی، مکہ کی سرداری ان کے ہاتھ تھی۔

قبیلہ قریش کے نامور سردار حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ:

قبیلہ قریش کے بڑے لوگوں میں ایک نامور سردار حضرت ہاشم تھے۔ حضرت ہاشم اپنی سخاوت اور دولت کی وجہ سے ملک بھر میں مشہور تھے۔ حج کے موقع پر حاجیوں کے ٹھہرانے اور ان کو کھانا کھلانے کے امور انہی کے سپرد تھے۔ آپ نے حاجیوں کیلئے پانی جمع رکھنے کی غرض سے چمڑے کی مشکیں بنوائیں اس بنا پر انہیں خاص شہرت حاصل ہوئی۔

ایک دفعہ ملک کے بعض حصوں میں قحط پڑ گیا، حضرت ہاشم نے اپنی دولت سے منوں اناج خریدا اور اسے پکوا کر غریبوں میں تقسیم کیا۔ نیکی کے کارناموں کی وجہ سے ہاشم ملک بھر میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، یہاں تک کہ ان کا خاندان ہاشمی کہلانے لگا۔ حضرت ہاشم جوانی کے دنوں میں ایک بار مدینہ پاک گئے اور وہاں ایک معزز خاتون سے جس کا نام سلمٰی تھا، شادی کی۔ ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہوا یہی عبدالمطلب ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان تھے۔

Marfat.com

ہمارے نبی اکرم ﷺ کے داداجان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

حضرت عبدالمطلب جوان ہو کر باپ کے صحیح جانشین ثابت ہوئے، حاجیوں کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا انتظام ان کے ہاتھ آیا۔ مکہ کا مشہور کنواں زمزم جو ایک عرصہ سے بند پڑا تھا حضرت عبدالمطلب نے اسے دوبارہ کھدوایا اور درست کرایا۔ عربوں پر حضرت عبدالمطلب کا بہت بڑا احسان تھا۔ حضرت عبدالمطلب کے دل میں کمزوروں اور مسافروں کیلئے بہت ہمدردی تھی۔ وہ مکہ کے مانے ہوئے رئیس اور شہر کی مجلس انتظامیہ جسے دارالندوہ کہتے تھے، کے اہم رکن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس بیٹے عطا کیے۔ حضرت عبدالمطلب نے خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر یہ منت مانی تھی کہ اگر دس بیٹے ہوئے اور سب جوان ہو گئے تو میں ان میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کردوں گا۔ عرب کے سردار حضرت عبدالمطلب کی یہ تمنا پوری ہو گئی اور دس بیٹے ہوئے اور وہ ان کی زندگی میں ہی جوان ہو گئے، حضرت عبدالمطلب نے بیٹوں کے نام قرعہ ڈالا، قرعہ پیارے بیٹے حضرت عبداللہ کے نام پڑا، شہر کے دوسرے سرداروں نے یہ مشورہ دیا کہ اے عبدالمطلب! جوان بیٹے کی بجائے اونٹوں کی قربانی دے دو، حضرت عبدالمطلب بڑی مشکل سے اس بات پر رضامند ہوئے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ کے صدقے ایک سو اونٹوں کی بھاری قربانی دی گئی۔

یہی حضرت عبداللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ہیں۔

ہمارے نبی اکرم ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ کی شادی مدینہ پاک میں ایک دوسرے گھرانے بنی زہرہ میں ہوئی۔ اس خاتون کا نام بی بی آمنہ تھا۔ شادی کے بعد ابھی چند ہی ماہ گزرے تھے کہ حضرت عبداللہ نے تجارت کیلئے شام کا سفر اختیار کیا، واپسی میں وہ ایسے بیمار پڑے کہ مدینہ کے قریب راستے میں ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے انہیں وہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔

Marfat.com

رحمت عالمیاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت:

بی بی آمنہ کے ہاں ان کے خاوند حضرت عبداللہ کی وفات کے کوئی چار ماہ بعد ایک بچہ پیدا ہوا، وہ بچہ جس کی قسمت میں دنیا کا سب سے بڑا انسان اور آخری نبی ہونا لکھا تھا، جس کی بدولت عرب کی خاک کیمیا ہوگئی اور دنیا کی بگڑی بن گئی۔

حضرت عبدالمطلب نے پوتے کی خوشی میں ساتویں دن قبیلے کی دعوت کی اور اس موقع پر لوگوں نے بچے کا نام دریافت کیا، حضرت عبدالمطلب نے خوشی سے کہا ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ محمد کے معنی ہیں جس کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہو۔ یہ نام ان لوگوں کیلئے بالکل نیا اور انوکھا تھا انہوں نے حیرت سے پوچھا یہ کیا نام ہے؟ حضرت عبدالمطلب نے جواب میں یہ تاریخی فقرہ کہا:

"رجلاء ان یحمد" (مجھے امید ہے کہ اس بچے کی بہت تعریف کی جائے گی۔)

ولادت باسعادت اور معجزات

آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت بہت سے معجزات ہوئے، مثلاً نوشیرواں بادشاہ کے محل کے چودہ کنگرے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے، فارس کا قدیمی آتش کدہ ایک دم سرد پڑ گیا، بحیرہ طبریہ اور دریائے ساوہ خشک ہوگئے اور وادیٔ سماوہ میں پانی جاری ہوگیا۔

ایام رضاعت

شرفائے مکہ کا دستور تھا کہ اپنے بچوں کو پیدائش کے آٹھ دن بعد دیہاتی دایہ کے سپرد کر دیتے تھے۔

اول: آپ ﷺ کو ابولہب کی لونڈی ''ثویبہ'' نے دودھ پلایا۔

دوم: آپ ﷺ کو پیدائش کے چھ ماہ بعد قبیلہ بنو سعد کی ایک معزز خاتون حضرت حلیمہ

Marfat.com

سعدیہ کے سپرد کر دیا گیا، دو برس بعد آپ ﷺ کا دودھ چھڑا دیا گیا۔

سوم: حضرت حلیمہ سعدیہ ہر چھ ماہ بعد حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آتیں۔ ایک بار حضرت آمنہ کے پاس حضرت حلیمہ سعدیہ آئیں تو مکہ میں وباء پھیلی ہوئی تھی، آپ ﷺ کو دوبارہ حضرت حلیمہ کے سپرد کر دیا گیا، آپ تقریباً چار برس حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہے۔

مکی زندگی

حضور نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک چھ برس ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر اپنے میکے مدینہ منورہ چلی گئیں۔ تقریباً وہاں ایک ماہ قیام کے بعد واپسی پر اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لیے گئیں اور "ابواء" کے مقام پر بیمار ہوئیں اور وفات پا گئیں، آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا۔

حضرت اُم ایمن آپ کے ساتھ تھیں جو کہ حضور ﷺ کو ساتھ لے کر مکہ واپس آ گئیں۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک آٹھ برس ہوئی تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔

سفرِ شام

بارہ برس کی عمر مبارک میں آپ ﷺ اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف تشریف لے گئے۔

حرب الفجار

جب آنحضور ﷺ کی عمر مبارک پندرہ برس ہوئی تو آپ ﷺ نے مکہ میں حرب الفجار (جنگ) میں حصہ لیا جو کہ قریش اور بنی قیس کے درمیان ہوئی۔

Marfat.com

حلف الفضول

حربِ الفجار کا خاتمہ ایک معاہدہ کی صورت میں ہوا، جسے حلف الفضول کا نام دیا گیا۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح مبارک

حضور ﷺ جب جوان ہوئے تو آپ نے تجارت کا آبائی پیشہ برائے معاش اختیار کیا۔ اس سلسلہ میں شام، بصرہ اور یمن کا آپ نے سفر کیا۔ حضرت خدیجہ نے آپ کے اوصافِ حمیدہ کی شہرت سن کر آپ کو پیغام بھیجا کہ اُن کا سامانِ تجارت بھی شام لے جائیں جس پر آپ ﷺ نے رضامندی کا اظہار کیا۔ واپسی پر اس سامانِ تجارت کا دوگنا منافع حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ کو دیا۔ اس طرح حضرت خدیجہ کی نظر میں حضور نبی اکرم ﷺ کی عزت اور بھی بڑھ گئی۔ چنانچہ حضرت خدیجہ نے اپنی سہیلی نفیسہ بنت اُمیہ کی معرفت آپ ﷺ کو پیغامِ نکاح بھیجا جس پر حضور ﷺ نے رضامندی کا اظہار کیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی طرف سے سرپرست آپ کے چچا عمرو بن اسد تھے۔ حضور ﷺ کی طرف سے ابوطالب اور خاندان کے اکابر افراد تھے۔

ابوطالب نے آپ کے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ یوں اعلانِ نبوت سے پندرہ برس قبل ان دونوں ہستیوں کا عقد ہوا۔

آنحضور ﷺ کی عمر مبارک 25 برس اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کی عمر مبارک 40 برس تھی، اس پر سب کا اتفاق ہے اور یہ رفاقت 25 برس پر محیط رہی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ ﷺ نے کسی اور عورت سے عقدِ ثانی نہ کیا۔

"تعمیر تجدید کعبۃ اللہ"

نبی کریم ﷺ کی عمر جب 35 پینتیس برس ہوئی۔ مکہ شہر میں سیلاب آیا جس

Marfat.com

کے باعث کعبہ کی دیواروں کو بہت نقصان پہنچا۔عرب قبائل نے خانہ کعبہ کی عمارت کی تجدید اور مرمت کا اعادہ کیا۔ جب کام تکمیل کو پہنچا تو حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا۔عرب کے تمام سرداروں کی خواہش تھی کہ حجر اسود کو اس کے اصل مقام پر نصب کرنے کا شرف انہیں حاصل ہو۔ یہ خواہش خطرناک جنگ کی طرف بڑھنے لگی تو بزرگ رئیس مکہ ابو اُمیہ بن مغیرہ نے تجویز دی کہ صبح جو شخص سب سے پہلے خانہ کعبہ آئے گا اس کا فیصلہ تسلیم کر لیا جائے گا۔ اس طرح اس تجویز کو تسلیم کر لیا گیا اگلی صبح سب سے پہلے حضور ﷺ خانہ کعبہ میں جلوہ افروز ہوئے۔سب نے نعرہ بلند کیا اور کہا کہ "امین" آ گئے۔

چنانچہ حضور ﷺ نے اپنی چادر بچھادی اور حجر اسود کو اس پر رکھ دیا گیا اور حکم دیا کہ سب سردار اس چادر کو پکڑ کر اُٹھائیں اور مقررہ جگہ پر لے چلیں جب مقررہ مقام پر پہنچے تو خود حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے "حجر اسود" کو نصب فرمایا۔اس طرح آپ کے حسن تدبر سے سرداران مکہ کی خطرناک جنگ ٹل گئی۔

"غار حرا میں گوشہ نشینی"

نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک 35 برس ہی تھی کہ جب آپ نے غور و فکر کیلئے "غار حرا" کو عزت بخشی۔اس طرح وہاں آپ غور و فکر اور ذکر کرتے رہے مسلسل پانچ برس آپ نے غار حرا کو عزت بخشی اور یوں چالیس برس کی عمر میں واضح اور ظاہری طور پر پہلی وحی حضرت جبرائیل لیکر وہاں آئے۔اس کے بعد جب آپ نے دعوت عام کا آغاز کیا تو کفار کے ظلم وستم کا آغاز ہو گیا۔

"شعب اَبی طالب میں پناہ"

دعوت عام کے آغاز کے بعد اہل مکہ آپ پر ظلم وستم ڈھانے لگے لیکن آپ کے

Marfat.com

پایہ استقلال میں لغزش نہ آئی اور صبر و شکر سے آپ کی تبلیغ کے باعث مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا جسے دیکھ کر مکہ کے سردارانِ قریش اور سردارانِ کنان قبیلہ کے افراد نے حضور ﷺ کو نعوذ باللہ قتل کرنے کا ارادہ کیا اور بعد ازاں یہ بھی فیصلہ کیا کہ بنو ہاشم، بالخصوص عبدالمطلب کے خاندان سے اس وقت تک کسی قسم کا کوئی کاروبار نہیں کریں گے نہ ہی اس خاندان سے کوئی رشتہ ناطہ جوڑے گا جب تک وہ حضور ﷺ کو ہمارے حوالے نہیں کردیں گے۔ یہ عہد نامہ تحریر کردیا گیا اور اسے دیوارِ کعبہ پر آویزاں کردیا گیا۔

جب حضور ﷺ کو علم ہوا تو آپ نے اپنے خاندان کے افراد کو ساتھ لیا اور مکہ سے تین میل دور ایک گھاٹی میں لے گئے جسے "شعب ابی طالب" کا نام دیا گیا۔ اس گھاٹی میں آپ حضرت ابو طالب کے خاندان اور اپنے خاندان کے ہمراہ تین برس پناہ گزین رہے

قریش کے چند رحم دل اور خیر خواہ افراد کو بنو ہاشم کی خستہ حالی پر رحم آیا اور انہوں نے اس عہد کو ختم کرنے کا تہیہ کیا۔ ان افراد میں ہشام بن عمرو، مطعم بن عدی، زبیر، ابوالبختری اور زمعہ بن الاسود شامل تھے انہوں نے فیصلہ کیا کہ کل اس عہد کو خانہ کعبہ کی دیوار سے چاک کردیا جائے گا۔ لیکن خدا کی قدرت سے آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو فرمایا کہ عہد کے حروف کو دیمک نے کھالیا ہے۔ صرف اللہ کا نام باقی ہے چنانچہ دوسرے روز حضرت ابو طالب نے حرم میں جا کر اعلان کیا کہ میرے بھتیجے نے کہا ہے کہ عہد نامے کی تحریر کو دیمک نے چاٹ لیا ہے اور صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے اگر یہ سچ ہے تو ہم حضور ﷺ کو آپ کے حوالے نہیں کریں گے۔ الغرض جب معاہدہ کو دیکھا گیا تو آپ ﷺ کی بات سچ ثابت ہوئی۔

اس طرح ہشام اور زبیر بن اُمیہ نے اس معاہدے کو چاک کرنے کا حکم دیا۔ ابوجہل نے اس کی مخالفت کی اور مطعم بن عدی نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے اس طرح

Marfat.com

تین برس بعد خاندان نبوت کے افراد مکہ شہر واپس آئے۔

"عام الحزن"

شعب ابی طالب کی محصوری کے چند ماہ بعد آپ کے چچا حضرت ابوطالب کا انتقال ہوگیا۔ انہوں نے لڑکپن میں آپ کی پرورش کی تھی چچا کی وفات کے تین دن بعد آپ کی غمخوار بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئیں۔ آپ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ بہت رنجیدہ ہوگئے اس لیے اس سال کو "عام الحزن" یعنی غم کا سال کہا جاتا ہے اس کے بعد اہل مکہ اور قریش کے سرداروں کی گستاخیاں بڑھ گئیں۔

سفر طائف

مکہ کے کفر کی حالت زار دیکھ کر حضور ﷺ تبلیغ حق کی خاطر کسی اور قبیلہ کی تلاش میں نبوت کے دسویں برس ماہِ شوال میں طائف تشریف لے گئے۔ جوکہ مکہ سے مشرق کی طرف ساٹھ، ستر میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ جو تجارت اور پھلوں کی وجہ سے مشہور تھا۔ وہاں تین بھائی بنو ثقیف قبیلہ کے جن کا نام (۱)۔ مسعود (۲)۔ حبیب (۳)۔ عبد یالیل سردار تھے۔ انہوں نے طائف شہر کے غنڈے آپ کے پیچھے لگا دیئے جو آپ کو پتھر مارتے، گالیاں دیتے، تالیاں بجاتے اور جب آپ تھک کر بیٹھ جاتے تو کندھے سے پکڑ کر اٹھاتے اور وہی گستاخیاں دوبارہ دہراتے۔ اس دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو یہ پہاڑ طائف والوں پر گرادوں۔ آپ نے فرمایا نہیں ان کی اولاد میں سے اہل ایمان لوگ ہوں گے اور انہی دعائیہ کلمات سے طائف والوں کو معاف فرمادیا۔

Marfat.com

معراج النبی ﷺ

معراج النبی کے بارے میں مورخین درست تاریخ کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں بعض اس سفر طائف سے بیان کرتے ہیں اور کچھ سفر سے واپسی پر، جبکہ اکثریت 27 رجب پر متفق ہیں۔

10 ھ نبوی یا 11 نبوی میں یہ سفر پیش آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو لباس بشریت میں اپنا دیدار کرایا اور مسلمانوں کیلئے پانچ نمازوں کا تحفہ دیا گیا۔

ہجرت مدینہ

کفار مکہ نے چراغ مصطفوی گل کرنے کا فیصلہ کیا۔ (نعوذ باللہ) تمام قبائل میں یہ طے پایا کہ رات کی تاریکی میں یکجا ہو کر حضور ﷺ پر حملہ کردیں گے۔ اور کسی پر یہ خون نہیں آئے گا چنانچہ اس ارادے سے حضور ﷺ کے مکان کا گھیراؤ کرلیا۔ اللہ رب العزت نے اس ارادے کو اپنے محبوب پر ظاہر کردیا اور یوں محبوب خدا نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو امانتیں دیکر اور سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے کفار کے سروں پر خاک ڈال کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف چلے گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منتظر تھے۔ آپ، یار غار کو لیکر غار ثور میں پہنچے اور غار ثور میں قیام کے بعد مدینہ شریف چلے گئے۔ جبکہ راستہ میں چند اور مقامات پر بھی قیام مختصر کیا۔

مدینہ طیبہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کا پر جوش استقبال

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر مدینہ طیبہ پہنچی تو ہر کوئی آپ کی آمد کی خوشی میں استقبال کی تیاریوں میں مصروف دکھائی دے رہا تھا۔ اہل مدینہ ہر روز شہر کے باہر آکر آپ کا انتظار کرتے، چھوٹے بڑے مسلسل کئی روز اسی طرح کرتے رہے۔ چند دن

Marfat.com

بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف رخ کیا، یہ جمعہ کا دن تھا اور بنی سالم کے محلے میں دوپہر کی نماز کا وقت آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز ادا فرمائی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں جمعہ کی سب سے پہلی نماز تھی۔ نماز سے پہلے خطبہ پڑھا، یہ خطبہ ایسا تھا کہ جس نے سنا وہ متاثر ہوا۔ قبا سے مدینہ جانے والی پختہ سڑک کے کنارے بنی سالم کی وہ مسجد آج بھی موجود ہے جہاں جمعہ کی پہلی نماز پڑھائی گئی۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو منظر یہ تھا کہ قبا سے مدینہ تک ہر قبیلے کے معزز لوگ سڑک کے دونوں طرف کھڑے تھے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس قبیلے کے آگے سے گزرتے وہ عرض کرتا: یارسول اللہ صلی علیک وسلم! ہمارا گھر، ہمارا مال اور ہماری جان حاضر ہے۔ آپ شکریہ ادا کرتے اور دعائے خیر دیتے جاتے۔ شہر قریب آیا تو مسلمانوں کے جوش و خروش کا ایک عجیب سماں تھا۔ مدینہ کی عورتیں اور بچیاں کچھ اس انداز میں گلہائے عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے محبوب آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کر رہی تھیں۔ اشعار یہ تھے:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعا للّٰہ داع

ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

جئت شرفت المدینۃ مرحبًا یا خیر داع

طلع النور المبین نور خیر المرسلین

نور امن وسلام نور حق ویقین

ساقہ اللّٰہ تعالٰی رحمۃ للعالمین

فعلی البر شعاع وعلی البحر شعاع

Marfat.com

مرسل بالحق جاء نطقه وحی السماء

قوله قول فصیح یتحدی البلغاء

فیه للجسم شفاء فیه للروح دواء

ایها الهادی سلاما وعی القرآن واع

جاء لنا الهادی البشیر مطلق العانی الأسیر

مرشد الساعی اذا ما اخطأ الساعی المسیر

دینه حق صراح دینه ملک کبیر

هو فی الدنیا نعیم وهو فی الاخری متاع

هات هدی اللّٰه هات یا نبی المعجزات

لیس للّات مکان لیس للعزی لبات

وحد اللّٰه و وحد شملنا بعد الشتات

الت الفت قلوبا شفها طول الصراع

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعا للّٰه داع

ایها المبعوث فینا جئت بالأمر المطاع

جئت شرفت المدینة مرحبًا یا خیر داع

ہم پر چودہویں کا چاند طلوع ہوا ہے وداع کی گھاٹیوں سے۔ ہم پر خدا کا شکر واجب ہے، جب تک کوئی دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔

بنونجار کی لڑکیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ننھیالی رشتہ دار تھیں وہ خوشی سے دف بجا بجا کر یہ شعر پڑھ رہی تھیں۔

Marfat.com

نحن جوار من بنی نجار
یا حبذا محمد من جار

ہم نجار کے خاندان کی بچیاں ہیں، کتنا ہی اچھا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پڑوسی بنیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے، ہر شخص چاہتا تھا کہ اسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میزبان بننے کی عزت حاصل ہو، اسی لئے ہر کوئی اونٹنی کو اپنے گھر کے پاس روکنا چاہتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دو جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہیں اونٹنی جا کر ٹھہرے گی۔ چنانچہ اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ کر خود بخود بیٹھ گئی۔ آنحضور ﷺ نے مدینہ شریف میں پہنچنے پر سب سے پہلے اللہ کے گھر کی تعمیر کا آغاز کیا۔ بنی نجار کی افتادہ زمین کو نبی ﷺ نے صحابہ کریم کی مدد سے خریدا اس کے بعد ایک سادہ اور مختصر سی مسجد تعمیر کی۔ مسجد سے متصل ازواج مطہرات کے حجرے تعمیر کیے۔ مسجد کے صحن میں اصحاب صفہ کی درسگاہ تعمیر ہوئی۔ ان طالبات علم کو "قراء" کہتے ہیں۔ ارباب یسر نے لکھا ہے کہ ان میں جو کوئی شادی کر لیتا وہ اس جماعت سے نکل آتا اور ان کی جگہ دوسرے لوگ شامل ہو جاتے اور تعلیم حاصل کرتے۔ اگرچہ اصحاب صفہ زر و مال سے بہرہ مند نہ تھے۔ تاہم صبر و قناعت اور سکون و اطمینان سے ضرور مالا مال تھے۔ فقر و افلاس کا یہ عالم تھا کہ کسی کے پاس ایک کپڑے کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا جس کو گردن سے باندھ کر گھٹنوں تک چھوڑ دیتے تھے وہ چادر تہبند کا کام بھی دیتی تھی۔ جفاکشی کی حد یہ تھی کہ جنگل میں جا کر لکڑیاں چن لاتے تھے۔ اور بیچ کر آدھا خیرات کر دیتے تھے۔ بعض روایات میں یہ بھی لکھا ہے کہ درس گاہ صفہ کے علاوہ بھی کوئی جگہ تھی جہاں اصحاب صفہ تعلیم حاصل کرتے تھے مسند امام احمد بن حنبل نے لکھا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ

Marfat.com

میں سے ستر آدمی رات کو ایک معلم کے پاس جاتے تھے اور صبح تک درس میں مشغول رہتے تھے۔

ایک حدیث پاک میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔" اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما غریب کو اپنے دروازے سے نامراد نہ لوٹانا۔غریبوں سے پیار کرنا۔چاہے چھوہارے کا ایک دانہ ہی اپنے پاس ہو"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی۔" یا رسول اللہ ﷺ یہ کیونکر؟ اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا۔اے عائشہ صدیقہ! غریب امیر کی نسبت چالیس برس پہلے جنت میں جائے گا۔

مکی زندگی ہو یا مدنی زندگی نبوت کے تیئس (۲۳) برس تاریخ اس پر حیران ہے کہ اتنے قلیل وقت زندگی کے ہر شعبہ میں حضور ﷺ رہنمائی کر کے چلے گئے۔

عقلی دلائل کے مرہون لوگ اس قدر حیران ہیں کہ اتنے مختصر عرصے میں حضور ﷺ اس دُنیا والوں کو اتنا کچھ دے گئے ہیں کہ وہ حدیث کے بھی کئی جگہ منکر نظر آتے ہیں۔

یہ خدا کی حکمت اور محبوب خدا کا معجزہ ہے کہ اتنے مختصر دور میں حکم شریعہ مکمل کر گئے ہیں۔

نبی ﷺ نے کوئی لمحہ زندگی ایسا نہیں گذارا جو کہ انسانی نظروں سے اوجھل ہو۔

نبی ﷺ کے پاس تمام اُمتوں اور تمام نبیوں کی شریعت سے بڑھ کر شریعت محمدی ایک جامع شریعت ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کو سب سے بڑھ کر "علم النساء" عطا فرمایا۔سورۃ النساء میں ان عورتوں کی قسمیں بیان کیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے۔

۱)۔محرمات نسبیہ ۲)۔محرمات رضاعیہ ۳)۔محرمات بالمعاہدہ

سورۃ النساء کی تفسیر میں مکمل علم مذکور ہے۔

حضور ﷺ نے عورتوں کو شرعی مسائل کیلئے پیر کا دن عطا کیا تھا۔اس دن آپ

Marfat.com

عورتوں کے مسائل پر گفتگو فرماتے تھے آپ کا حکم عالیشان یہ ہے کہ "میرے ہر قول و فعل کو دوسرے تک پہنچاؤ"۔

بڑے سے بڑا انسان بھی یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی بیویوں کو یہ حکم دے کہ وہ ہر بات و ہر معاملہ بیان کر دیں۔ جو ظاہر ہے یا چھپا ہوا ہے اسی لیے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس بھی دور دراز سے عورتیں علم حاصل کرنے کیلئے آتی تھیں۔ اور فیض یاب ہو کر چلی جاتی تھیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر پہلو بے نقاب اور روشن ہے اور انسانیت کے لیے ایک نمونہ ہے۔ سیرت کی کتابوں میں آپ کے بڑے بڑے کاناموں کا تذکرہ ہی نہیں بلکہ یہاں تک ملتا ہے کہ آپ کی ریش مبارک کے کتنے بال سفید تھے اور آپ کی نعلین مبارک میں کتنے تسمے لگے ہوئے تھے اور آپ کتنے گھونٹ پانی پیتے تھے آپ کس کروٹ سوتے تھے۔

احادیث کے مجموعے بتاتے ہیں کہ آپ کس نماز میں کس سورت کی تلاوت فرماتے تھے اور کس موقع پر کونسی دعا مانگتے تھے اور کس موقع پر مسکراتے تھے۔ الغرض آپ کا اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا جاگنا، کھانا، پینا، شادی بیاہ، اولاد کی پرورش، دوست احباب، نماز و روزہ، صلح و جنگ، سفر و حضر، جلوت و خلوت، طور و طریق، رنگ و بو، خدو خال، قد و قامت، یہاں تک کہ میاں بیوی کے خانگی حالات کوئی چیز و عمل صیغہ راز نہیں۔

آپ ﷺ چراغ ہدایت اور ایک مقدس ہستی ہیں۔ آپ سے حکمت و عمل، معلم و وعظ، باپ و بیٹا، ہمسفر و پڑوسی، حاکم و رئیس، محکوم و رعایا، امیر و دولت مند، غریب و بے کس، عابد و زاہد، سپاہی و مجاہد، تاجر و سوداگر اور مختلف طبقات کیلئے آپ مثالی نمونہ تھے۔ گویا انسانیت کے سارے کمالات صرف آپ کی حیات طیبہ میں جلوہ گر ہیں۔ آپ ﷺ کی کھلی زندگی کا ہر پہلو ہمارے سامنے اس طرح بے نقاب ہے کہ گویا وہ ہمارے سامنے موجود

Marfat.com

ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ، پیدائش سے لے کر وصال تک کے اوراق پر نقش ہے۔ جس کے چراغ راہ بنا کر ہم اپنی ایوانِ حیات کو روشن کر سکتے ہیں۔ جب انسان آپ کی ہدایت کی روشنی میں زندگی بسر کرتا ہے تو معاشرے کے غلط رسم و رواج سے بچ جاتا ہے اس طرح وہ بامقصد زندگی گزارتا ہے جس راستے کو صراطِ مستقیم کہتے ہیں انسان اسے اپنا لیتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا سفرِ آخرت

روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے پاس آکر کہا اُے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے اعزاز و اکرام کے لیے خاص طور پر آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں اس ذات کی طرف سے جو آپ سے بہتر جانتی ہے آپ سے دریافت کروں کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے جبریل! میں اپنے آپ کو مغموم پاتا ہوں۔

پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی جبریل علیہ السلام نے آکر اسی طرح پوچھا اور جواباً آپ ﷺ نے وہی بات کہی جو پہلے دن کہی تھی۔ تیسرے روز جبریل امین علیہ السلام ملک الموت کو ساتھ لے کر آئے اور کہنے لگے:

یہ ملک الموت ہے جو آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کرتا ہے اور آپ سے قبل اس نے کسی آدمی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت طلب کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اسے اندر آنے کی اجازت دے دو تو جبریل علیہ السلام نے اسے اجازت دے دی تو اس نے اندر آکر آپ کو سلام کیا پھر کہنے لگا اے محمد ﷺ! مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف بھیجا ہے، اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کی اجازت دیں تو میں روح قبض کرلوں گا اور اگر آپ مجھے اسے چھوڑ دینے کا حکم دیں تو میں

Marfat.com

اسے چھوڑ دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ملک الموت! کیا تو ایسا کرے گا؟ اس نے کہا ہاں مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور مجھے آپ ﷺ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (راوی بیان کرتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ملک الموت سے فرمایا: آپ کو جو حکم دیا گیا ہے کر گزریئے تو اس نے آپ ﷺ کی روح قبض کر لی۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۵، ص ۲۷۷)

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

حضور نبی اکرم ﷺ بروز پیر 12 ربیع الاول 11 ہجری بوقت چاشت خالق حقیقی سے جا ملے۔

Marfat.com

باب نمبر 2

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ایک جلیل القدر ہستی کے حالات زندگی اور خوبصورت نعتیہ کلام

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

باب نمبر 2

امیر المومنین خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

غار میں پہلے گئے وہ غمگسار مصطفیٰ ﷺ
اس لیے مشہور ہیں وہ یار غار مصطفیٰ ﷺ

ہے رکھا ساتھ اپنے قبر میں شاہ عالم ﷺ نے
کرے پھر کون آقا سے جدا صدیق اکبر کو

محرم راز نبوت، جان نثار مصطفیٰ ﷺ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسرار شریعت ،رموز دین کے محرم اور روح اسلامی کے دانائے راز ہیں۔ قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ، علم الانساب اور دیگر علوم میں آپ ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔آپ کو یار غار ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔قرآن پاک نے "اذھما فی الغار" کہہ کر تخصیص فرمادی ہے۔آپ کو افضل البشر بعد الانبیاء اور رفیق فی المزار جیسی نعمت عظمیٰ سے بھی نوازا گیا ہے۔

ولادت باسعادت:

رونق دربار مصطفیٰ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ 572 عیسوی میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب:

آپ کا پہلا نام عبدالکعبہ اور اسلامی نام عبداللہ بن عثمان ہے۔اور آپ کا نسب کچھ اس طرح ہے: عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی۔آپ کے والد محترم کا نام عثمان اور والدہ کا نام سلمیٰ بنت صخر اور کنیت ام الخیر تھی۔

Marfat.com

نسب کے لحاظ سے رسول کریم ﷺ اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مرہ بن کعب کی اولاد ہیں۔

لقب وکنیت:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ کی کنیت ابوبکر ہے اور آپ زیادہ اسی کنیت سے مشہور ہیں۔ جبکہ آپ کے دو لقب ہیں، ایک عتیق اور دوسرا صدیق۔ عتیق کے معنیٰ آزاد کے ہیں۔ حضور ﷺ نے آپ کو عتیق من النار (آتش دوزخ سے آزاد) فرمایا ہے۔ دوسرا جو آپ کا لقب صدیق ہے اس کے معنیٰ سچائی میں کامل کے ہیں۔ اور آپ کو صدیق اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہ بولا۔ لقب صدیق کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ نے بغیر کسی پس وپیش اور تردد کے رسول پاک صاحب لولاک ﷺ کی رسالت ونبوت کی تصدیق کی۔

پیکر صدق وصفا حضرت ابوبکر صدیق کے ایام بچپن وجوانی:

آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو برس چھوٹے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آقائے دوجہاں حضور سرور عالم کے اخلاق کریمانہ اور عادات مبارکہ سے اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ بچپن سے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اپنے محبوب رحمت عالمیاں ﷺ سے گہرے تعلقات تھے۔ جب آپ جوانی کی عمر کو پہنچے تو تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ نے کپڑے کی تجارت کی۔ خداداد صلاحیت وذہانت کی بناء پر آپ تجارت کے میدان میں بہت زیادہ کامیاب ہوئے۔ آپ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے اور اپنی آخری عمر تک اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست وبازو بنے رہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبوت یہ ہے کہ نبی کا ایک رخ

Marfat.com

خدا کی طرف ہوتا ہے اور دوسرا رخ خلق کی طرف اور خلق میں سے سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ نبوت اور صدیقیت کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں اور ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں کہ اگر نبوت اور صدیقیت کے درمیان کوئی چیز حائل ہے تو وہ حبیبیت ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بذریعہ مصطفیٰ ﷺ آسمانی علوم سے آگاہ رہتے۔ اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث شاہد ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ مجھے وحی ہوا ہے میں نے ابو بکر صدیق کے سینے میں منتقل کر دیا ہے۔

خاندان صدیقی کی عظیم قربانیاں:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ محرم راز نبوت تھے، ایسے امور جن کا تعلق راز داری سے ہوتا تھا وہ خاندان صدیقی کے سپرد تھے۔ جس وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی اور غار ثور میں قیام فرمایا تو اس سارے سفر میں رفاقت مصطفیٰ ﷺ کا شرف جس صحابی کے حصہ میں آیا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے ۔اور ان مشکل ترین حالات میں نہ صرف حضرت ابو بکر صدیق اپنا آپ بارگاہ مصطفیٰ میں قربان کئے ہوئے تھے بلکہ اپنا پورا خاندان حضور کی خدمت پر مامور کیا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے لخت جگر حضرت عبداللہ کو یہ ڈیوٹی سونپ رکھی تھی کہ وہ غار ثور تک آکر مشرکین مکہ کی سازشوں اور کاروائیوں سے آگاہ کریں اور اپنی نور نظر بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ذمہ داری یہ لگائی ہوئی تھی کہ وہ غار ثور تک کھانا پہنچائے جبکہ غلام عامر بن فہیرہ کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ روزانہ بکریاں غار ثور تک لائے اور میرے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ دوہ کر پلائے۔ اور بکریوں کے غار ثور تک لانے میں ایک اور حکمت کارفرما تھی کہ قدموں کے نشانات مٹ جائیں گے اور اس طرح کفار مکہ غار ثور تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ کے خاندان کی چار نسلیں صحابیت کے مرتبہ پر فائز تھیں، یہ ایک ایسا شرف ہے جو کسی اور صحابی کو حاصل نہیں ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے مثل سخاوت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ مال راہ خدا میں صرف کیا۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کیلئے جو جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آئی وہ جگہ دو یتیم بچوں سہل اور سہیل رضی اللہ عنہما کی ملکیت تھی۔ ان بچوں کے سرپرست معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ تھے۔ انہیں جب حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ معلوم ہوا تو انہوں نے بارگاہ رسالت ماب میں حاضری دی اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم یہ جگہ خانہ خدا کیلئے بلا قیمت یعنی ہدیۃً پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا کہ دو یتیم بچوں کا حق مارا جائے۔ اس جگہ کی جتنی قیمت بنتی تھی وہ حضرت صدیق اکبر نے ادا کی۔ اس طرح مدینہ منورہ میں پہلی مسجد حضرت صدیق اکبر کے تعاون سے تعمیر کی گئی۔

جب جہاد کیلئے مال ودولت کی ضرورت پیش آئی تو آپ نے گھر کا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔ فقط اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ہی بھروسہ اور توکل کیا۔

خلافت رسول ﷺ کا منصب عظیم:

جب حج فرض ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امیر حج بنا کر مکہ مکرمہ روانہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کے دوران آپ مسجد نبوی میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ یوں رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں سترہ نمازیں صحابہ کرام نے آپ کی اقتداء میں ادا کیں۔

Marfat.com

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دار فانی سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت کو رونق بخشی۔ حضرت ابو بکر صدیق وہ مرد آہن ہیں جو رنج والم کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں صبر اور روشنی کی مشعل کی طرح نمودار ہوئے۔

جنگ احد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے کی خبر سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو زمین پر پھینک دیا۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو چکے ہیں اور اب جہاد کا کیا فائدہ؟ آپ نے ان آیات کی تلاوت کی جن کا نزول جنگ احد میں ہوا تھا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو جائے یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم دین (اسلام) سے پھر جاؤ گے اور جو شخص دین اسلام سے پھر جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کرتا۔ (ترجمہ)

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کیفیت یہ تھی کہ آپ تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے جو یہ کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر سکتے کا عالم طاری تھا، اور حضرت علی المرتضیٰ شدت غم سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ ان حالات میں کئی صحابہ کرام نے جنگل کی راہ لی۔ ایسے میں فقط حضرت ابو بکر صدیق کی شخصیت تھی جو مسلمانوں کیلئے تسکین اور رہنمائی کا ذریعہ بنی، آپ نے سنت نبوی سے ہٹنا گوارا نہ کیا، آپ نے شریعت کو اپنی جگہ پر قائم رکھ کر امت مسلمہ کا تزکیہ کیا اور اس میں سے سرکشی کا مادہ مٹا دیا۔

عہد خلافت کی چند ابتدائی مشکلات:

حضرت ابو بکر صدیق کے عہد خلافت کی چند ابتدائی مشکلات یہ تھیں: رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی مہاجرین وانصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا دعویٰ کیا اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے، اس کاروائی کی خبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی۔ چنانچہ آپ حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر فوراً سقیفہ بنی ساعدہ پہنچ گئے۔ الغرض اس کشمکش کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ کی تقریر اس روشن حقیقت کی دلیل ہے کہ آپ کی تقریر سے انتشار وافتراق کا ایک خطرناک باب بند ہو گیا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا مسئلہ طول پکڑ جاتا تو کوئی بعید نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی ملت اسلامیہ کا شیرازہ بھی ہمیشہ کیلئے بکھر جاتا۔

دست صدیق رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام کی بیعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت 33 ہزار صحابہ کرام مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ سب نے برضا ورغبت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(بحوالہ مکتوب نمبر 80 صفحہ نمبر 251 مکتوبا تحضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ)

بشیر ونذیر نبی ﷺ کی بشارتوں کی سچائی:

حضور نبی اکرم ﷺ کی "وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ" کی شان والی زبان حق ترجمان سے جتنی بشارتیں ملتی ہیں ان میں سے کوئی ایک بشارت بھی ایسی نہیں جو کہ سچ ثابت نہ ہوئی۔ بھلا جس کی زبان سے حق بولتا ہو، اور جس کی زبان سے قرآن ادا ہوتا ہو اس سے غلطی ہو سکتی ہے، بلکہ وہاں تو غلطی کا تصور کرنا بھی کفر ہے۔ آیئے زبان رسالت مآب سے چند ایک بشارتیں اور ان کی سچائی کا مطالعہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر صحابہ کرام نے بیعت کی تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی زبان حق ترجمان سے ادا ہونے والی بشارت سچ ثابت کردکھائی کہ اے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق ''میرے بعد تم پر کوئی حکمران نہ ہوگا۔'' وہی کچھ ہوا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

(بحوالہ تاریخ الخلفاء۔ صفحہ نمبر 175,176)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میری امت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھے گی اور کلمہ لا الہ الا اللہ سے نہیں پھرے گی۔

(بحوالہ مذکورہ)

اسی طرح کی ایک اور بشارت زبان رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ جنگ خندق میں خندق کھودتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے شام کی کنجیاں دی گئی ہیں، شام کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں، مجھے فارس کی کنجیاں دی گئیں ہیں میں مدائن کے سفید محل دیکھ رہا ہوں، مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں میں صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

اسی طرح ایک اور بشارت بھی زبان رسالت سے ملاحظہ ہو، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو قریش نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گرفتار کرنے پر ایک سو سرخ اونٹ کا انعام مقرر کیا تھا تو سراقہ بن مالک اسلام لانے سے قبل کفار مکہ کی طرف سے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل اور آپ کے صحابہ کو ایذا دینے میں آگے آگے تھے۔ ایک سو سرخ اونٹ کے انعام کی لالچ میں سراقہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا۔ جب قریب پہنچے تو ان کے گھوڑے نے یکدم ٹھوکر کھائی اور یہ نیچے گر گئے، انہوں نے بدشگونی خیال کیا، استخارہ کے تیر پاس تھے، فوراً ترکش سے تیر نکال کر استخارہ کیا، استخارہ

Marfat.com

خلاف نکلا، لیکن انعام کے لالچ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کیلئے بہت قریب پہنچ گئے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بصورت تلاوت قرآن کانوں میں بخوبی پڑنے لگی، حضور تلاوت قرآن میں ہمہ تن معروف تھے، اور حضرت صدیق اکبر مڑ کر کبھی کبھار پیچھے دیکھ لیتے تھے، سراقہ جب قریب پہنچے تو گھوڑے نے ایک بار پھر ٹھوکر کھائی، یہاں تک کہ اس کے اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑے، گھوڑے کو ڈانٹ کر اٹھایا تو گھوڑے کے زمین میں دھنسنے اور پاؤں نکلنے سے زبردست غبار اٹھا، جس پر انہیں پھر بدشگونی کا احساس ہوا۔ تیروں سے پھر استخارہ کیا اور مخالف جواب نکلا۔ اب انہیں اپنی ناکامی کا پورا یقین ہوگیا۔ نیز ان کے دل میں یہ بات جاگزیں ہوگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور کامیابی ہوگی۔ چنانچہ سراقہ نے آواز دے کر حضور کو روکا، سراقہ نے پاس جاکر کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کی گرفتاری اور قتل پر سو سرخ اونٹ کا انعام مقرر کیا ہے، سراقہ نے اپنا زادِ راہ حضور کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہا لیکن حضور ﷺ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ ہمارے بارے کسی کو کچھ نہ بتانا۔ سراقہ نے حامی بھرتے ہوئے ایک امان نامہ دینے کی درخواست کی جو حضور ﷺ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دے کر چمڑے کے ٹکڑے پر لکھوا کر دے دیا، اور سراقہ بن مالک مکہ واپس لوٹ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا کہ اے سراقہ میں آپ کے ہاتھوں میں قیصر و کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔

جب حضرت عمر فاروق کا دورِ خلافت آیا تو ایک جنگ میں مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا، اور جب تقسیم کیا گیا تو قیصر و کسریٰ کے کنگن بقایا رہ گئے، تو حضرت سراقہ بن مالک نے وہ امان نامہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دکھا کر وہ کنگن حاصل کر لئے جس کی بشارت حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراقہ کو دی تھی۔ الغرض حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جو بشارتیں دی تھیں وہ اسی طرح پوری ہوئیں۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اداشناس مزاج نبوت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال پر سب سے پہلے یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے؟ تو اس سلسلے میں سب خاموش رہے، میرے ابا جان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ہر نبی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں اس کا انتقال ہوتا ہے۔ دوسرا مسئلہ رسول اللہ ﷺ کی میراث کا پیدا ہوا، اس سلسلے میں بھی سب خاموش رہے کوئی بھی اس مسئلے کو حل نہ کر سکا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔

(بحوالہ تاریخ الخلفاء۔ صفحہ نمبر 207)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جذبۂ اطاعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء:

نائب رسول ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جذبۂ اطاعت مصطفیٰ ﷺ سے ہمہ وقت سرشار رہتے تھے۔ آپ کی اطاعت واتباع مصطفیٰ ﷺ کی یہاں صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے چند روز پیشتر سات سو مجاہدین پر مشتمل ایک لشکر ترتیب دیا جس کا قائد حضرت اسامہ بن زید کو مقرر کیا تھا اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو سب سے پہلے آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو لشکر کی روانگی کا حکم صادر فرمایا صحابہ کرام نے لشکر اسامہ کی مہم ملتوی کرنے کا مشورہ دیا تو آپ نے فرمایا کہ میں کون ہوتا ہوں جس پروگرام کو خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ترتیب دیا ہو میں اس کو ملتوی کروں؟ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کروں گا۔ آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لشکر کو کوچ

Marfat.com

کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا وہی کرو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ قضاعہ کے علاقے سے ابتدا کرو، پھر آبلی پہنچو۔ یاد رکھو کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما چالیس دن بعد فتح و نصرت سے بامراد ہو کر واپس لوٹے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی:

کچھ لوگوں نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان کے نام یہ ہیں: طلحہ، مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح بنت حارث۔ ان جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زبردست تحریک چلائی اور انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منکرین زکوٰۃ اور مدعیان نبوت کے خلاف متعدد جنگیں لڑنا پڑیں۔ خاص طور پر جنگ یمامہ جو کہ مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی جس میں ستر حفاظ قرآن شہید ہوئے۔

آپ کے عہد خلافت میں غیر اسلامی تصورات کو اسلام ہی کا تصور تسلیم کرانے کی سازش کی گئی، بے مروت لوگوں نے نقش الہی کو مٹانے کی کوشش کی، لیکن آپ نے ان سب لوگوں کی سازشوں کو خاک میں ملا دیا۔ آپ نے واضح کیا کہ اسلام میں اطاعت حق تعالیٰ کی ہوتی ہے، خواہ اکثریت کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ آپ نے دو برس قرآن و حدیث کے مطابق خلافت کے فرائض سرانجام دیئے۔

دور صدیقی میں فتوحات:

1۔ کاظمہ 2۔ مدار 3۔ الیس 4۔ حیرہ

5۔ امینیشا 6۔ انبار 7۔ عین التمہ 8۔ دومۃ الجندل

9۔ احصید 10۔ فنافس 11۔ مضیح 12۔ افراض

Marfat.com

وصالِ پر ملال:

صدق وصفا کے پیکر، فراست وبصیرت کے عظیم شاہکار، شب زندہ دار، غریبوں بے کسوں کے غم گسار اور اسرار بزم قدس کے محرم جناب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ 22 جمادی الاخریٰ 13 ہجری پیر کے دن 63 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ نے فرمایا مجھے انہی کپڑوں میں دفن کیا جائے۔ یہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واضح نظر آتی ہے، کیونکہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے آپ کے کپڑے مس ہوتے تھے۔

حرفِ آخر:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ رفیق اور مونس وغمخوار ہیں جنہوں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اخلاق واطوار کو اپنا قیمتی ورثہ سمجھ کر اپنے سینہ سے لگا لیا اور اپنے شناساؤں کو آتش جہنم سے بچانے کا اہتمام کرنے میں کوشاں رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر ہر مقام پر اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کو مصیبت میں گھرا ہوا دیکھ کر تڑپ اٹھتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کمال اتباع نبوی سے مشرف کیا اور روشن شریعت مصطفوی سے آراستہ کیا۔ جس شخص کو شریعت کے ساتھ نسبت نہیں وہ شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت وبزرگی اس جہاں میں کیا پہچان سکے گا؟ کیونکہ سچ جھوٹ کیساتھ اور باطل حق کیساتھ ملا ہوا ہے۔ قیامت کے دن آپ کی بزرگی معلوم ہوگی۔ نیز فرمایا سلامتی کا نزول ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو حق کا پیروکار ہو اور اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے بے حد محبت تھی، آپ کو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔ آپ کی زبان وقلم سے نکلے ہوئے نعتیہ اشعار ہدیہ قارئین ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام

يَا عَيْنُ فَابْكِي وَلَا تَسْأَمِي	وَحَقَّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ
اے آنکھ خوب رو، اب یہ آنسو نہ تھمیں	تو قسم ہے سرور عالم پر رونے کے حق کی
عَلَى خَيْرِ خِندف عِنْدَ الْبَلَا	ءِ أَمْسَى يُغَيَّبُ فِي الْمُلْحَدِ
خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا،	جو غم والم کے ہجوم میں سر شام گوشہ قبر میں چھپا دیا گیا
فَصَلَّى الْمَلِيكُ وَلِيُّ الْعِبَا	دِ وَرَبُّ الْعِبَادِ عَلَى أَحْمَدِ
مالک الملک بادشاہ عالم، بندوں کا والی،	اور پروردگار، احمد مجتبیٰ ﷺ پر سلام ورحمت بھیجے
فَكَيْفَ الْحَيَاةُ لِفَقْدِ الْحَبِيبِ	وَزَيْنِ الْمَعَاشِرِ فِي الْمَشْهَدِ
اب کیسی زندگی، جو حبیب ہی بچھڑ گیا	اور وہ نہ رہا جو زینت دو یک عالم تھا
فَلَيْتَ الْمَمَاتَ لَنَا كُلِّنَا	فَكُنَّا جَمِيعًا مَعَ الْمُهْتَدِي
کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی	آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی ہوتے

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

خلیفۂ دوم امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

باغبانِ باغ اسلام و یقیں	پاسبان امت سلطان دیں
سطوت اسلام، زور موماں	طالب ومطلوب شاہ مرسلاں
کفر کا سر جس نے نیچا کردیا	خادموں کو جس نے کروفر کر دیا
وہ جواں ہمت، جری، جانباز ہے	وہ رسول اللہ ﷺ کا شہباز ہے

پیکر شرافت، تفسیر محبت، خلیفۂ دوم، امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہ عظیم مرد جلیل ہیں جن کے اسلام لانے پر رسول خدا ﷺ کو راحت ملی۔ دنیائے اسلام میں ایسا انقلاب آیا کہ چھپ کر عبادت کرنے والے سایۂ دیوار کعبہ میں مصروف عبادت نظر آنے لگے۔ آپ کا نام جب بڑے بڑے پہلوان سنتے تو ان کے جسموں پر کپکپی طاری ہو جاتی۔ آپ نے اپنے دور خلافت میں کئی عظیم کارنامے سرانجام دیئے۔

ولادت باسعادت:

آپ ہجرت سے چالیس سال قبل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے 13 سال بعد 581ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔

حضور نبی اکرم ﷺ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نسب کعب بن لوی

Marfat.com

پر ملتا ہے۔ آپ کے والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام ختمہ تھا۔ آپ قریش کی شاخ بنی عدی میں سے تھے۔

کنیت:

آپ کی کنیت ابوحفص تھی، جو کہ رسول اللہ ﷺ نے خود رکھی۔ حفص عربی میں شیر کے بچے کو کہتے ہیں۔

لقب:

آپ کا لقب فاروق تھا۔ حضور ﷺ کی حدیث مبارک ہے:

اللہ تعالیٰ نے عمر کے قلب و زبان پر حق جاری کر دیا اور وہ فاروق ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا ہے۔

نمایاں خصوصیات:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں 6 نمایاں خصوصیات تھیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)......نسب دانی۔ (۲)......شجاعت و بہادری۔ (۳)......پہلوانی و کشتی۔

(۴)......شہسواری۔ (۵)......خطابت و تقریر۔ (۶)......علمیت۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بارگاہ مصطفیٰ کی مراد:

حضور نبی اکرم ﷺ کے باقی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مرید تھے جبکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مراد تھے، حضور رحمت عالم ﷺ نے دعا فرمائی، دعا کے الفاظ کچھ اس طرح تھے:

''اے اللہ تو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعے اسلام کو عزت و سربلندی اور قوت و غلبہ عطا فرما۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے اگلے ہی دن حضرت عمر بن خطاب اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔

اسلام کی مخالفت کی وجوہات:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے بعد کفار مکہ کی اسلام دشمنی بڑھ گئی، درحقیقت انہیں اسلام کی ترقی کسی طرح بھی قبول نہیں تھی۔ جوں جوں اسلام ترقی کر رہا تھا توں توں ان کی دشمنی میں اضافہ ہو رہا تھا۔

کفار مکہ اسلام کی مخالفت کیوں کرتے تھے؟ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کوئی شخص بھی اپنے خیالات کو آسانی سے نہیں بدلتا۔ ابوجہل نے اپنی آخری عمر میں بار ہا کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تعلیم دیتے ہیں وہ سچ بھی ہو تو میں اپنے باپ دادا کے مذہب سے کیسے منہ موڑوں اور سرداری بھی جاتی رہے۔ علامہ اقبال اس کے بارے کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام۔ دو مختلف روایات:

نعمت اسلام جیسی دولت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قسمت میں لکھ دی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بقول مورخین نبوت کے ساتویں سال پیش آیا۔ آپ چالیسویں مسلمان تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا، محدثین سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کیلئے نکلے، حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بڑھ کر خانہ کعبہ میں داخل ہو گئے اور نماز شروع کر دی، آپ نے

Marfat.com

سورۃ الحاقہ آخر تک تلاوت فرمائی اور حضرت عمر کھڑے سنتے رہے۔ کلام الٰہی زبان رسالت مآب سے نکل کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں اترتا گیا۔ حضور رحمت عالم ﷺ نماز سے فارغ ہو کر گھر کو چلے تو حضرت عمر فاروق بھی پیچھے چل دیئے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ (مسند احمد، جلد نمبر ۱۷)

دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک روز شمع رسالت کا چراغ گل کرنے کے ارادے سے ہاتھ میں تلوار لئے جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی، انہوں نے پوچھا کہ اے عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟ لگتا ایسے ہے کہ آج انسانیت کا خون پینے جا رہے ہو۔ آپ نے کہا کہ آج اس کا خاتمہ کرنے کیلئے (نعوذ باللہ من ذالک) جا رہا ہوں جس نے ہمارے بتوں کو برا بھلا کہا اور ہمارے آباؤ اجداد کے دین سے ٹکر لی۔ حضرت نعیم نے فرمایا کہ اے عمر وہاں جانے سے پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو، تم جس کا خاتمہ کرنے جا رہے ہو اسی کا کلمہ تمہاری بہن فاطمہ بنت خطاب اور تمہارے بہنوئی سعید بن زید پڑھ چکے ہیں۔ یہ سنتے ہی عمر فاروق کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ آپ نے رخ بارگاہ رسالت سے موڑا اور سیدھے اپنی بہن کے گھر گئے ، دروازے پر دستک دی، گھر کے اندر سے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز آرہی تھی، بہن نے دروازہ کھولا، عمر فاروق نے بہن کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا، بہن نے بڑی ہمت اور حوصلے کے ساتھ جواب دیا کہ اے عمر تمہاری ضربیں مجھے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹا نہیں سکتیں۔ بہن کو خون میں رنگا ہوا دیکھ کر حضرت عمر کا جوش کچھ ٹھنڈا ہوا اور کہا کہ مجھے وہ اوراق دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا یہ مقدس کلام ہے اسے ناپاک چھو نہیں سکتے۔ (لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ) پہلے آپ غسل کر کے پاک صاف ہوں پھر آپ اس کلام مقدس کو ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ چنانچہ عمر فاروق نے اپنے آپ کو پاک صاف کیا تو بہن کے پاس بڑے

Marfat.com

ہی ادب سے سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ اب بہن نے اپنے بھائی کے دل کو کفر کی غلاظت سے صاف کرنے کیلئے سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنائیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل کی دنیا بدل گئی، کفر دھل گیا، دل اسلام کے نور سے جگمگا اٹھا اور کہا کہ مجھے بھی اس در پہ لے چلو جس در سے تم نے یہ کلمہ پڑھا۔ پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو گئے اور ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہوئے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مرد ناداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو اور اسلام کو بڑی قوت نصیب ہوئی۔ اور آپ نے علی الاعلان مسلمانوں کے ساتھ بیت اللہ شریف میں جا کر نماز پڑھی۔ مشرکین نے مزاحمت کرنا چاہی، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تلوار کے سامنے ہمت نہ ہوئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حق و باطل کا فرق برملا طور پر واضح کر دکھایا، اس خدمت جلیلہ کے عوض بارگاہ رسالت ﷺ سے فاروق کا لقب ملا۔ ادھر کفار اپنا ایک بہادر آدمی کھو کر پریشان تھے۔ ایسا محسوس ہونے لگا جیسے کفر کی بنیادیں ہل گئی ہیں، چنانچہ کفار مکہ جوش و خروش سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گھر امڈ آئے۔ شاید اس خیال سے کہ عمر کو شہید کر دیں۔ آپ کے رشتہ داروں اور عزیزوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پناہ دی، آپ کے ماموں عاص بن وائل سہمی نے کفار مکہ کو ڈانٹ کر کہا کہ میں عمر کو پناہ دیتا ہوں، تم میں سے کس کی مجال ہے جو عمر پر ہاتھ اٹھائے، اس پر کفار لوٹ گئے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور خلافت:

آپ کے دور خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر فتح ہوئے اور چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئیں اور ایک ہزار نو سو منبر رکھے گئے۔ (بحوالہ مدارج النبوۃ)

Marfat.com

خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں فتوحات:

آپ کے دور خلافت میں جو بڑے بڑے شہر فتح ہوئے وہ درج ذیل ہیں:

1۔عراق 2۔ایران 3۔قادسیہ 4۔مدائن

5۔جلولا 6۔حلوان 7۔شام 8۔حمص

9۔فلسطین 10۔اجنادین 11۔بیت المقدس 12۔مصر

13۔بابلیون 14۔اسکندریہ

ملکی تقسیم:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب اسلامی سلطنت کی توسیع کی تو مقبوضہ ممالک کو گیارہ صوبوں میں تقسیم کر دیا۔جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔مکۃ المکرمہ ۲۔مدینۃ المنورہ ۳۔شام

۴۔جزیرہ ۵۔بصرہ ۶۔کوفہ

۷۔فلسطین ۸۔مصر ۹۔خراسان

۱۰۔آذربائیجان ۱۱۔فارس

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وضع کردہ فوجی نظام:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے پہلے باقاعدہ فوج کا کوئی نظام نہ تھا۔ضرورت کے تحت فوج اکٹھی کر لی جاتی۔لیکن 15ہجری میں آپ نے ولید بن ہشام کے مشورے سے فوج کا ایک باقاعدہ اور مستقل محکمہ قائم کیا۔

فوج کے شعبے:

فوج کا کمانڈر انچیف خود خلیفہ ہوتا تھا۔عموماً دس لاکھ فوج ہر وقت تیار رہتی تھی۔

Marfat.com

پیادہ اور شہسواروں کے علاوہ فوج میں جو شعبے تھے وہ درج ذیل ہیں:

1۔ مقدمہ　　2۔ میمنہ　　3۔ میسرہ

4۔ قلب　　5۔ طلیعہ　　6۔ ساقہ

7۔ شتر سوار　　8۔ تیر انداز

فوج کی تقسیم کار:

فوج دو حصوں میں منقسم تھی۔ ایک باقاعدہ فوج تھی جو ہر وقت جنگی تیاریوں میں مصروف اور محاذ جنگ پر رہتی تھی۔ جبکہ دوسری رضا کارانہ فوج تھی جو ضرورت پڑنے پر طلب کی جاتی تھی۔ لیکن تنخواہیں دونوں کو ملتی تھیں۔

فوجی ملازموں کیلئے تنخواہ کا نظام:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جہاں فوج کا باقاعدہ نظام وضع کیا گیا وہاں اس بات کا بھی خاص خیال رکھا گیا کہ فوجیوں کیلئے باقاعدہ تنخواہ مقرر کی گئی۔ فوجیوں اور مجاہدوں کے نام رجسٹر میں درج کیے گئے۔ جنگ بدر میں جو مجاہدین شریک ہوئے ان کی تنخواہ سب سے زیادہ تھی۔ کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار درہم سالانہ تنخواہیں مقرر کی گئیں۔ عام سپاہیوں کی تنخواہ دو سو سے تین سو درہم سالانہ تھی۔ اور افسروں کی سات ہزار سے دس ہزار درہم سالانہ تھی۔ جبکہ فوجیوں کے بیوی بچوں کو وظائف بھی دیئے جاتے تھے اور اس کے علاوہ ایک من غلہ بارہ سیر روغن زیتون اور بارہ سیر سرکہ ملتا تھا۔ اور اس سارے نظام کا طریقہ کار کچھ اس طرح تھا کہ مال غنیمت بیت المال بھجوایا جاتا تھا، پھر یہاں سے شرعی احکام کے مطابق فوجیوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

چند خاص باتیں:

1۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فوجیوں کی صحت اور آرام و آسائش کا خاص

Marfat.com

خیال رکھا۔ چنانچہ آپ نے فوجی مراکز میں سپاہیوں کے رہنے کیلئے بارکیں بنوائیں۔

2۔ آپ نے فوجیوں کے گھوڑوں کے لیے بڑے بڑے اصطبل تیار کروائے اور ہر اصطبل کے نزدیک چراگاہیں تعمیر کروائیں۔

3۔ آپ کے دور حکومت میں جمعۃ المبارک کو عام تعطیل ہوتی تھی۔

4۔ کسی سپاہی کو چار مہینے سے زیادہ عرصہ تک گھر سے باہر کسی محاذ پہ رہنے پر مجبور نہیں کیا جاتا تھا۔

فوج کے خاص خاص عہدے:

دور خلافت میں فوج کے اہم اور خاص عہدے یہ تھے:

1۔خزانچی 2۔مترجم 3۔محتسب 4۔طبیب

5۔جاسوس 6۔جراح

فوجیوں کو چوکس رکھنے کیلئے اہم ہدایات:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فوجیوں کو چوکس اور چوکنا رکھنے کیلئے اور جفاکش ومحنت کا عادی بنانے کیلئے یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ کوئی سپاہی رکاب میں پاؤں ڈال کر نہ سوار ہو، ریشمی لباس نہ پہنے، دھوپ سے نہ بچے، حمام میں غسل نہ کرے، ننگے پاؤں نہ چلے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سپاہیوں کو شہسواری وتیر اندازی کی مشق ،جنگی مشق اور جسمانی ورزش کا سختی سے حکم دیا جاتا تھا۔ اور ان تمام مشقوں کیلئے وسیع میدانوں کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

ایک حدیث پاک اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یقین کامل:

حضور ﷺ کی ایک حدیث پاک ہے کہ مجھے اپنی امت پر شرک کا کوئی خوف

Marfat.com

نہیں لیکن مجھے اپنی امت سے حب دنیا کے مرض میں مبتلا ہو کر گمراہی کا خطرہ ہے۔

اسی حدیث پاک پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اتنا پختہ یقین تھا کہ جس وقت حلوان عراق کا آخری شہر فتح ہوا تو عراق کی فتح مکمل ہو گئی۔ اور جس وقت عراق سے زر و سیم اور مال و متاع کے انبار مدینہ شریف آنے لگے تو ایک دن مال غنیمت کے ایک ڈھیر پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی تو بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ سے پوچھا گیا کہ یہ خوشی کا مقام ہے اور آپ رو کیوں رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جہاں مال و دولت کی فراوانی آتی ہے وہاں بغض و حسد بھی موجود ہوتے ہیں اور قوم کی قوت، خانہ جنگی کی نذر ہونے لگتی ہے۔ (بحوالہ تاریخ طبری)

ایک اصلاحی پہلو:

آج اگر ہم احادیث مقدسہ اور فرامین صحابہ پر عمل کریں اور یقین رکھیں تو کامیابی ہمارا مقدر بن سکتی ہے۔ بڑے کم لوگ ایسے ہیں جو کہ احادیث طیبہ اور آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنی زندگی کا نصب العین بناتے ہیں۔ ایسے لوگ صدیوں بعد ہی جنم لیتے ہیں۔ بقول حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ :

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں فیروز لولو کا شکایت کرنا

فیروز لولو کی ہفتے کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ اس نے شکایت کی کہ میرا آقا مجھ سے محصول زیادہ لیتا ہے۔ آپ نے مقدار پوچھی تو اس نے دو درہم بتائے۔ پوچھا "کیا کام کرتے ہو"؟ کہا بڑھئی لوہار اور نقاش ہوں،

Marfat.com

فرمایا: تمہارے پیشہ کے لحاظ سے یہ رقم زیادہ نہیں۔ فیروز جانے لگا، تو آپ نے فرمایا: سنا ہے تم ہوا سے چلنے والی چکی بہت اچھی بنا سکتے ہو۔ ایسی ایک چکی میرے لئے تیار کردو۔ اس نے کہا، بہتر ایک ایسی چکی بناؤں گا جس کا ذکر شرق سے غرب تک ہوگا، آپ سمجھ گئے کہ یہ قتل کی دھمکی ہے لیکن اتنا دھیان نہ دیا۔ چار روز بعد بدھ کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر کی امامت کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو اچانک فیروز نے پیچھے سے نکل کر آپ پر خنجر سے پے در پے وار کئے، ایک زیر ناف لگا آپ نے کہا عبدالرحمٰن بن عوف، رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں، خود خون میں لوٹنے لگے اسی عالم میں نماز ہوئی، فیروز بھاگ نکلا، نماز کے بعد اس کا تعاقب ہوا۔ اس نے تیرہ آدمی زخمی کردیئے جن میں سے چھ شہید ہوگئے آخر ایک شخص نے کمبل ڈال کر پکڑا، اس نے خنجر اپنے پیٹ میں گاڑ لیا اور مر گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ میرا قاتل کون تھا؟ بیٹے نے بتایا، کہ فیروز تھا۔ فرمایا: الحمدللہ! میرا قاتل ایسا شخص نہیں جس نے خدا کو ایک بھی سجدہ کیا ہو۔ (تاریخ طبری، ابن اثیر، ابن جوزی)

زخم نہایت کاری تھا بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ آپ کو آقائے نامدار ﷺ کے پاس دفن ہونے کی بڑی تمنا تھی۔ اس لئے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حجرہ نبوی میں دفن ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ جگہ میں نے اپنے لئے محفوظ رکھی تھی لیکن عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دوں گی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ واپس آئے، آپ نے پوچھا کیا جواب لائے؟ عرض کی، جو آپ چاہتے تھے۔ فرمایا: سب سے بڑی آرزو یہی تھی۔ (مستدرک للحاکم ۳/۹۱)

Marfat.com

شہادت

ضروری وصیتوں کے بعد زخمی ہونے کے تیسرے روز یکم محرم ۲۴ ہجری ہفتہ کے دن اس دنیا کو خیر باد کہا۔ اتوار کو دفن ہوئے۔ عمر تریسٹھ سال سے کچھ زائد تھی۔ مدتِ خلافت دس برس اور قریباً چھ ماہ ہے۔ وصیت کے مطابق حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

ازواج واولاد

آپ نے مختلف اوقات میں چھ شادیاں کیں۔ لڑکے عبداللہ، عبیداللہ، عاصم ،عبدالرحمٰن ، زید، اور مجیر ہیں ۔لڑکیاں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور قیہ تھیں۔ آخر عمر میں خاندانِ نبوت سے شرفِ انتساب حاصل کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی امّ کلثوم سے چالیس ہزار مہر پر عقد کیا تھا۔

(تاریخ اسلام شاہ معین الدین ص:۱۹۹)

Marfat.com

اوّلیاتِ فاروقی

مؤرخین نے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ایجاد کی ہوئی باتوں کو یکجا کر کے لکھا اور اِن کو "اولیاتِ عمر" سے تعبیر کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولیات پر ایک علیحدہ مبسوط کتاب لکھنے کی گنجائش ہے۔ چند اولیات درج ذیل ہیں۔

(تاریخ ابن خلدون ۱/۴۰۴)

۱......بیت المال قائم کیا۔

۲......عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کیے۔

۳......تاریخ وسن ایجاد کیا۔

۴......امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا۔

۵......زمین کی پیائش کرائی۔

۶......نہریں کھدوائیں۔

۷......شہر آباد کیے۔

۸......ممالکِ مفتوحہ کو صوبوں میں تقسیم کیا۔

۹......عشور یعنی مالِ تجارت پر ۱۰/ المحصول مقرر کیا۔

۱۰......حربی تاجروں کو ممالک اسلامیہ میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی۔

۱۱......راتوں کو گشت کر کے رعایا کے احوال دریافت کرنے کو اپنا معمول بنایا

۱۲......مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے لئے مکانات اور کنوئیں بنائے۔

Marfat.com

۱۳......شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے۔

۱۴......نمازِ تراویح باجماعت کا حکم دیا۔

۱۵......شراب کی حد اسّی دُرّے مقرر کی۔

۱۶......تجارتی گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی۔

۱۷......نمازِ جنازہ میں چار تکبیروں پر سب مسلمانوں کو اکٹھا کیا۔

۱۸......مساجد میں وعظ کا طریقہ جاری کیا۔

۱۹......اماموں، مؤذنوں اور دیگر ملازموں کی تنخواہیں مقرر کیں۔

۲۰......ہجو کہنے والے شاعروں کو سزا دی۔

۲۱......اشعار میں عورتوں کے ذکر سے منع کیا۔

۲۲......جو لونڈی صاحب اولاد ہو جائے۔اس کو فروخت کرنے سے منع کیا۔

Marfat.com
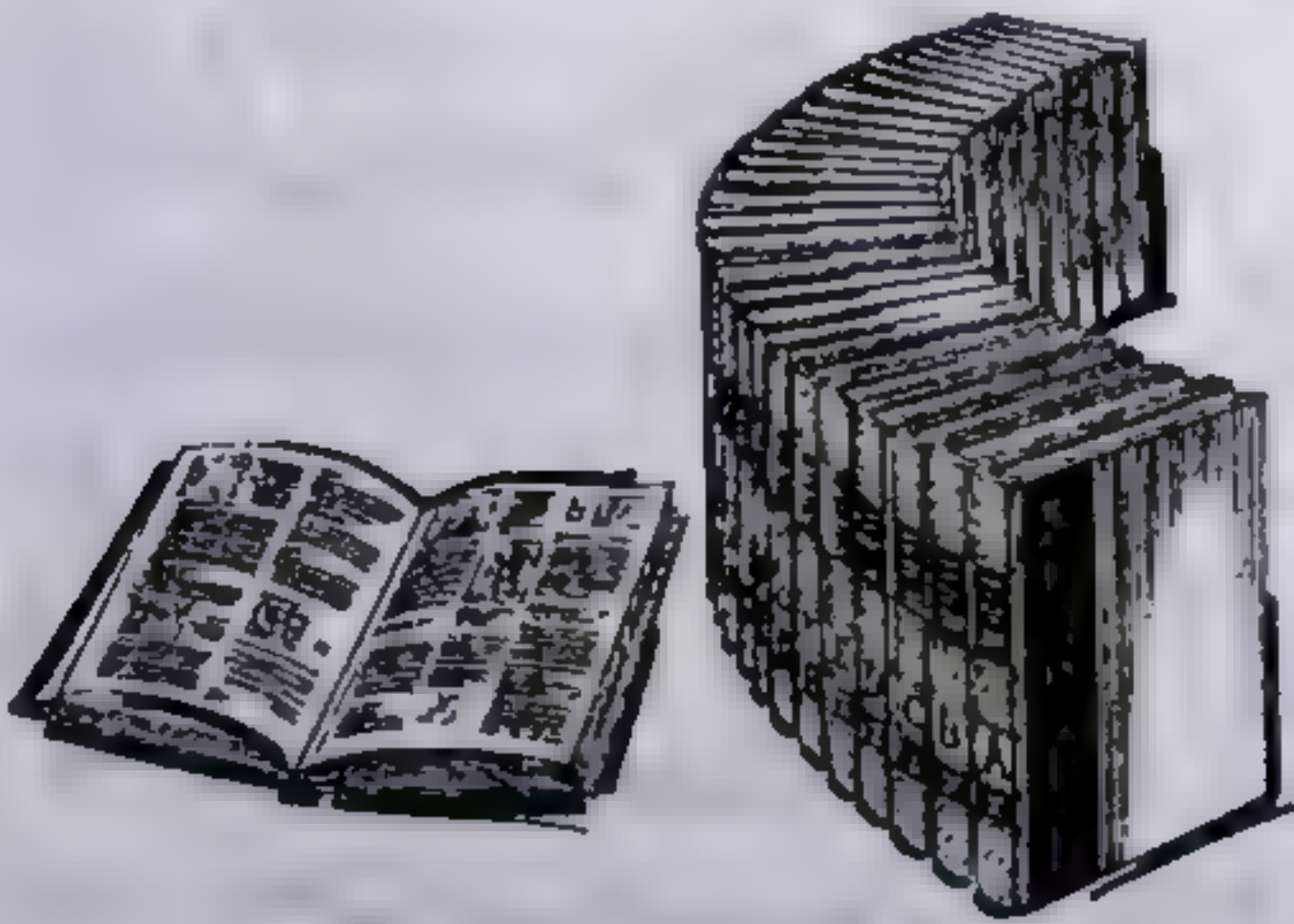
حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کلام

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَظْهَرَ دِيْنَهٗ	عَلٰى كُلِّ دِيْنٍ قَبْلَ ذٰلِكَ حَائِدِ
کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا	ہر اس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھرا ہوا
وَاَسْبَلَهٗ مِنْ مَّكَّةَ بَعْدَ مَا	تَدَاعَوْا اِلٰى اَمْرٍ مِّنَ الْغَيِّ فَاسِدِ
اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضور سے جب	ان لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی
غَدَاةَ اَجَالَ الْخَيْلُ فِيْ عَرَصَاتِهَا	مُسَوَّمَةً بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَخَالِدِ
اور پھر وہ صبح جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولانیاں دکھانے لگے	جن کی باگیں چھوٹی تھیں، زبیر و خالد کے درمیان
فَاَمْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهٗ	وَاَمْسٰى عِدَاهُ مِنْ قَتِيْلٍ وَّشَارِدِ
پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا	اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے۔

Marfat.com
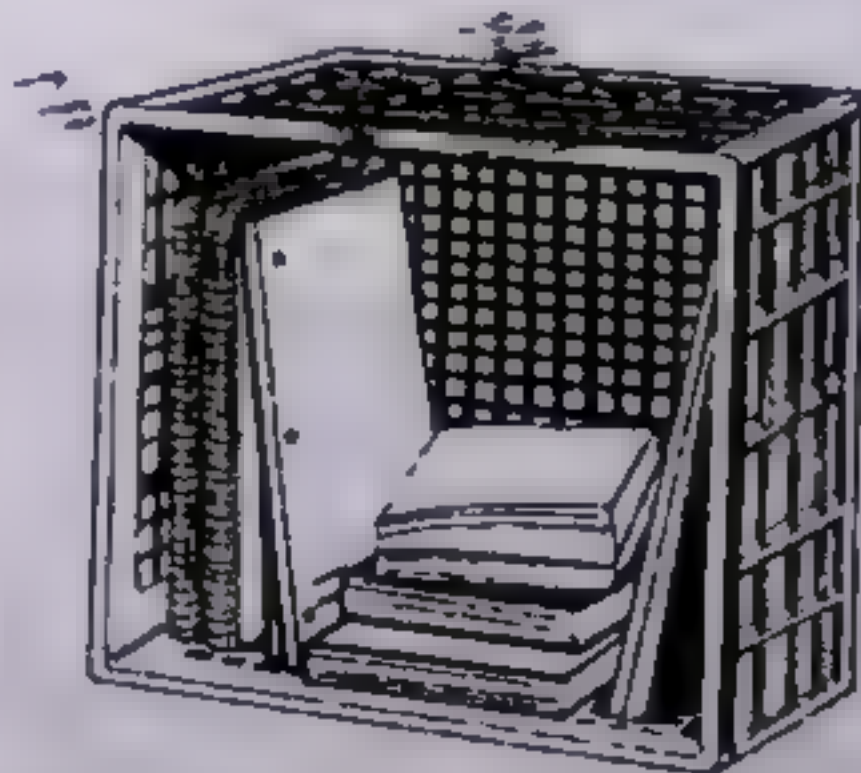
پیکرِ حلم وحیا امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کیسا ہے رتبہ ذیشان عثمان کا
ہے وہ محبوب محبوب رحمان کا
جس کی دولت تھی راہ خدا کیلئے
اس سراپا سخاوت کی کیا بات ہے

نام ونسب:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی عثمان تھا، اور آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے آپ کو ذوالنورین لقب عطا ہوا۔

حضور رحمت عالم ﷺ کے ساتھ نسب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے اقرب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی حقیقی پھوپھی ام حکیم بیضاء بنت عبدالمطلب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نانی ہیں۔

آپ کے والد کا نام عفان اور والدہ کا نام اروٰی تھا، خاندان بنو امیہ سے آپ کا تعلق تھا، آپ کے ماں باپ دونوں قریش سے تھے۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت واقعہ فیل سے چھ سال بعد ہوئی، آپ کا بچپن نہایت پاکیزگی اور سادگی میں گزرا، باوجود اس کے کہ زمانہ جاہلیت میں حرام امور کا عروج تھا۔

قبول اسلام:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نہایت اعلیٰ قسم کے دوستانہ مراسم تھے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت صدیق

Marfat.com

اکبر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر مکہ ہی میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر 34 سال تھی جبکہ اس روایت میں اختلاف بھی ہے۔ بعض نے آپ کی قبول اسلام کے وقت عمر 29 اور بعض نے 33 سال بیان کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

بعثت اسلام سے قبل آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے، قبول اسلام کے بعد آپ کے اس علمی ذوق میں اور بھی نکھار آیا، یہی وجہ تھی کہ آپ کتابت وحی کی اہم اور عظیم ذمہ داری پر بھی مامور رہے۔

بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں آپ کا مقام:

آپ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے، اور جب آپ نے ہجرت کی تو آپ کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذوالہجر تین فرمایا۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے حضرت ابراہیم و حضرت لوط علیہما السلام کے بعد سب سے پہلے حضرت عثمان ہی ہجرت کرنے والے ہیں۔

عبادت وریاضت کا عالم:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شب زندہ دار تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی راتیں تسبیح وتہلیل اور تلاوت قرآن میں بسر ہوتی تھیں اور نماز تہجد سے آپ کو خصوصی شغف تھا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی آیت "سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود" کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بزرگی کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

ضحوا باشمط عنوان السجود به

یقطع اللیل تسبیحا وقرآنا

Marfat.com

ترجمہ: لوگوں نے اس کچے پکے بالوں والے کی قربانی دی جس کی پیشانی میں سجدہ کا نشان تھا، جس کی راتیں تسبیح وتقدیس اور قرآن خوانی میں گزرتی تھیں۔

راہ خدا میں سخاوت:

ہجرت کے نویں سال یہ افواہ پھیلی کہ قیصر روم عرب پر حملہ کرنے والا ہے، حضور نبی اکرم ﷺ نے تیاری کا حکم دیا۔ چونکہ ملک میں قحط پڑا ہوا تھا، اس لیے سامان جنگ، سواری اور رسد کا انتظام بے حد مشکل نظر آیا۔ حضرت عثمان نے دس ہزار فوج کا پورا سامان اپنے روپے سے خریدا، ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیے اور ایک ہزار دینار رسد کیلئے پیش کیے۔ یعنی حضرت عثمان غنی اپنی دولت کو اسلام کی راہ میں بے دریغ صرف کرتے تھے۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کی تلاوت اتنی محبوب تھی کہ آپ اکثر اوقات تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے، حتی کہ جس وقت آپ کی شہادت ہوئی تو اس وقت بھی آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مگن تھے اور آپ کے خون کے قطرے قرآن مجید کے ان کلمات "فسیکفیکھم اللّٰہ" پر گرے۔

ان کا پاکیزہ لہو اوراق قرآں پر گرا
راہ حق میں ہوگئے قربان عثمان غنی

اور اس بات کی خبر نبی غیب دان حضور سرور عالم ﷺ نے اپنی زندگی میں دے دی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تقتل وانت مظلوم وتسقط قطرة من دمك على فسيكفيكهم الله۔"

Marfat.com

ترجمہ: اے عثمان! تم ظلماً قتل کیے جاؤ گے اور تمہارے خون کا قطرہ قرآن کی اس آیت فسیکفیکھم اللہ پر گرے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سترہ ذوالحجہ کو بروز جمعہ نماز عصر کے وقت شہید ہوئے۔ آپ کا زمانہ خلافت ایک دن کم بارہ سال ہے۔ چالیس دن تک آپ محصور رہے۔ بعض نے تاریخ شہادت سات بعض نے آٹھ اور بعض نے اٹھارہ لکھی ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کلام

فَیَا عَیْنِی ابْکِیْ وَلَا تَسْاَمِیْ	وَحُقّ الْبُکَآءُ عَلَی السَّیِّدِ
تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک	اپنے سردار پر آنسو بہانا لازم آ چکا

Marfat.com

حیدر کرار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ہر ولی ، ہر غوث، ہر قطب جلی کے سر کا تاج
آسمان علم وحکمت کا ہے جو روشن چراغ
سن کے جس کا نام تھرایا ہے جہاں کا ہر جری
وہ خدا کے مصطفیٰ ﷺ کا شیر ہے مولا علی

ولادت باسعادت:

شیر خدا، تاجدار ھل اتی، مشکل کشا، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادت 13 رجب المرجب عام الفیل کے تیس سال بعد مکہ معظمہ میں ہوئی۔ آپ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت اللہ کے مقدس اور پاک گھر خانہ کعبہ کے اندر ہوئی۔

نام ونسب:

داماد رسول، سید الاولیاء حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اصل نام علی ہے اور آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ آپ کے والد کا نام ابوطالب اور والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔ آپ کے والد اور والدہ دونوں ہاشمی تھے۔

قبول اسلام:

چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پرورش اور تربیت حضور نبی کریم ﷺ کے زیر سایہ ہوئی، اس لیے جب ہادی برحق نبی آخر الزمان ﷺ نے اعلان نبوت کیا تو حضرت علی بچوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت علی کی زندگی کے تیرہ سال مکہ معظمہ میں بسر ہوئے۔

Marfat.com

ہجرت مدینہ اور حضرت علی کی اہم ذمہ داری:

جب بارگاہ خداوندی سے حضور ﷺ کو حکم ملا کہ آپ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر جائیں تو حضور نبی اکرم ﷺ نے تمام صحابہ کرام کو بھی مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔ خود حضور ﷺ نے رات کو ہجرت فرمائی اور آپ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک انتہائی اہم ذمہ داری عطا فرمائی، اور یہ درحقیقت حضرت علی کی عظمت تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی! آج ہجرت کی رات میرے بستر پہ تم آرام کرو گے۔ بستر مصطفیٰ ﷺ پر آرام کرنے کی سعادت حضرت علی المرتضیٰ کے حصے میں آئی۔ اور دوسرا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی! میرے پاس لوگوں نے اپنی قیمتی چیزیں بطور امانت رکھی ہوئی ہیں۔ اے علی! وہ چیزیں ان کو لوٹا کر پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنا۔ ارشاد نبوی کی تعمیل میں حضرت علی تین دن مکہ میں رہے اور امانتیں مالکوں تک پہنچائیں، پھر پاپیادہ مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوئے، جون کا مہینہ تھا اور عرب کی جان سوز گرمی تھی، تاہم آپ نے تین سو میل کا سفر صرف تین روز میں طے کر لیا۔ اس طویل سفر کے باعث آپ کے پاؤں زخموں سے چور ہو چکے تھے۔ جب بارگاہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں پہنچے تو لجپال اور کریم آقا ﷺ نے اپنے غلام کو سینے سے لگایا اور آپ کے زخمی پاؤں پر لعاب دہن لگایا۔ جس سے آپ کے پاؤں بالکل ایسے ہو گئے جیسے کبھی زخمی ہوئے ہی نہیں تھے، اور پھر کبھی پاؤں میں زخموں کی شکایت نہ ہوئی، یہ لعاب مصطفیٰ ﷺ کی تاثیر تھی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سنت نکاح:

جس سال غزوہ بدر واقع ہوا، اسی سال حضرت علی رضی اللہ عنہ رشتہ زوجیت میں منسلک ہوئے۔ آپ کیلئے یہ سعادت ایک بہت بڑی کامیابی سے کم نہ تھی کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے اپنی سب سے پیاری اور لاڈلی بیٹی سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

کا نکاح آپ سے کر دیا۔ حق مہر ادا کرنے کیلئے حضرت علی کے پاس کچھ نہ تھا، آپ کے پاس ایک گھوڑا تھا اور ایک زرہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کہ زرہ فروخت کر دو۔ آپ نے 480 درہم میں فروخت کر دی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت علی کے پاس اس وقت ایک گھوڑا نہیں بلکہ ایک اونٹ تھا۔ الغرض حضور نبی اکرم ﷺ نے ضروری اشیاء منگوائیں، اور نکاح پڑھایا۔ پھر حضرت علی و فاطمہ کے لئے خیر و برکت کی دعا کی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خانگی زندگی:

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کچھ ایسا برتاؤ ہوا جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار ہوا، آپ کبیدہ خاطر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئیں، آپ کے پیچھے پیچھے حضرت علی بھی گئے اور ایسی جگہ کھڑے ہو گئے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت فاطمہ کی گفتگو سن سکیں۔ حضرت فاطمہ نے حضرت علی کے غصے کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: اے بیٹی! جو کچھ میں کہوں اس کو غور وفکر سے سنو اور عمل کرو۔ وہ کون سے میاں بیوی ہیں جن کے درمیان کبھی کوئی رنجش واقع نہ ہو؟ اور کیا یہ ضروری ہے کہ مرد تمام کام عورت کی منشا کے مطابق ہی کرے اور اپنی بیوی سے کچھ نہ کہے؟

حضرت علی پر اس مصلحانہ جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ پھر انہوں نے کوئی ایسی بات نہ کی جس سے حضرت فاطمہ رنجیدہ خاطر ہوتیں۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے درمیان جب کبھی خانگی معاملات میں کوئی رنجش ہوتی تو اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ صلح کرا دیتے اور آپ کو ان دونوں کی مصالحت سے غیر معمولی مسرت ہوتی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے بارگاہ خدا عزوجل سے ایک خصوصی حکم:

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی حیات مبارکہ میں کسی دوسری عورت

Marfat.com

سے نکاح حرام قرار دے دیا تھا۔ (برکات آل رسول۔ ص 127)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے ایک خصوصی حکم:

ابن ہشام بن مغیرہ نے حضرت علی سے کہا کہ تم فوراً بنت ابی جہل سے نکاح کرلو، حضرت علی کا ارادہ حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ کو سخت ناگوار گزرا اور آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا: کہ مومنہ عورت اور مشرکہ عورت ایک مسلمان مرد کے عقد میں اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ اس لیے ایک کو اختیار کرو۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے بنی عبدالمطلب میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے تین چیزوں کی دعا کی ہے۔

1- تم میں سے جو عمل کرنے والا ہو اسے استقامت عطا فرمائے۔

2- تم میں سے جو بھٹک جائے اسے راہ ہدایت عطا فرمائے۔

3- تم میں سے جو بے علم ہو اسے علم کی دولت عطا فرمائے۔

ا۔ خاتم الرسل:۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

"میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو"

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل
غبار راہ کو بخشا جس نے فروغ وادی سینا

قرآن پاک میں ارشاد باری ہے

إِنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

ترجمہ: بیشک میرا سیدھا راستہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے علاوہ راستے اختیار نہ کرو۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر 153)

Marfat.com

حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی نے اس کی تفسیر میں لکھا کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام ہیں۔

اسلام ایک ملت ہے

رحمت عالم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ

"اَلْاِسْلَامُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ وَّالْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ"

ترجمہ: اسلام ایک ملت ہے اور کفر ایک علیحدہ ملت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اکبر کے خود ساختہ دین الٰہی کے بارے میں فرمایا۔

"مِلّتِ ما جُدا گانه است"

شان علی المرتضیٰ

آپ کی شان حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان عالیشان سے واضح ہوتی ہے کہ آپ کی حدیث مبارک ہے:

"انا مدينة العلم وعلى بابها"

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کسی نے اپنے نفس پر اچھی نیت کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اس پر توفیق کے ستر دروازے کھول دیتا ہے اسی طرح جس نے اپنے نفس پر بری نیت کا دروازہ کھولا۔ اللہ تعالیٰ اس پر ذلت کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔ جدھر سے اسے خبر نہیں ہوتی۔

Marfat.com

نفس پر اچھے اور برے دروازے کھلنے کی وضاحت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تین نفسوں کا ذکر فرمایا۔

۱۔ نفس مطمئنہ اطمینان کرنے والی روح (یعنی وہ انسان جس نے زندگی شرعی احکام کی اطاعت میں گذاری اور راضی بالرضا رہا۔ مفسرین کرام نے لکھا کہ انبیاء اور اولیاء کو نفس مطمئنہ عطا ہوتا ہے۔

۲۔ نفس لوامہ:۔ یعنی ایسا نفس جو نیکی میں سستی یا کوئی لغزش ہو جانے پر ملامت اور ندامت کا اظہار کرتا ہے۔ یہ صُلحاء کا نفس ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ ہر آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفس لوامہ ملتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے نفس مطمئنہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور بغاوت اور نافرمانی کر کے نفس امارہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

۳۔ تیسرا نفس، نفس امارہ ہے۔

جس کا بغاوت اور گناہ کے سوا کوئی اور کام نہیں یہ فاسقوں، سرکشوں اور کافروں کا نفس ہے۔ تربیت خداوندی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے۔ وارث شاہ فرماتے ہیں۔

وارث شاہ نہ جاندیاں آتاں

بھاویں کٹیے پوریو پوری

لکڑی کی خصلت لکڑی ہوتی ہے۔ اسے تراش کر چاہے دروازہ بنا لیں اور چاہے بت۔ بُت پرستی تمام معاشرے کی برائی کا دروازہ کھول دیتی ہے۔

Marfat.com

اقبال نے فرمایا۔

ہوئی نہ زاغ سے بلند پروازی
کر گئی خراب شاہین بچے کو صحبتِ زاغ

اقبال نے شاہین کا انتخاب کیا کہ مسلمان اور کافر میں فرق ہے۔ مسلمان کو شاہین سے تعبیر کیا کیونکہ وہ خود شکار کر کے کھاتا ہے۔ جبکہ زاغ گری ہوئی چیزیں کھاتے ہیں۔ علامہ اقبال نے قوم کو دعوت فکر دی۔ آپ نے اپنے بیٹے جاوید کو نشانہ بنا کر قوم کو سمجھانے کی کوشش کی۔ یعنی اپنے بیٹے کو تعلیم کیلئے یورپ بھیجا۔ اس نے آپ سے رقم کا مطالبہ کیا۔ خط میں علامہ اقبال نے اپنے بیٹے کو لکھا اور کہا۔

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر.

الغرض علامہ اقبال کے بیٹے نے دوبارہ خط میں رقم کا مطالبہ کیا۔ تو علامہ اقبال نے فرمایا۔

ہوئی نہ زاغ سے بلند پروازی
کرگئی خراب شاہین بچے کو صحبت زاغ

یورپین تجزیہ نگاروں نے لکھا کہ مسلمان قوم کے مذہبی مساجد اور مکاتب میں جو تعلیم دی جاتی ہے، جو کچھ سات سال میں انہیں تعلیم دی جاتی ہے ہماری آکسفورڈ یونیورسٹی میں اس معیار کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ آج کل ہم مختلف اشتہارات پڑھ کر تعلیم کیلئے دیارِ غیر لندن، روس، چین، آسٹریلیا، ناروے جانے کے چکر میں لگ جاتے ہیں۔ جو تعلیم ہم پر فرض کی گئی ہے ہم نے اسے پس پشت ڈال دیا ہے۔

Marfat.com

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی کے بارے میں شہادت

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں مجھ سے جدا ہونے کے بعد حوض کوثر پر آملیں گے۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا!''تمام لوگ گویا مختلف درختوں کی شاخیں ہیں میں اور علی ایک ہی درخت کی شاخ ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن ابو ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں علم کی پوری پختگی اور مضبوطی تھی اور تمام عشرہ و بشرہ میں آپ کو خدمت اسلام دامادی رسول اللہ ﷺ وفقہ وسنت اور جرات وسخاوت کی فضیلت حاصل تھی۔نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام لوگ گویا کہ درختوں کی شاخیں ہیں اور میں اور علی ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔

شجر سے مراد تہذیب وتمدن!ایک جمالی جائزہ

ابتداء میں کلچر محدود معنوں میں مستعمل تھا اس کی جگہ انگریزی کا لفظ ''سولائزیشن'' مروج تھا۔یہی وجہ ہے کہ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں ''سولائزیشن'' کا مقام تو موجود ہے مگر کلچر کا کہیں تذکرہ نہیں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ کلچر پہلے سولائزیشن کا پہلو سمجھا جاتا تھا پھر آہستہ آہستہ اس کے ہم معنی قرار پایا گیا۔اسے بڑی جامعیت اور وسعت حاصل ہوگئی۔

تہذیب کا مفہوم

انگریزی زبان میں اس کا ہم معنی لفظ کلچر ہے اس کے مفہوم کو واضح کرنے کیلئے عربی سے اردو میں تین الفاظ درآمد کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

۱)۔تہذیب ۲)۔تمدن ۳)۔ثقافت

تہذیب کا لفظ مصدر ہے اسے مندرجہ ذیل معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

۱)۔درخت کی کانٹ چھانٹ کرنا ۲)۔اخلاق کی اصلاح کرنا۔

۳)۔کسی چیز کا خالص کرنا۔ ۴)۔عیوب دور کرنا۔

۵)۔پاک صاف کرنا۔ ۶)۔تعلیم وتربیت دینا۔

۷)۔جاری کرنا۔ ۸)۔شوروغل کرنا۔

۹)۔کسی چیز کو بہتر بنانا۔ ۱۰)۔جلدی کرنا۔

درخت کی کانٹ چھانٹ سے مراد

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیماری بھی ایک نعمت ہے۔ آدمی آنے والے وقت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔یعنی جسم کا کوئی عضو زہر آلود ہو جائے تو عقلمند تمام جسم کی سیفٹی کیلئے اس زہر آلود عضو کو کاٹ پھینکے گا۔یعنی اسلامی معاشرے میں کوئی برائی ہو اس کی سزائیں ہیں۔شادی شدہ زانی کیلئے "سنگسار کرنا"۔اور غیر شادی شدہ کیلئے "کوڑے" لگانے کا حکم ہے۔اسی طرح چوری کرنے والے کیلئے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔اور مختلف سزائیں قرآن پاک میں مذکور ہیں۔

اہل بیت کے تین پہلو

علمائے کرام نے اہل بیت کے تین پہلو بیان کیے ہیں۔

۱)۔حضرت نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات یعنی مومنوں کی مائیں۔

۲)۔داخل اہل بیت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہراء اور آپ کی اولاد جو چادر کے نیچے لی گئی مراد حسنین کریمین۔

Marfat.com

۳)۔شامل اہل بیت یعنی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

۱)۔حضرت علی داخل اہل بیت ہیں ان سے شریعت کی حقیقت واضح ہوتی ہے ملت اسلامیہ کی حقیقت ہیں۔

۲)۔چادر میں لی گئی اولاد سے شریعت کے علوم واضح ہوتے ہیں اور ان ہی سے شریعت کا نکھار امت محمدیہ کے سامنے واضح ہوتا ہے۔یعنی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان کہی جاتی ہے۔پھر گھٹی دی جاتی ہے۔پھر بال تراشے جاتے ہیں اور ختنہ ہوتا ہے بالوں کے بدلے چاندی کا صدقہ کیا جاتا ہے۔والدین جنہیں توفیق ہو تو عقیقہ کریں۔اور حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو۔اور جب دس برس کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھے تو اس کو مارو اور ان کے بستر الگ کر دو۔یعنی اس کا سر اپنے مالک حقیقی کے سامنے جھکا دو۔چادر میں لیے جانے کا مقصد یہی تھا کہ اپنی اولاد کو شریعت مطہرہ کا پابند کیا جائے جو امت محمدیہ کیلئے بڑی سعادت ہے۔

حضرت علی اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی تربیت یافتہ جوڑی ہے۔

اسلامی ملت کی ایک توجیہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم ابو صالح جنگی دوست نے بہتا ہوا سیب کھا لیا اور نفس نے ندامت کی۔آپ فوراً سیب کے مالک کی تلاش میں نکل پڑے۔چنانچہ سیب کے باغ کے مالک کے پاس پہنچ گئے۔

آپ نے باغ کے مالک سے عرض کی کہ دریا سے بہتا ہوا سیب کھا لیا ہے۔میں نے نادانی میں یہ جرم کیا ہے اس لیے بازار کے مطابق قیمت نہ ادا ہو گی۔باغ کے مالک نے آپ کی طرف غور سے دیکھا اور کہا کہ تمہارا میرا ساتھ برابر ہونے کی دو شرطیں ہیں۔

Marfat.com

پہلی شرط ایک ماہ میرے باغ کو پانی دو۔دوسری شرط ایک ماہ بعد ہوگی۔

دوسری شرط باغ کے مالک نے کہا کہ تمہیں میری بیٹی سے شادی کرنا ہوگی مگر شادی سے پہلے میں تمہیں اپنی بیٹی کے عیب بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔

۱)۔میری بیٹی پیدائشی بدصورت ہے۔

۲)۔اسے گردش تقدیر نے اپاہج اور اندھا کر دیا ہے۔

آپ نے دوسرے روز ہی شادی کر لی۔شب عروسی کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے سید ابو صالح جنگی دوست نے دیکھا کہ کمرے میں خوبصورت لڑکی بیٹھی ہے۔یہ دیکھ کر اُلٹے پاؤں واپس آگئے۔اس کیفیت کو دیکھ کر آپ کے سسر نے فرمایا۔آپ کا چہرہ متغیر کیوں ہے؟ اس پر ابو صالح نے عرض کی کہ شاید مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔اس پر آپ کے سسر نے فرمایا۔جو کچھ میں نے اپنی بیٹی کے بارے میں کہا تھا وہ سچ ہے۔میں نے کہا تھا کہ میری بیٹی بدصورت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے چہرے پر دنیاوی واضح میک اپ نہیں ہے۔میں نے کہا کہ میری بیٹی اندھی ہے اس سے مراد کہ وہ آج تک کسی غیر محرم کے سامنے نہیں آئی اور آئندہ بھی کسی نامحرم کیلئے اندھی ہوں گی۔اپاہج یوں ہے کہ آج تک اس کے قدم شریعت مطہرہ کی حدود سے باہر نہیں نکلے۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ بیشک آنکھ، کان اور دل سے باز پرس ہوتی ہے۔(سورہ بنی اسرائیل آیت 35 تا 39)

آپ کی والدہ کی زندگی حضرت فاطمۃ الزہراء کی شرعی اور عملی زندگی کے عین مطابق تھی۔اس بات کو نبی ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا!

"جو شخص جس قوم کی مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔"

کفر ایک علیحدہ ملت ہے۔

اسلام سے قبل عرب میں نکاح کی بعض ایسی صورتیں تھیں جو در اصل زنا ہی تھا۔

Marfat.com

صحیح بخاری کتاب النکاح میں یہ صورتیں لکھی ہیں۔

ا)۔ایک صورت یہ تھی کہ کسی بہادر کے پاس اپنی عورت کو بھیج دیا کرتے تھے اور کہا جاتا تھا کہ اس سے ہمبستر ہو۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو سمجھتے تھے اس میں بھی وہی اوصاف آ جائیں گے جس کا یہ نطفہ ہے۔

نکاح کی دوسری صورت یہ تھی کہ چند آدمی ایک وقت میں ایک عورت کے پاس جاتے سب باری باری ہم بستر ہوتے۔ جب وہ حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو سب کو کہلوا بھیجتی اور کسی ایک سے کہتی یہ بچہ تمہارا ہے تو اسے قبول کرنا پڑتا۔ پھر وہ اس شخص کا بیٹا خیال کیا جاتا۔

تیسرا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی فاحشہ عورت کے بطن سے کوئی اولاد پیدا ہوتی وہ قیافہ شناس کو کہلوا بھیجتی۔ وہ شکل دیکھ کر بتاتا کہ یہ لڑکا فلاں شخص کا ہے پھر فاحشہ عورت اس مرد کو کہلوا بھیجتی تو اس مرد کو کہتی کہ یہ لڑکا تیرا ہے تو اسے قبول کرنا پڑتا۔

ایک قسم عارضی نکاح کی تھی اس نکاح کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کوئی مرد کسی عورت سے مقررہ مدت کیلئے نکاح کر لیتا اس مدت گزرنے کے بعد اسے اُجرت دیتا پھر اس کو الگ کر دیتا اسے مُتعہ کہتے تھے۔

(بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ۔ صفحہ نمبر 571,570، مصنف چوہدری غلام رسول)

اسلام اس نظریئے کو رَدّ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اسلامی کامل حیات کا نمونہ اور بے مثال جوڑی پیش کی جو کہ احیاء انسانیت کیلئے بلند ترین معیار رکھتی ہے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی جوڑی ہے۔ اگر کوئی مسلمان مرد اور عورت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی

Marfat.com

سے محبت رکھتا اور وابستگی رکھتا ہے تو اسے ایسے ہی طور طریقے اپنانا ہوں گے جس کا عملی نمونہ انہوں نے ذاتی طور پر پیش کیا ہے۔

نبی ﷺ کی زندگی اس بات کی شاہد ہے کہ آپ نے ازواج مطہرات کو الگ الگ حجرے تیار کروا کے دیئے اور ہر ایک بیوی کو الگ الگ وقت دیتے اور ان سے مساویانہ سلوک کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے ایک بہت بڑا اعزاز:

جب حضور نبی اکرم ﷺ اپنی ظاہری حیات مبارکہ مکمل کر چکے تو آپ نے اس دنیا سے پردہ فرمانے سے پہلے حضرت علی کو وصیت فرمائی کہ اے علی! مجھے غسل تم دو گے۔ یہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے آپ کیلئے ایک بہت بڑی عطا تھی جو حضرت علی کے حصہ میں آئی۔ حکم مصطفیٰ ﷺ کی تعمیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دینے کا شرف عظیم حاصل کیا۔ اور آپ کے غسل کیلئے جس کنویں سے پانی لایا گیا وہ اب "بئر علی" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کنویں کے قریب ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ اور وہاں آج کل حجاج کرام اور عمرہ کرنے والے غسل کرتے ہیں اور احرام باندھتے ہیں۔ اور احرام کے نفل پڑھتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ کا اعزاز:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اس دنیا سے رحلت فرما گئیں تو حضور ﷺ حضرت علی کی والدہ کے کفن کیلئے اپنی قمیص دی اور آپ خود ان کی قبر میں لیٹے۔ پھر اپنی چچی یعنی حضرت علی کی والدہ کو قبر میں دفن کیا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اس قدر کرم نوازی کی آخر وجہ کیا ہے؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ان کا میں بہت ممنون ہوں کیونکہ انہوں نے مجھے بالکل ماں جیسی محبت اور شفقت سے پالا تھا۔"

Marfat.com

شعر وادب سے گہرا شغف:

آپ کو شعر وادب سے گہرا شغف تھا، آپ کے خطبات، امثال اور فصیح وبلیغ جملے عربی ادب کا گراں بہا حصہ ہیں۔ آپ سے منسوب نہج البلاغہ، الف کلمہ، نثر اللآلی، بعض الامثال، دستور معالم الحکم، اور خطب ومواعظ کے عنوان سے گراں قدر تخلیقات شائع ہو چکی ہیں۔ شعری آثار میں آپ کی طرف ایک دیوان منسوب کیا جاتا ہے۔

ازواج واولاد:

خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مختلف شادیاں کیں لیکن خاتون جنت کی زندگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہی حکم تھا۔ خاتون جنت کے بطن سے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن، حضرت زینب الکبریٰ اور ام کلثوم الکبریٰ پیدا ہوئیں۔ حضرت محسن نے بچپن میں ہی وفات پائی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے چودہ نکاح کیے۔ ان کے ہاں چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان میں سے صرف پانچ سے سلسلۂ نسل جاری ہوا۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ امام حسن ۲۔ امام حسین ۳۔ حضرت محمد بن حنفیہ

۴۔ حضرت عباس علم دار ۵۔ حضرت عمر بن تغلبیہ رضی اللہ عنہم اجمعین

(بحوالہ: کتاب الخراج، قاضی ابو یوسف وابن ابی شیبہ)

شہادتِ مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم:

جمعہ 40 ہجری 17 رمضان المبارک کو قبل از نماز فجر گھر سے نماز کی امامت کے

Marfat.com

لیے نکلے تو راستے میں ابن ملجم سے سامنا ہوا، اس نے اچانک آپ پر تلوار کا بھرپور وار کیا، وار اتنا شدید تھا کہ آپ کی پیشانی کنپٹی تک پھٹ گئی اور تلوار دماغ پر جا کر ٹھہری۔ اتنے میں چاروں طرف سے لوگ دوڑ کر آئے اور قاتل کو پکڑ لیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جمعۃ المبارک اور ہفتہ کے دن بھی بقید حیات رہے اور اتوار کے روز آپ کی روح پرواز کر گئی۔

حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ساتھ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو غسل دیا اور نماز جنازہ حضرت امام حسن نے پڑھائی۔ دارالامارت کوفہ میں آپ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف روایات بھی ملتی ہیں۔

(بحوالہ: تاریخ الخلفاء، ص 374، از امام جلال الدین سیوطی، ترجمہ: حضرت شمس بریلوی)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کلام

اَمِنْ بَعْدِ تَكْفِيْنِ النَّبِيِّ وَدَفْنِهٖ	بِاَثْوَابِهٖ اٰسٰى عَلٰى هَالِكٍ ثَوٰى
نبی کو کپڑوں میں کفن دینے اور دفن کرنے کے بعد میں اس	وصال فرمانے والے کے غم میں غمگین ہوں جو خاک میں جا بسا
زَارَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا فَلَنْ نَرٰى	بِذَالِكَ عَدِيْلًا مَا حَيِيْنَا مِنَ الرَّدٰى
رسول اللہ کے وصال کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب	جب تک ہم خود جی رہے ہیں ان جیسا ہرگز نہیں دیکھیں گے
وَكَانَ لَنَا كَالْحِصْنِ مِنْ دُوْنِ اَهْلِهٖ	لَهٗ مَعْقِلٌ حِرْزٌ حَرِيْزٌ مِنَ الرَّدٰى
رسول اللہ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے	کہ ہر دشمن سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی
وَكُنَّا بِمَرْاٰهُ نَرَى النُّوْرَ وَالْهُدٰى	صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِيْنَا اَوِ اغْتَدٰى
ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے	صبح بھی اور شام بھی، جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے
لَقَدْ غَشِيَتْنَا ظُلْمَةٌ بَعْدَ مَوْتِهٖ	نَهَارًا فَقَدْ زَادَتْ عَلٰى ظُلْمَةِ الدُّجٰى
آپ کی وفات کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی	جس میں دن کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا
فَيَا خَيْرَ مَنْ ضَمَّ الْجَوَانِحَ وَالْحَشَا	وَيَا خَيْرَ مَيْتٍ ضَمَّهُ التُّرْبُ وَالثَّرٰى
انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں ان میں سب سے بہتر آپ ہیں	اور آپ ان تمام انتقال کرنے والوں میں جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں
كَاَنَّ اُمُوْرَ النَّاسِ بَعْدَكَ ضُمِّنَتْ	سَفِيْنَةُ موج حِيْنَ فِي الْبَحْرِ قَدْ سَمَا

Marfat.com

گویا معاملہ انسانی آپ کی وفات کے بعد ایک کشتی میں	پڑ گیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے
فَضَاقَ فَضَاءُ الْاَرْضِ عَنْهُمْ بِرَحْبَةٍ	لِفَقْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذْ قِيْلَ قَدْ مَضٰى
زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی رسول اللہ ﷺ	کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ وصال کر گئے
فَقَدْ نَزَلَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ مُصِيْبَةٌ"	كَصَدْعِ الصَّفَا لَا لِلصَّدْعِ فِى الصَّفَا
مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے	جیسے چٹان میں شگاف پڑ جائے اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہاں تک ممکن ہے
فَلَنْ يَّسْتَقِلَّ النَّاسُ تِلْكَ مُصِيْبَةً"	وَلَنْ يُّجْبَرَ الْعَظْمُ الَّذِىْ مِنْهُمْ وَهِىْ
اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے	اور وہ کمزوری جو پیدا ہوگئی ہے اس کی تلافی ممکن نہیں ہے
وَفِىْ كُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلٰوةِ يَهِيْجُهٗ'	بِلَالٌ وَّ يَدْعُوْ بِاسْمِهٖ كُلَّ دَعَا
اور ہر نماز کے وقت بلال ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں	جب کہ وہ (بلال) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں

Marfat.com

سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

آپ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا جان ہیں، آپ کی سپاہ گری اور اعلیٰ اخلاق کے باعث قریش آپ کی بہت قدر کرتے تھے۔

قبول اسلام:

ایک روز حسب معمول ابوجہل نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور حضرت حمزہ کی لونڈی اس کی بدزبانی کو سن رہی تھی، جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے واپس آئے تو انہیں آپ کی لونڈی نے تمام باتوں سے آگاہ کیا۔ آپ کو ابوجہل کے گستاخانہ کردار پر بہت غصہ آیا اور آپ نے سیدھے حرم پاک جا کر ابوجہل کے سر پر کمان دے ماری اور کہا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنی زبان کو حدود میں رکھو، کیونکہ میں نے آج سے دین اسلام کو قبول کر لیا ہے، پھر آپ سیدھے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دارارقم پہنچ کر دامن اسلام سے وابستہ ہوئے۔

حضور نبی اکرم ﷺ سے حضرت حمزہ کا رشتہ:

آپ نبی اکرم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین رشتوں کی وجہ سے منسلک تھے، آپ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان اور برادر رضاعی بھی ہیں۔ (ابولہب کی کنیز ثویبہ) نے حضرت حمزہ اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دودھ پلایا تھا۔ حضرت حمزہ کی والدہ ہالہ بنت اہیب بن عبد مناف بن زہرہ رحمت عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ اہیب بن عبد مناف کی چچیری بہن تھیں۔ حضرت حمزہ حضور رحمت عالم ﷺ سے تقریباً تین برس بڑے تھے۔ جب ہجرت کا حکم ہوا تو مدینہ پاک پہنچ کر حضور رحمت عالم ﷺ کے حکم سے زید بن حارثہ سے رشتۂ اخوت استوار کیا۔

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری:

جنگ بدر میں آپ کی تلوار کے جوہر کھلے، شیبہ بن ربیعہ آپ کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ جبیر بن مطعم کا چچا طلحہ بن عدی، ابوسفیان کی بیوی ہندہ کا باپ عتبہ اور حارث بن عامر جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے، یہ تینوں مکہ کے لشکر کی آن بان تھے۔ اس دن سے ہندہ اور حارث کی بیٹی نے یہ سمجھوتہ کیا تھا کہ حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو انتقامی طور پر شہید کروا کے دم لے گیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

آپ نے جنگ احد میں جام شہادت نوش کیا، آپ کو جبیر بن مطعم کے وحشی نامی غلام نے شہید کیا۔ جبیر کا چچا بدر کی جنگ میں مارا گیا تھا، اس نے وحشی سے وعدہ کیا تھا کہ تم نے یہ کام سرانجام دیا تو میں تم کو آزاد کردوں گا۔ وحشی سے ہندہ نے بھی بہت انعام کا وعدہ کیا تھا۔ وحشی غلام نیزہ بازی چھپ کر کرنے میں بڑا مشاق تھا۔ وحشی جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے اپنی آزادی حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کیلئے جنگ احد میں ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر بزدلانہ حملہ کیا، زخم ناف کے قریب ہوا اور آپ شہید ہو گئے۔ ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا، کلیجہ نکالا اور منہ میں ڈال کر چبانے لگی، لیکن نگل نہ سکی اور اگل دیا، اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کان اور ناک کاٹے اور ان کے ہار بنا کر پہنے اور اپنے سونے کے زیورات وحشی کو بخش دیئے، پھر ایک اونچی پہاڑی پر جا کر بلند آواز سے فتح کے گیت گانے لگی۔

(تاریخ طبری و بخاری)

جنگ احد سے قریش واپس ہوئے تو مسلمان بھی مدینہ پاک لوٹ آئے، اس وقت مدینہ پاک میں ہر گھر غمزدہ بنا ہوا تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (حضرت حمزہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ) کے شہید ہونے کے بعد حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تاثر دیکھ کر انصار نے اپنی عورتوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سوگ منانے کیلئے بھیجا لیکن حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا کہ میت پر نوحہ کرنا جائز نہیں۔

(مسند احمد بن حنبل۔ صفحہ نمبر 184، جلد نمبر 3)

مشرکین نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو بگاڑ دیا تھا، اس لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بھائی کی لاش کو نہ دیکھنے پائے۔ انہوں نے ماں سے کہا تو وہ بولی میں بھائی کا ماجرہ سن چکی ہوں، اللہ تعالیٰ کے راستے میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ چنانچہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش دیکھنے گئیں۔ عزیز بھائی کے بدن کے ٹکڑے دیکھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر خاموش ہو گئیں اور مغفرت کی دعا فرمائی۔ (تاریخ طبری)

بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقام:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء اور اسد اللہ ورسولہ کا خطاب دیا۔ حضرت حمزہ کے نعتیہ اشعار بھی ملتے ہیں جو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لکھے ہیں۔ وہ اشعار درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہم کا کلام

حَمِدْتُ اللّٰہَ حِیْنَ فُؤَادِیْ	اِلَی الْاِسْلَامِ وَالدِّیْنِ الْمُنِیْفِ
میں نے اللہ کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو	اسلام اور بلند مرتبہ دین کی توفیق بخشی
لِدِیْنٍ جَآءَ مِنْ رَّبٍّ عَزِیْزٍ	خَبِیْرٍ بِالْعِبَادِ بِہِمْ لَطِیْفٍ
اس دین کی جو عظمت وعزت والے پروردگار کی طرف سے آیا ہے	جو بندوں کے تمام حالات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان ہے
اِذَا تُلِیَتْ رَسَائِلُہٗ عَلَیْنَا	تَحَدُّرُ مَعَ ذِی اللُّبِّ الْحَصِیْفِ
وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمد لے کر آئے	واضح الفاظ وحروف والی آیتوں میں
وَاَحْمَدُ مُصْطَفًی فِیْنَا مُطَاعًا	فَلَا تَغْشُوْہُ بِالْقَوْلِ الْعَنِیْفِ
اور احمد ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے	لہٰذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا
فَلَا وَاللّٰہِ نُسْلِمُہٗ لِقَوْمٍ	وَلَمَّا نَقْضِ فِیْہِمْ بِالسُّیُوْفِ
تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے	جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

آپ کی شخصیت پر ایک طائرانہ نظر:

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی عبداللہ تھا، آپ کی کنیت ابو محمد تھی، جبکہ آپ کا لقب شاعر رسول ﷺ تھا۔ لیلۃ العقبہ میں مشرف باسلام ہوئے، اور بنو حارثہ کے نقیب بنائے گئے۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے اور فتح کی خبر اہل مدینہ کو آپ نے سنائی۔ غزوۂ خندق میں حضور اکرم ﷺ آپ کے رجز یہ شعر پڑھتے رہے۔ عمرۃ القضاۃ میں حضور نبی اکرم ﷺ جب مکہ تشریف لے گئے تو آپ نے حضور رحمت عالم ﷺ کی سواری کی مہار پکڑی ہوئی تھی اور ان کی زبان پر یہ اشعار تھے:

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ — خلوا فکل الخیر مع رسولہ

نحن ضربنا کم علی تاویلہ — کما ضربنا کم علی تنزیلہ

ضربًا تزیل الھام عن مقیلہ — ویلھل لخلیل عن خلیلہ

یارب انی مومن بقلبہ

ترجمہ: ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ کیونکہ تمام بھلائیاں انہی کے ساتھ ہیں ہم نے تم کو قرآن کی تاویل جس سے سر دھڑ الگ ہوگئے ہیں۔ اور دوستی بھول گئے ہیں خدایا میں حضور نبی اکرم ﷺ کے اقوال پر ایمان رکھتا ہوں۔

جنگ موتہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت:

جنگ موتہ جمادی الاولیٰ 8 ہجری میں وقوع پذیر ہوئی، حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شرحبیل حاکم بصریٰ کے پاس دعوت اسلام پر مشتمل خط دے کر بھیجا، تو اس نے حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔

Marfat.com

حضور رحمت عالم ﷺ کو اس پر سخت صدمہ ہوا، تو آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین ہزار جمعیت کے ساتھ حارث بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کیلئے بھیجا اور ہدایات صادر فرمائیں کہ اگر زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم لے کر فوج کی قیادت کریں گے، اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم لے لیں اور فوج کی قیادت کریں گے۔ اس مہم کا مقصد قصاص تھا۔ پھر بھی حضور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے لوگوں کو دعوت اسلام دی جائے اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو جنگ کی ضرورت نہیں۔

فوج مدینہ شریف سے روانہ ہوئی تو شرحبیل کو جاسوسوں کے ذریعے اس لشکر کشی کا علم ہو گیا۔ وہ بھی ایک لاکھ کا لشکر لے کر میدان میں اترا۔ جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لشکر کا پتہ چلا تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کرنا چاہا۔ مگر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا اصل مقصد فتح نہیں بلکہ دولت شہادت ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

الغرض جنگ کا آغاز ہوا، سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پائی۔ حکم رسول ﷺ کے مطابق جھنڈا حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لے لیا، پہلے ان کا دایاں ہاتھ کٹا، جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا تو وہ بھی کٹ گیا۔ اس کے بعد جھنڈے کو منہ میں سنبھالا تو اس حالت میں شہادت پائی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان کی لاش دیکھی، جس پر نوے زخم موجود تھے اور سب کے سب سامنے کی طرف تھے، پشت پر ایک زخم بھی نہیں تھا۔ ان کے

Marfat.com

بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں پکڑا اور مندرجہ ذیل شعر پڑھتے ہوئے میدان میں صف آراء ہوئے:

یا نفس ان لم تقتلی تموتی ان تسلمی الیوم فلن تفوتی

اوتبتلی فطال ماعوفت هذه حیاض الموت فقد خلت

وهما تمنیت فقداء عطیت

ترجمہ: اے نفس اگر قتل نہ ہوا تو بھی مرے گا، اگر آج باقی ہے تو آئندہ فوت ہوگا، یا عافیت کی درازی تیری آزمائش ہوگی۔ اس لیے موت کے حوض خالی ہو رہے ہیں اور جو تیری تمنا ہے وہ بھی مل رہی ہے۔

اسی اثناء میں ایک کافر نے اس زور سے نیزہ مارا کہ دونوں لشکروں کے درمیان بچھڑ گئے۔ خون چہرہ پر ملا اور پکارے مسلمانو اپنے بھائی کے گوشت کو بچاؤ۔ یہ سن کر تمام مسلمان آپ کو گھیرے میں لے کر مشرکین پر ٹوٹ پڑے۔ اور اسی دوران آپ کی روح مطہر ملاء اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔

ادھر جنگ کا فیصلہ ہوا اور ادھر مدینہ پاک میں نبی کریم ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دی۔ اور فرمایا جھنڈے کو سیف من سیوف اللہ (اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار) نے سنبھالا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس دن سے سیف اللہ کہلانے لگے۔ (تاریخ طبری)

اس جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں لڑتے لڑتے 8 تلواریں ٹوٹ گئی تھیں۔

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا کلام

رُوْحِی الْفِدَاءُ لِمَنْ اَخْلَاقُہٗ شَہِدَتْ	بِاَنَّہٗ خَیْرُ مَوْلُوْدٍ مِّنَ الْبَشَرِ
میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں	کہ وہ بنی نوع انسان میں بلند ترین ہیں
عَمَّتْ فَضَائِلُہٗ کُلَّ الْعِبَادِ کَمَا	عَمَّ الْبَرِیَّۃَ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ
ان کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کیلئے عام ہیں	جس طرح سورج اور چاند ساری مخلوق کیلئے عام ہیں
لَوْ لَمْ یَکُنْ فِیْہِ اٰیَاتٌ "مُّبَیِّنَۃٌ"	کَانَتْ بَدِیْہَتُہٗ تَکْفِیْ عَنِ الْخَبَرِ
اگر ان کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں	تو خود ان کی واضح شخصیت ان کی صداقت کے لئے کافی تھی

Marfat.com

دربار رسالت مآب ﷺ کے عظیم شاعر

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

نام اور کنیت:

آپ کا نام حسان اور کنیت ابوالولید لقب شاعر رسول ﷺ اور آپکی والدہ کا نام فریعہ بنت خالد تھا۔

قبول اسلام:

رحمت عالم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حضرت حسان دیگر انصار کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ساٹھ برس تھی۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے جداامجد اپنے قبیلے کے رئیس تھے اور مسجد نبوی کی غربی جانب واقع قلعہ فارس آپ کی سکونت گاہ تھی۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور شاعری:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو شاعری ورثہ میں ملی تھی۔ آپ کے باپ دادا اور بیٹے، پوتے شاعر گزرے ہیں۔ آپ اس دور کے شعرا میں سے ایک ہیں جن کا کلام سونے کے پانی سے لکھا جاتا تھا۔ آپ کی شاعری کے موضوعات حمد، شکر، نعت مصطفیٰ ﷺ ہیں اور آپ کی شاعری کا زیادہ تر عنوان مدفعت عن الدین اور ہجو کفار رہا۔ اور آپ کی شاعری میں ہر قسم کے محاسن پائے جاتے ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ رحمت عالم ﷺ کی نظر میں:

رحمت عالم ﷺ نے آپ کی ہجویہ شاعری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

حسان کے شعر ان میں تیر و نشتر کا کام کرتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ کے پاس ایک دفعہ بنو تمیم کا وفد آیا تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے قریش کی مدح میں شعر پڑھے۔ تو سب کے سب افراد بول اٹھے کہ حضرت محمد ﷺ کے خطیب اور شاعر حضرت حسان رضی اللہ عنہ ہمارے شاعر سے اچھے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ اکثر مسجد نبوی میں منبر رکھوا دیتے تھے جہاں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر رحمت عالم ﷺ کیلئے نعتیہ اشعار پڑھتے تھے اور رحمت عالم ﷺ انہیں سن کر مسرور ہوتے تھے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ آج بھی تشنگان عشق رسول ﷺ کی محبت کا ایک عظیم ذریعہ اور سرمایہ ہیں۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا کہ اے حسان کیا تم نے شان صدیق میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں؟ عرض کی ہاں جی، میں نے حضرت ابوبکر صدیق کی مدح سرائی کی ہے۔ عرض کی میں سنانا چاہتا ہوں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا سناؤ۔ حضرت حسان نے یہ شعر پڑھے۔

؎ وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد

طاف العدو بہ اذ صعد الجبلا

ترجمہ: آپ دو میں سے دوسرے تھے اس بابرکت غار میں اور دشمن نے گرد چکر لگایا جب آپ پہاڑ پر چڑھے۔

وکان حب رسول اللہ قد علموا

من البریۃ لم یعدل بہ رجلا

ترجمہ: حضرت ابوبکر اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب ہیں۔ اور لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ کے ہم پلہ نہیں سمجھتے۔

حضرت حسان سے یہ شعر سن کر رحمت عالم ﷺ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا

Marfat.com

کہ اے حسان تو نے سچ کہا ہے کیونکہ ابو بکر ایسے ہی ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا وصال :

حضرت حسان کی آخری عمر میں بصارت جاتی رہی اور قویٰ بھی مضمحل ہو گئے اور اس طرح 54ھ میں بمطابق 684ء دوسری روایت کے مطابق 58ھ بمطابق 687ء کو یہ شاعر رسول ﷺ مدینہ منورہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا عشق سے معمور کلام:

اَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ	مِنَ اللّٰهِ مَشْهُوْدٌ يَلُوْحُ وَيُشْهَدُ
یہ وہ ہیں جن پر مہر نبوت چمک رہی ہے	اللہ کی طرف سے یہ شہادت ہے جو چمکتی ہے اور دیکھی جاتی ہے
وَضَمَّ الْاِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اسْمِهٖ	اِذْ قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ
اللہ نے اپنے نام کے ساتھ نبی کا نام ملا رکھا ہے	جب کہ پانچ وقت مؤذن اشھد کہتا ہے
وَشَقَّ لَهٗ مِنَ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ	فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّ هٰذَا مُحَمَّدٌ
اللہ نے آپ کا نام آپ کے اعزاز کیلئے اپنے نام سے مشتق کیا ہے	صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمد ﷺ ہیں۔
نَبِيٌّ اَتَانَا بَعْدَ يَاْسٍ وَّ فَتْرَةٍ	مِنَ الرُّسْلِ وَالْاَوْثَانُ فِي الْاَرْضِ تُعْبَدُ
یہ نبی ہمارے پاس ایک خوف اور طویل وقفہ کے بعد آئے ہیں	اور حال یہ تھا کہ زمین میں بت پوجے جا رہے تھے۔
فَاَمْسٰى سِرَاجًا مُّسْتَنِيْرًا وَّهَادِيًا	يَلُوْحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِيْلُ الْمُهَنَّدُ
یہ نبی آئے اور روشنی والے چراغ اور رہنما ہو گئے	وہ اس طرح چمکے جیسے صقل کی ہوئی ہندی تلوار چمکے۔
وَاَنْذَرَنَا نَارًا وَّ بَشَّرَ جَنَّةً	وَعَلَّمَنَا الْاِسْلَامَ فَاللّٰهَ نَحْمَدُ
اور انہوں نے ہمیں آگ سے ڈرایا، جنت کی بشارت دی	اور ہمیں اسلام کی تعلیم دی ہم اللہ کے شکر گزار ہیں
وَاَنْتَ اِلٰهُ الْخَلْقِ رَبِّيْ وَ خَالِقِيْ	بِذٰلِكَ مَا عَمَّرْتُ فِي النَّاسِ اَشْهَدُ
اے اللہ تو دنیا کا معبود ہے، میرا رب اور خالق ہے	جب تک اے لوگوں میں زندہ رہوں گا اس کی شہادت دیتا رہوں گا
تَعَالَيْتَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ قَوْلِ مَنْ دَعَا	سِوَاكَ اِلٰهًا اَنْتَ اَعْلٰى وَاَمْجَدُ

Marfat.com

اے سارے انسانوں کے پروردگار تو ان کے اقوال سے بلند	اعلیٰ اور برتر ہے جو تیرے سوا کسی اور کو معبود بنائیں۔
لَکَ الْخَلْقُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْاَمْرُ کُلُّہٗ	فَاِیَّاکَ نَسْتَھْدِیْ وَاِیَّاکَ نَعْبُدُ
تو ہی پیدا کرنے والا نعمت دینے والا اور حاکم مطلق ہے	ہم تجھ سے ہی ہدایت چاہتے اور تیری ہی پرستش کرتے ہیں

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com
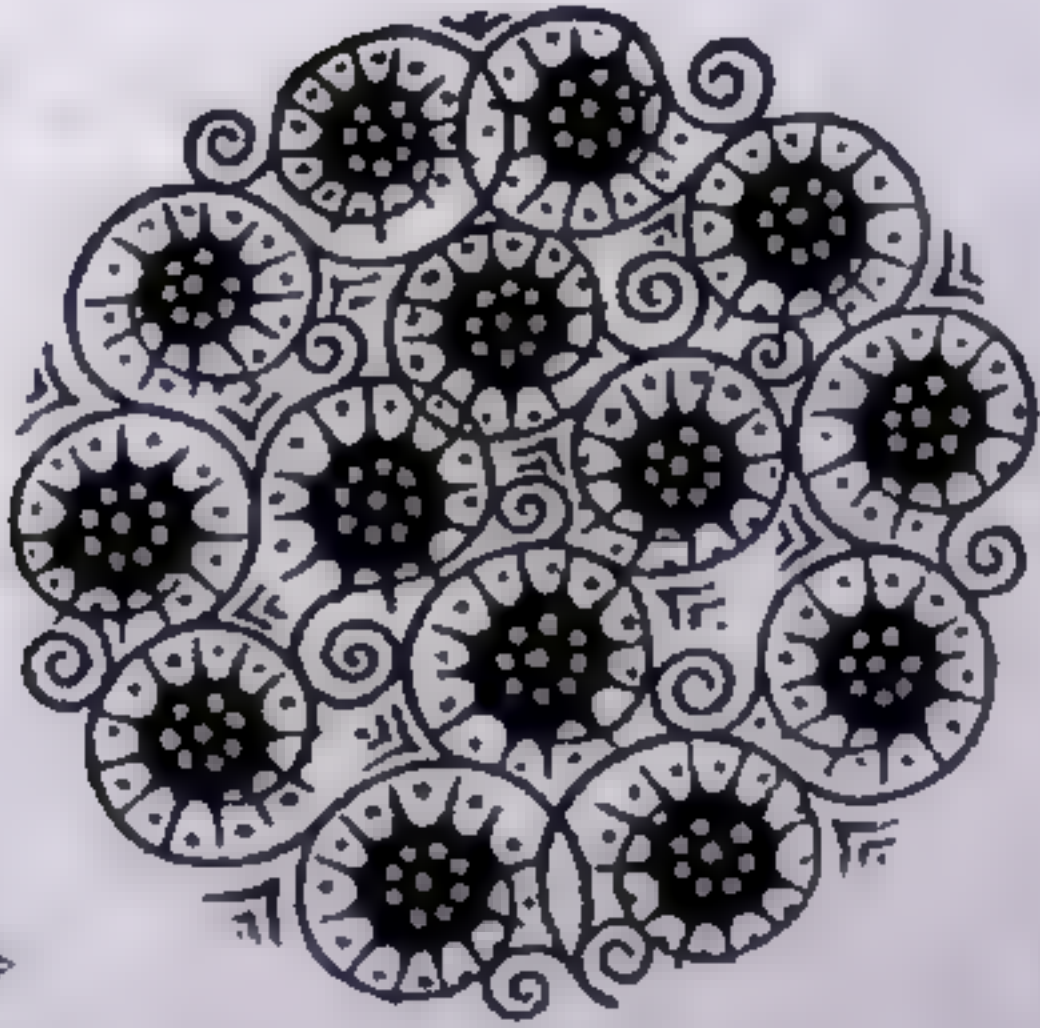
حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ

حضرت کعب بن زہیر اور ان کا خاندان

حضرت کعب بن زہیر نجد سے بنو مزینہ کے خاندان میں سے ہیں، آپ کا پورا خاندان عہد جاہلیت سے شعر و شاعری میں نامور شمار کیا جاتا تھا، آپ کے والد زہیر اور آپ کے دادا ابو سلمی بھی کمال کے شاعر تھے، ان کا چچا بھی شاعر تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی بھی اسی شاعرانہ ماحول میں تربیت ہوئی۔ بچپن سے ہی شاعرانہ مزاج تھا۔ آپ کے چھوٹے بھائی سالم اور بجیر رضی اللہ عنہ بھی شاعر تھے اور آپ کی بہنیں بھی شاعرہ تھیں۔ حضرت کعب اور حضرت بجیر رضی اللہ عنہما جاہلیت کے شاعر زہیر بن ابی سلمٰی کے حقیقی بیٹے تھے۔ زہیر بن ابی سلمٰی کو آخری عمر میں نبی آخر الزمان ﷺ کے مبعوث ہونے کی خوشخبری ملی۔

کعب کے والد کا خواب

عبدالقادر بغدادی اپنی کتاب خزانۃ الادب میں لکھتے ہیں کہ زہیر بن ابی سلمی نے خواب میں دیکھا کہ اچانک ایک بزرگ ظاہر ہوئے اور اسے آسمان کی طرف اٹھا کر لے گئے، قریب تھا کہ زہیر آسمان کو چھو لیتے کہ انہوں نے انہیں چھوڑ دیا اور زہیر زمین کی طرف آ گئے اس دوران ان کی آنکھ کھل گئی۔ صبح انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر یہ خواب بتاتے ہوئے وصیت کی کہ بے شک یہ خواب اس بات کی بشارت ہے کہ میرے بعد کوئی آسمان سے خبر دینے والا آئے گا۔ اگر وہ آئے تو تم اس کے پیروکار ہو جانا اور اس کی نصرت کیلئے جدوجہد کرنا۔ اس کے بعد فوراً ہی 611ء کو زہیر انتقال کر گئے۔

حضرت بجیر کا قبول اسلام

جب رحمت عالم ﷺ کی بعثت کا شہرہ ہوا تو دونوں بھائی آپ ﷺ کی تلاش میں نکل

Marfat.com

کھڑے ہوئے۔ چھٹی صدی عیسوی کے آخر میں دونوں بھائی کعب اور بجیر رضی اللہ عنہما البرق الغراف کی وادی میں تھے کہ حضرت بجیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ریوڑ کا خیال رکھو اور میں اس آنے والے بزرگ (رسول اللہ ﷺ) کو دیکھ اور سن آتا ہوں چنانچہ حضرت بجیر رضی اللہ عنہ رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

حضرت بجیر کے قبول اسلام پر کعب کے قابل مذمت اشعار

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو جب بھائی کے اسلام لانے کی خبر ملی تو آپ حضرت بجیر رضی اللہ عنہ کی جلد بازی پر برہم ہوئے اور اس پر یہ شعر کہہ دیئے جن کا ترجمہ یہ ہے:

"بجیر کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ آخر کس چیز نے تمھیں غیروں کی تباہی اور ہلاکت اپنے سر لینے پر مجبور کیا؟ تم نے وہ طریقہ اختیار کیا جو نہ تیرے ماں باپ کا تھا اور نہ تمھارے دادا نے اسے اختیار کیا۔ ابو بکر نے تمھیں کوئی (نشے کا) بھرپور پیالہ پلا دیا ہے اور مامور نے تو تمھیں اس پیالے سے خوب سیراب کیا ہے۔ (الاصابہ، اسد الغابہ، الاستیعاب)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام پر پہلی روایت

اکثر تذکرہ نگاروں کا بیان ہے کہ جب یہ اشعار رسول اکرم ﷺ کے سمع مبارک تک پہنچے تو آپ ﷺ نے کعب کو واجب القتل قرار دے دیا۔ لیکن مختلف روایتوں کو یکجا کر کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کعب کو واجب القتل قرار دینے کا سبب صرف یہی اشعار نہیں تھے بلکہ عام مسلمانوں کی ہجو کرنا، مسلم خواتین کے بارے میں عشقیہ شعر کہنا، مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلانا، آنحضور ﷺ کو ایذا پہنچانے کا منصوبہ بنانا اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرنا، جیسے جرائم بھی اس میں شامل تھے۔ حضرت بجیر کی خواہش تھی کہ ان کا بھائی مسلمان ہو جائے اور اچانک قتل نہ ہو جائے۔ چنانچہ

Marfat.com

انھوں نے کعب کو حضور ﷺ کے فیصلے سے آگاہ کر دیا اور کہیں پناہ لینے کا مشورہ دیا۔ حضرت بجیر کا پیغام ملنے پر کعب نے مختلف قبیلوں میں پناہ لینی چاہی مگر کسی قبیلے نے انھیں پناہ دینے کی حامی نہ بھری۔ اب ان کی آنکھیں کھلیں اور انھیں رحمت عالم ﷺ کا دامن تھامنے میں ہی عافیت نظر آئی۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ کعب کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کا باعث، حضرت بجیر کے وہ اشعار بھی تھے جو انھوں نے کعب کے گستاخانہ اشعار کے جواب میں لکھ بھیجے تھے۔ حضرت بجیرؓ کے اشعار یہ تھے:

ترجمہ: ''کون شخص جا کر کعب کو میرا پیغام پہنچائے گا اور اس سے پوچھے گا کہ جس دین کی تم مذمت کرتے ہو اس میں آخر کون سی بات غلط ہے، وہ دین تو سراسر بھلائی ہے۔''

ہمارے باپ زہیر کا دین (نگاہ حق شناس میں) بے حقیقت تھا اور اسی طرح (ہمارے دادا) ابی سلمیٰ کا (باطل) دین بھی مجھ پر حرام ہے۔''

اسلام کے بارے میں شرح صدر ہونے کے بعد حضرت کعب بارگاہ رسالت میں کس طرح حاضر ہوئے، اس سلسلے میں پانچ مختلف روایتیں ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت کعب مدینہ منورہ پہنچ کر بنو جہینہ کے ایک صاحب کے پاس شب باش ہوئے جو اُن کے شناسا تھے (غالباً انھوں نے اپنے میزبان کو اپنے قبولِ اسلام سے آگاہ کر دیا اسی لیے انھوں نے ان کو پناہ دے دی) ان صاحب نے نماز فجر کے بعد کعب کو رسول اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا، کعب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور حضور ﷺ کی بیعت کی۔ اس کے بعد انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کعب بن زہیر تائب ہو کر اور اسلام قبول کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے، اگر میں اسے پیش کروں تو کیا آپ اسے معاف فرما دیں گے؟ (حضور نبی اکرم ﷺ کعب کے شناسا نہیں تھے) حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر وہ سچے دل سے ایمان لے آئے اور گزشتہ خطاؤں سے توبہ کر لے تو اس کو امان ہے۔

Marfat.com

اس پر حضرت کعب نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں ہی کعب بن زہیر ہوں، میں نے صدق دل سے اسلام قبول کیا ہے اور اپنی خطاؤں پر نادم ہوں۔

(سیرۃ ابن ہشام)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام پر دوسری روایت

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت کعب نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق سے پناہ طلب کی۔ انھوں نے فرمایا: میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی کے خلاف پناہ نہیں دے سکتا۔ اس کے بعد حضرت کعب، حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ کے خواستگار ہوئے، انھوں نے بھی انکار کیا۔ پھر وہ حضرت علی کے پاس گئے انھوں نے بھی پناہ دینے کی حامی نہ بھری۔ البتہ ان کو مشورہ دیا کہ تم مسجد میں جا کر رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھو اور نماز کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کرو، یارسول اللہ ﷺ! میں نے اسلام قبول کیا ہے اور اب آپ ﷺ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ اپنا دست مبارک بڑھائیں گے تو تم اسے تھام کر امان طلب کرنا۔

حضرت کعب نے حضرت علی کے مشورے کے مطابق عمل کیا اور معافی پائی۔

(جمہرۃ اشعار العرب ابوزید القرشی)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے لیے بارگاہ خیر الانام ﷺ سے چادر کا تحفہ

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان صحابہ میں سے ہیں جو فتح مکہ کے وقت اسلام نہیں لائے تھے اور کفر کی حالت میں ان سے اہل اسلام کو بڑی تکلیفیں پہنچی تھیں، فتح مکہ کے بعد اسلام تو ان کے دل میں گھر کر گیا تھا لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہوئے شرماتے تھے۔ پھر لوگوں نے انھیں تسلی دی کہ حضور نبی اکرم

Marfat.com

ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر معافی مانگو تو آپ ﷺ ضرور معاف فرمادیں گے، اس پر انھوں نے حاضری کا ارادہ کیا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی مدح میں مشہور قصیدہ کہا۔

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِی الْیَوْمَ مَتْبُوْلُ

مُتَیَّمٌ اِثْرَهَا لَمْ یُفْدَ مَکْبُوْلُ

وَمَا سُعَادُ غَدَاةَ الْبَیْنِ اِذْ رَحَلُوْا

اِلَّا اَغَنُّ غَضِیْضُ الطَّرْفِ مَکْحُوْلُ

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَیْفٌ یُسْتَضَاءُ بِهٖ

مُهَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

یہ قصیدہ انھوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر خود آپ کو سنایا۔ آنحضرت ﷺ نے نہ صرف ان کی تمام پچھلی خطائیں معاف کیں بلکہ اپنی ایک چادر مبارک بھی انھیں انعام کے طور پر عطا فرمائی۔ اس لیے اس قصیدہ کو "قصیدۃ البردۃ" (چادر والا قصیدہ کہتے ہیں۔ (علامہ بوصیری علیہ الرحمہ کا ایک قصیدہ بھی قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہے) اس قصیدہ کو قصیدہ کے ابتدائی الفاظ کی مناسبت سے ایک اور نام بھی دیا گیا جو کہ قصیدۂ بانت سعاد ہے۔ بہر کیف یہ چادر جو حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ سے بطور انعام ملی تھی، آخر دم تک حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہی، حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اپنی حکومت کے زمانہ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ چادر خریدنا چاہی اور دس ہزار درہم کی پیش کش کی لیکن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اکرم ﷺ کے مبارک کپڑے کے مقابلے میں کسی قیمت کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ پھر جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ورثاء سے چالیس ہزار درہم میں خرید لی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یہ چادر بنو امیہ

Marfat.com

کے خلفاء میں بطور میراث منتقل ہوتی رہی۔ بنو عباس کے پہلے خلیفہ سفاح نے اسے بنوامیہ سے تین سو دینار میں خریدا اور پھر بنو عباس کے خلفاء میں محفوظ رہی، یہاں تک کہ جب تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد تباہ ہوا تو یہ چادر بھی تاتاری لے گئے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق مامون الرشید کے عہد (۱۹۸......۲۱۸ھ) میں لوگ اس چادر کی برکتوں سے محروم ہو گئے۔

(معارف السنن، ج ۶، ص ۵۱۳ بحوالہ سیرت حلبیہ وابن کثیر)

وصال

۶۶۲ء، ۴۲ھ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا کلام

(المتوفی ۶۶۲ء۔ ۴۲ھ)

فَقَدْ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ مُعْتَذِرًا
وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَقْبُوْلٌ

میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں عذر خواہ ہو کر پہنچا اور معافی و درگزر تو اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

لَقَدْ اَقُوْمُ مَقَامًا لَوْ یَقُوْمُ بِہٖ
اَرٰی وَاَسْمَعُ مَا لَوْ یَسْمَعُ الْفِیْلُ

میں اس مقام پر کھڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی کھڑا ہوتا اور ہاتھی وہ دیکھتا اور سنتا جو میں دیکھ اور سن رہا تھا

لَظَلَّ یَرْعَدُ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ
مِنَ الرَّسُوْلِ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَنْوِیْلٌ

تو یقیناً کانپنے لگتا مگر یہ کہ اللہ کے حکم سے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جود و سخا اور بخشش وعطا ہوتی

Marfat.com

حَتّٰی وَضَعْتُ یَمِیْنِیْ لَا اُنَازِعُہٗ
فِیْ کَفِّ ذِیْ نَقِمَاتٍ قِیْلُہُ الْقِیْلُ

یہاں تک کہ میں نے اپنا ہاتھ بغیر کسی مناقشے کے اس ہاتھ میں دے دیا
جو کیے کی سزا دے سکتا تھا اور جس کا قول قولِ فیصل تھا

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَیْفٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ
مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ

بے شک رسول اللہ ﷺ وہ سیف ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے
وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

شبیہ امام حسین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہما

نام، کنیت اور لقب:

آپ کا نام علی بن حسین ہے، آپ کی کنیت ابو محمد، ابوالحسن اور ابو بکر ہے۔ لقب آپ کا سجاد اور زین العابدین ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی اسم گرامی حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا ہے۔

ولادت:

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ میں 33ھ میں پیدا ہوئے جبکہ بعض روایات میں آپ کا سن ولادت 36ھ یا 38ھ ہے۔

حصول تعلیم:

عمر مبارک ابھی دس سال کی بھی نہ ہوئی ہوگی کہ قرآن وحدیث کی تشریحات سے ان کے کان آشنا ہونے لگے، اپنے والد حضرت امام حسین اور دیگر صحابہ وتابعین کی علمی مجالس میں آمد و رفت ہونے لگی، طلب علم کا شوق ابھرنے لگا۔ کبھی اپنے تایا حضرت امام حسن کی علمی مجلس میں حاضری دیتے تو کبھی جابر بن عبداللہ انصاری، ابن عباس، ابوالحسین ہاشمی مدنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی مجلسوں میں پہنچتے۔ بسا اوقات امہات المومنین حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ وہاں ان کو بہت کچھ علمی باتیں اور احادیث رسول اللہ ﷺ معلوم ہوتیں۔

حضرت امام زین العابدین اور واقعہ کربلا:

حضرت امام زین العابدین نے واقعہ کربلا کے ہولناک اور خونیں مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے

Marfat.com

اسلام کے نام پر اپنے آپ کو شہادت کیلئے پیش کیوں نہیں کیا؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ آپ موت سے نڈر واقع ہوئے تھے۔ اور آپ شہادت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہونا چاہتے تھے۔ آپ نے واقعہ کربلا کے دن اپنی پھوپھی حضرت زینب سے لاٹھی اور تلوار طلب کی۔ ان کی آرزو تھی کہ وہ اپنے والد کی جان بچانے کیلئے ان پر قربان ہوتے ہوئے ان سے پہلے دنیا سے رخصت ہو جائیں، لیکن آپ کے والد گرامی حضرت امام حسین نے فرمایا۔ "بیٹا! تم لاٹھی اور تلوار لے کر کیا کرو گے؟" عرض کی ابا جان تلوار سے لڑوں گا اور لاٹھی پر اپنے نحیف و کمزور جسم کو سہارا دوں گا۔

لیکن قدرت کی مستور حکمت کا یہی تقاضا تھا کہ آپ سلامت رہیں، مدینہ واپس ہوں اور اپنے تایا حضرت امام حسن کی صاحبزادی حضرت فاطمہ سے شادی کریں، تا کہ اہل بیت کا مقدس خاندان اپنی شاندار روایات کے ساتھ روئے زمین پر قائم رہے۔

ایک روایت میں ہے کہ میدان کربلا میں سب کے شہید ہو جانے کے بعد سوائے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے مستورات کی عصمت کی نگرانی کیلئے کوئی نہ تھا اور آپ اس وقت بیمار تھے۔

جب پاک دامن بیبیوں کا یہ قافلہ دمشق لایا گیا اور یزید بن معاویہ کے روبرو پیش کیا گیا تو کسی نے حضرت زین العابدین سے عرض کی کہ اے علی اور اہل بیت! آپ لوگوں نے آج کیسی صبح فرمائی؟ آپ نے فرمایا: ہماری صبح ہماری قوم کے ظلم وجور سے ایسی ہوئی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی صبح ظلم فرعون سے ہوئی کہ قوم موسیٰ علیہ السلام کے بچوں کو ذبح کرتے اور عورتوں کو زندہ رکھتے، یہاں تک کہ ہم اس وقت اپنی صبح اور شام کے درمیان نہیں جانتے، ہمارے امتحان و ابتلاء کی یہ حقیقت ہے اور ہم اپنے رب ذوالجلال کا شکر ہر حال میں ادا کر رہے ہیں اور اس امتحان پر صبر کر رہے ہیں۔

Marfat.com

وصال مبارک:

جگر گوشۂ امام عالی مقام حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے 18 محرم الحرام 94ھ میں وصال فرمایا۔ بعض راویوں نے وصال شریف 95ھ لکھا ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com
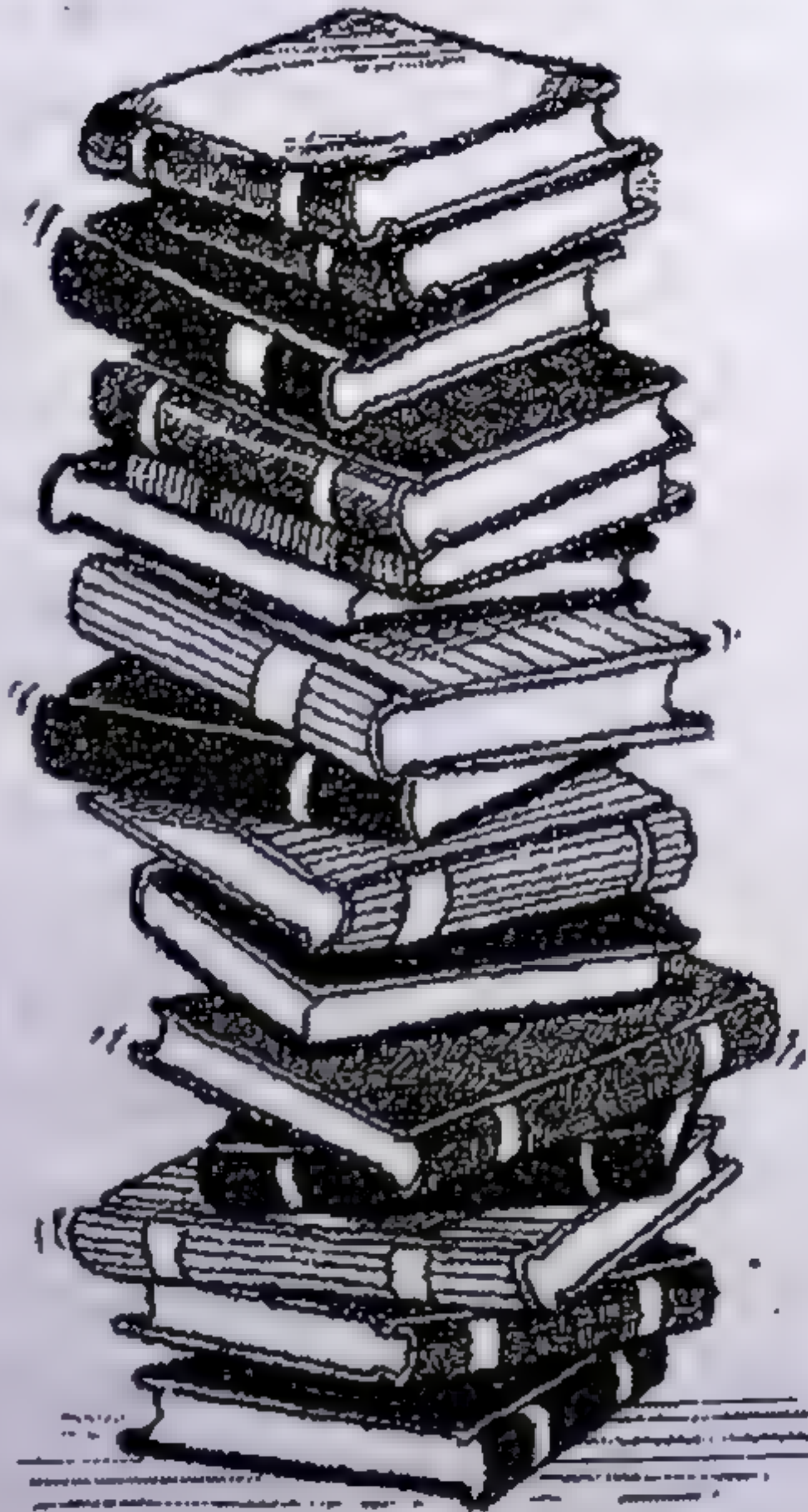
امام زین العابدین علی السجاد بن الحسین رضی اللہ عنہما کا کلام

اِنْ نِلْتَ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَم	بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَم
اے باد صبا اگر تیرا گزر سرزمین حرم تک ہو	تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں
مَنْ وَّجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی	مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَمْ
وہ جن کا چہرہ انور مہر نیمروز ہے اور جن کے رخسار تاباں ماہ کامل	جن کی ذات نور ہدایت ہے جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا
قُرْاٰنُهٗ بُرْهَانُنَا نَسْخًا لِّاَدْیَانٍ مَّضَتْ	اِذْ جَآءَنَا اَحْکَامُهٗ کُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمْ
ان کا لایا ہوا قرآن ہمارے لیے واضح دلیل ہے جس نے ماضی کے تمام دینوں کو منسوخ کردیا	جب ان کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے) سارے صحیفے معدوم ہو گئے
اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَۃٌ مِّنْ سَیْفِ هِجْرِ الْمُصْطَفٰی	طُوْبٰی لِاَهْلِ بَلْدَۃٍ فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَشَمْ
ہمارے جگر زخمی ہیں فراق مصطفیٰ کی تلوار سے	خوش نصیبی اس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتشم ہیں
یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ کَمَنْ یَّتْبَعْ نَبِیًّا عَالِمًا	یَوْمًا وَّلَیْلًا دَآئِمًا وَّارْزُقْ کَذَالِیْ بِالْکَرَم
کاش میں اس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے	دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَنْتَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْن
اے رحمت عالم آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں
يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَنْتَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْن
اے رحمت عالم آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں
اَكْرِمْ لَنَا يَوْمَ الْحَزِيْنِ فَضْلًا وَّجُوْدًا وَّالْكَرَم
ہمیں غم واندوہ کے دن فضل وسخاوت اور کرم سے عزت بخشیے
مَحْبُوْسِ اَيْدِى الظَّالِمِيْنَ فِى الْمَوْكِبِ وَالْمُزْدَحَمْ
اے رحمت عالم زین العابدین کو سنبھالئے وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی وپریشانی میں ہے

Marfat.com

باب نمبر 3

صحابیات طیبات

رضوان اللہ تعالیٰ علیہن

حالاتِ زندگی اور خوبصورت نعتیہ کلام

☆ حضرت عائشہ صدیقہ

☆ حضرت فاطمۃ الزہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

Marfat.com

باب نمبر 3

ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ولادت ونسب:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نسب مرہ بن کعب میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے چار برس بعد یعنی ہجرت سے نو سال پہلے پیدا ہوئیں۔

6 برس کی عمر میں ام المومنین بننے کا شرف:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ماہ شوال 10 نبوی ہجرت سے تین سال پہلے اپنی بیٹی عائشہ صدیقہ کو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں دے دیا۔ بوقت نکاح حضرت عائشہ صدیقہ کی عمر مبارک چھ برس تھی۔ ہجرت کے بعد پہلے سال ماہ شوال میں مدینہ منورہ میں آپ کی رخصتی کی گئی۔

کفار مکہ کی وہم پرستی کا خاتمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا نکاح بھی ماہ شوال میں ہوا اور میری رخصتی بھی ماہ شوال میں ہوئی۔ آپ نے یہ بات اس لئے کہی کہ کسی زمانے میں شوال کے مہینے میں طاعون کا مرض پھوٹا تھا، اس لئے لوگ اس مہینے کو منحوس خیال کرتے تھے۔ حضور رحمت عالم ﷺ کا اس مہینے میں شادی کرنا اور رخصتی کرانا گویا عربوں کی اس وہم پرستی کو ختم کرنے کیلئے تھا۔

Marfat.com

امہات المومنین اورام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا مقام رفیع:

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو قرآن مجید میں امہات المومنین کا لقب عطا ہوا ہے۔امہات المومنین دو لفظوں کا مجموعہ ہے،امہات ام کی جمع ہے اور اس کا معنی ماں ہے۔مومنین مومن کی جمع ہے اور اس سے مراد تمام مسلمان ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے یہی دوشیزہ تھیں،جبکہ باقی ازواج بڑی عمر کی تھیں اور بیوہ تھیں۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہ خاتون ہیں جن کی اسلامی خون سے ولادت اور اسلامی شیر سے پرورش ہوئی۔کیونکہ آپ خود ہی فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے اپنے والدین کو پہچانا،ان کو مسلمان پایا۔آپ کی تعلیم و تربیت سب کی سب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کے بعد پایہ تکمیل کو پہنچی اور جو تعلیم آپ کو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے نصیب ہوئی اس سے آپ کا علمی مقام بہت ہی بلند ہو گیا۔آپ سے دو ہزار سے زائد احادیث مروی ہیں۔آپ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے عہد میں فتویٰ بھی دیا کرتی تھیں۔

نگاہ مصطفیٰ ﷺ میں نیک عورت کا انتخاب:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ شادی کرنے کیلئے عورت کا انتخاب چار اوصاف پر کیا جاتا ہے۔

(۱)......مال۔ (۲)......نسب۔ (۳)......حسن۔ (۴)......دینداری

آپ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ تم دیندار عورت تلاش کرو۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام میں دینداری کو مقدم رکھتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ بھی خوبصورت انداز پر تربیت کی وجہ سے دینداری کو ہی پیش نظر رکھتی تھیں۔

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام:

آپ ذہانت، وسعت نظری اور معلومات میں سب ازواج مطہرات پر فوقیت رکھتی تھیں، اس لئے سرکار ابد قرار کو آپ ہی زیادہ منظور نظر ہوتی تھیں۔ آپ دین کی خدمت کے معاملے میں پیش پیش تھیں۔ آپ نے رفاقت نبوی سے اس قدر فائدہ اٹھایا کہ بڑے بڑے نازک اور دقیق مسائل میں آپ اکابر صحابہ سے اختلاف کرتی تھیں، سلیقۂ تنقید کے ساتھ۔ صحت فکر اور درستگی رائے میں آپ کا درجہ بہت بلند تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی یہ خصوصیت تھی کہ جب نہایت مشکل اور پیچیدہ مسئلہ صحابہ کرام میں آپڑتا تھا تو وہ حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف رجوع کرتے تھے، آپ جو بات کہتیں وہ بات عقل و شرع کے مطابق ہوتی۔

حضور ﷺ کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا انصاف نبوی کی شہادت یوں دیتی ہیں کہ ہم سب ازواج مطہرات کے پاس پہننے کیلئے ایک ایک کپڑوں کا جوڑا تھا، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ سے بہت زیادہ محبت تھی، لیکن اس محبت کا اظہار رنگین لباس، سونے چاندی کے زیورات کی صورت میں کبھی نہ ہونے دیا۔ بلکہ جو باقی ازواج مطہرات کا لباس ہوتا وہی حضرت عائشہ صدیقہ کا لباس ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات اور اپنی اولاد کو اپنی ذات کی طرح سادہ اور زاہدانہ زندگی گزارنے کا عادی بنایا۔

آیات تخییر کا نزول:

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ازواج مطہرات تھیں، جن میں کچھ امیر گھرانوں سے تعلق رکھتی تھیں اور ناز و نعم میں پلی ہوئی تھیں، اس لیے فطرتی طور پر ان کا رجحان عمدہ لباس اور اعلیٰ قسم کے کھانوں کی طرف ہوسکتا تھا، اس لئے جب فتوحات کا سلسلہ

Marfat.com

شروع ہوا اور مال غنیمت آنے لگا تو ازواج مطہرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں خرچہ بڑھا دینے کی گزارش کی، تو اس پر سورہ احزاب کی آیت نمبر 28 تا 34 کا نزول ہوا جنہیں آیات تخییر کہتے ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ اگر تم دنیا کی زندگی میں زینت چاہتی ہو تو اللہ کا پیغمبر تم کو مال دے دلا کر رخصت کر دے گا اور اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند کرتی ہو تو اس کے بدلے دنیا و آخرت کا اجر ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جذبہ اطاعت مصطفیٰ ﷺ:

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ کو ان آیات کی تلاوت سنائی اور اس سے پیشتر یہ بھی فرمایا کہ میں ایک بات ذکر کرتا ہوں، تم جواب دینے میں جلدی نہ کرنا اور اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس معاملے میں بھی والدین کو عرض کروں گی؟ میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ اس کے بعد دیگر ازواج مطہرات نے احکام الٰہی کے سامنے اپنے سر کو خم کر دیا۔ فی الحقیقت یہ ایک بہت بڑا شرف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو نمونہ بنا کر در حقیقت امت محمدیہ کی تربیت فرمائی ہے۔

ازواج مطہرات کیلئے حکم خداوندی:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: کہ اے نبی کی بیویو! تم میں سے اگر کوئی ناشائستہ کام کرے گی تو دوسری عورتوں کی نسبت اس کو دوگنا عذاب ہوگا اور اگر نیک عمل کرو گی تو دوسری عورتوں کی نسبت دوگنا ثواب ملے گا۔ یہاں پر ناشائستہ کام سے مراد یہ ہے کہ گو آپ کا دل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں پاک وصاف ہے لیکن آپ کا کوئی عمل جو امت محمدیہ کے سامنے ظاہر ہو جائے جس پر امت محمدیہ اس

Marfat.com

قرآن پاک کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کر جائے تو آپ کے اس عمل سے آپ کو عذاب ہوگا۔

ازواج مطہرات کیلئے پردے کا سخت حکم:

حضرت ابن ام مکتوم نابینا تھے اور معزز صحابی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پردہ نہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے پردہ کرو، عرض کی یہ تو نابینا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو، تم تو اسے دیکھتی ہو۔ اس پر آپ نے پردہ کرلیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں امہات المومنین کو حکم فرمایا کہ کسی غیر محرم سے ملائم گفتگو نہ کرنا کہ کہیں اس کے دل میں بیماری نہ ہو۔ حضرت مجدد الف ثانی محبوب ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کا باریک کپڑا پہننا برہنہ ہونے کے حکم میں ہے اور اس کا غیر محرم کے ساتھ ملائم گفتگو کرنا داخل بدکاری ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عملی کردار اور اخلاق کریمانہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خواندگی زندگی سے متعلق اکثر مسائل منقول ہیں۔ امت مسلمہ ہمیشہ آپ کے ان احسانات کی ممنون رہے گی۔ آپ جب حرم نبوی میں داخل ہوئیں تو گھر کا کل سامان بس یہی تھا، ایک چارپائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک تکیہ، مٹی کے مٹکے، ایک پانی کا برتن، ایک پیالہ اور ایک چکی۔ آپ اپنے گھر کا سارا کام خود سرانجام دیتی تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہا احکام الٰہی میں غور وفکر کرتی تھیں۔ آپ کے علمی مقام کی

Marfat.com

شہرت دور دراز تک پھیلی ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! دو تہائی
دین حضرت عائشہ صدیقہ سے حاصل کرو۔ آپ بڑی متقی، پرہیزگار، عبادت گزار،
ور پانچوں وقت نماز کے علاوہ تہجد پڑھتیں، آپ نہایت ذہین تھیں۔ آپ نے صحابیات
کی ایک جماعت تیار کی، ان میں سلیقہ شعاری اور خودداری پیدا کی۔ آپ کی تیار کردہ
جماعت نے خیر اور فلاح کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کی جماعت چرخہ سے
سوت کات کر بازار کسی کے ذریعے فروخت کرتی اور اس سے جتنی آمدنی ہوتی اس سے
غزوات میں زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی کا کام کیا جاتا۔

واقعہ افک اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی:

غزوہ انمار میں آپ کی سواری دیر سے پہنچی، اس پر منافقین نے آپ کی شان
میں گستاخانہ کلمات کہے اور آپ پر بہتان لگایا، تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم پر وحی نازل فرمائی، سورۃ نور حضرت عائشہ صدیقہ کے پاکدامن ہونے کی شہادت میں
اتری۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی واضح نصرت فرمائی اور آپ کو طیبہ ٹھہرایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا امت محمدیہ پر ایک احسان عظیم:

ایک سفر میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا بھی تھیں تو آپ کا ہار راستے میں گم ہو گیا۔ یہ ہار حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنی
بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے لیا ہوا تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ
کرام کو ہار کی تلاش کیلئے بھیجا۔ انہیں راستے میں نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ اور پانی نہ ملنے کی وجہ
سے نماز میں تاخیر ہو گئی، وضو کیلئے پانی کی تلاش کی گئی، مگر پانی نہ ملا تو بلا وضو نماز پڑھی گئی۔
اس کیفیت کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ سے کیا گیا تو سورۃ المائدہ کا نزول ہوا جس میں
آیات تیمم کا حکم نازل ہوا۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دوسری امتوں سے

Marfat.com

تین وجوہ کی بناء پر فضیلت رکھتے ہیں۔ ہماری صفیں ملائکہ کی طرح بنائی گئی ہیں، ہماری لئے ساری زمین مسجد بنادی گئی ہے اور زمین کی مٹی ہمارے لیے طہارت کا ذریعہ بنائی گئی جب پانی میسر نہ ہو۔ تو اس سے پتہ چلتا کہ حضرت عائشہ صدیقہ کی وجہ سے امت محمدیہ کیلئے تیمم کا حکم نازل ہوا جو کہ غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کیلئے باعث رحمت ہے۔

وصال پر ملال:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال مدینہ شریف میں ہوا، اور آپ کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

حرف آخر:

اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی ساخت کیلئے اپنے احکام واضح کئے ہیں اور انسانی فطرت کو محدود کرنے کے علاوہ انسان کی ایسی حرکات کی نفی کی ہے جن کی وجہ سے کوئی برائی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، تاکہ برائی کا وجود ہی پیدا نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تبلیغ کرنے کا اصول واضح کیا ہے کہ آپ کے گھر والوں پر شریعت کی پابندی لگا کر یہ واضح کر دیا ہے کہ جیسا حکم آپ کے گھر والوں پر ہے ویسا ہی حکم آپ کی امت کیلئے ہے۔ نبی یا رسول کا کام انسانی نفس کی اصلاح اور انسانی فطرت کو تکبر و خودنمائی سے روکنا ہوتا ہے اور انسانی فطرت کو دنیا سے بے رغبتی دلا کر آخرت کی طرف رغبت دلانی ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو نمونہ بنا کر قرآن پاک یہ درس دینا چاہتا ہے کہ آرائش کی تمام مادی اشیاء سے انسان کی فطرت میں حسد جیسی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ حسد انسان کے اعمال کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔(ترجمہ) بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب سے باز پرس ہونی ہے۔(بنی اسرائیل)

انسان کی آنکھ تمام اقسام کا مشاہدہ کرتی ہے اگر انسان اچھی خصوصیت کا مالک ہو گا تو نیکی اس کے دل میں گھر کر جاتی ہے۔اگر ایسا نہیں ہو گا تو انسان کی آنکھ اور کانوں کے راستے انسان کا دل آلودہ ہو جائے گا، تو اس سے معاشرے میں خرابی پیدا ہو جائے گی۔
حضرت مجدد الف ثانی محبوب ربانی کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان کی کیفیت یوں ہوتی ہے کہ انسان شریعت کو کبھی اپنے اوپر غالب کر لیتا ہے اور کبھی قریب و دور اور کبھی باطل دور ہٹ جاتا ہے۔نیز فرماتے ہیں کہ نفس امارہ کفر کی حد ہے۔
علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

غیرت ہے بڑی چیز اس جہان تگ و تاز میں
پہنائی ہے درویش کو تاج سردارا

علامہ اقبال کے اس شعر میں جو غیرت کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد کیا ہے؟ اس بات کو سمجھنے کیلئے سورہ نساء کی آیات ملاحظہ ہو۔وہ عورتیں جن سے مسلمان نکاح نہیں کر سکتا ان آیات میں محرمات کا ذکر آیا ہے۔محرمات کی تین اقسام ہیں۔اول محرمات نسبیہ، دوم محرمات رضاعیہ، سوم محرمات بالمصاہرہ۔اللہ تعالیٰ نے شریعت کی حد مقرر کی ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو تمام مومن مردوں اور عورتوں کی مائیں قرار دیا، اور تمام مومن مردوں پر امہات المومنین سے نکاح کو حرام قرار دیا ہے۔یہ امہات المومنین کی بہت بڑی فضیلت ہے جس پر خود کلام ربانی شاہد ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شیریں کلام

مَتٰی یَبْدُ فِی الدَّاجِی الْبَهِیْمِ جَبِیْنُهٗ	یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجٰی الْمُتَوَقِّدِ
اندھیری رات میں آپ کی پیشانی نظر آتی ہے	تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ
فَمَنْ کَانَ اَوْ مَنْ قَدْ یَکُوْنُ کَاَحْمَدَ	نِظَامٌ لِحَقٍّ اَوْ نَکَالٌ لِمُلْحِدِ
احمد مجتبیٰ جیسا کون تھا اور کون ہوگا	حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا

Marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہراء بنت محمد ﷺ

ولادت باسعادت:

سیدہ طیبہ، حضرت بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ہوئی، یہ وہ مبارک زمانہ تھا جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مشغول تھے۔

حضرت سیدہ کا بچپن:

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پابند شریعت اور اسلامی احکام پر کار بند تھیں۔ بچپن ہی سے آپ کو گھر سے باہر آنا جانا ناپسند تھا۔ آپ اپنی والدہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گھر میں رہتی تھیں۔

آپ تقریباً چودہ برس کی تھیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دنیا فانی سے کوچ کر گئیں۔

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح:

دو ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نکاح کے ساڑھے نو مہینے بعد رخصتی کرائی۔ اس وقت حضرت فاطمۃ الزہراء کی عمر مبارک پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینے بیان کی گئی ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہا کی عمر اکیس سال ساڑھے پانچ مہینے بیان کی گئی۔ گویا حضرت علی رضی اللہ عنہا تقریباً چھ سال بڑے تھے۔ یہاں بھی روایات میں اختلاف ہے، بوقت نکاح سیدہ فاطمۃ الزہراء کی عمر مبارک بعض نے سولہ سال بیان کی ہے اور بعض نے اٹھارہ سال۔ اور حضرت علی کی عمر مبارک اس وقت اکیس سال پانچ ماہ بیان کی

Marfat.com

ہے۔ اور آپ کا نکاح اوائل محرم 3 ہجری اور ماہ رمضان اور بعض ذی الحج اور بعض ماہ صفر اور بعض ماہ رجب بتاتے ہیں۔ الغرض حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے چار مہینے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء کا عقد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت سودہ بنت زمعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنی شادی سے پہلے ان دونوں ماؤں کے ساتھ بڑے پیار و محبت سے رہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ہوئی تو عقد کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کیلئے مکان تجویز کیا گیا، ہم نے بطحا کے کنارے سے نرم مٹی منگوائی اور اپنے ہاتھوں سے اس میں بچھائی فرش تیار کیا، لپائی کی اور پھر کھجور کی چھال اپنے ہاتھوں سے مل کر دو تکیے تیار کیے، چھوہارے اور منقے دعوت میں پیش کیے۔ لکڑی کی اگنی تیار کی تاکہ اس پر پانی کی مشک اور کپڑے لٹکائے جائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بیاہ سے کوئی اچھا بیاہ میں نے نہیں دیکھا۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں صرف ایک دیوار کا فاصلہ تھا۔ بیچ میں ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جس سے کبھی کبھی باہم بات چیت ہو جاتی تھی۔

مفسرین نے یوں بھی لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم کوئی مکان کرائے پر لے لو۔ حضرت علی نے ایک مکان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان سے کچھ فاصلے پر لے لیا اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقد ہوا تو اسی

Marfat.com

مکان میں رخصت کرا کے لے گئے۔ رخصتی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، اثنائے گفتگو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اپنے قریب بلا لوں، حضرت فاطمۃ الزہراء نے عرض کی: حارث بن نعمان سے فرمایئے کہ وہ اپنا کوئی مکان دے دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹی حارث بن نعمان سے یہ بات کہتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ جب حارث بن نعمان کو خبر پہنچی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حارث بن نعمان نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنی صاحبزادی صاحبہ کو اپنے قریب مکان میں منتقل کرانا چاہتے ہیں میرے تمام مکان حاضر ہیں۔ آپ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلا لیجئے، میری جان ومال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے، بخدا جو چیز آپ مجھ سے لیں گے، مجھے اس کا آپ کے پاس رہنا میرے پاس رہنے سے زیادہ محبوب ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور اپنی رحمت تم پر نازل فرمائے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء کو حارث بن نعمان کے مکان میں منتقل کرا دیا۔ ہمارے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت بہت قوی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ، حضرت عائشہ صدیقہ کا حجرہ مبارک جو کہ اب روضہ رسول ﷺ سے منسوب ہو چکا ہے۔ روضہ رسول ﷺ کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ پاک جو آج بھی موجود ہے، اس کے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کے درمیان صرف ایک دیوار کا فاصلہ ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہراء کا فقر اختیاری:

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نہایت متقی، پرہیزگار اور دیندار خاتون تھیں۔

Marfat.com

دنیاوی تکالیف ومصائب کا آپ کو ذرا خیال نہ ہوتا۔ آپ کی زندگی عسرت وتنگدستی میں بسر ہوئی اور یہ فقر اختیاری تھا۔ آپ کی زندگی کا تمام تر حصہ زہد وقناعت میں گزرا، صبر وتحمل، زہد وورع اور شرم وحیا کی آپ بہترین مثال تھیں۔ آپ کی زندگی میں جانفشانی اس قدر تھی کہ چکی پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔ پانی بھر بھر کر لانے سے کمر اور سینے میں نشان پڑ چکے تھے، گھر میں جھاڑو دینے اور چولہا پھونکنے سے کپڑے میلے ہو جاتے تھے۔ الغرض گھر کے تمام کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔ یہ وہ وقت تھا جب فتوحات کی کثرت تھی۔

مدینہ منورہ میں مال وزر کے خزانے لٹ رہے تھے، کوئی سیدہ فاطمۃ الزہراء کے گھر کا حال دیکھے، جو جہیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا وہی گھر کی کل کائنات تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کو گھر سے رخصتی کے وقت وصیت فرمائی: بیٹی! تمہارا شوہر بہت خوبیوں کا مالک ہے اس کی خوشنودی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے شادی کے بعد کسی وقت بھی بلند مرتبہ باپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ شوہر اور ساس کی خدمت، بچوں کی نگہداشت آپ کے فرائض میں شامل تھی۔

آپ کے القاب کی وضاحت:

1...... سیدہ نساء العالمین آپ کو اس بناء پر کہا گیا کہ آپ جنتی عورتوں کی سردار ہیں، سیدہ کا معنیٰ ہے سردار۔

2...... فاطمہ سے مراد وہ عورت جو بچے کو پورے دو برس دودھ پلا کر چھڑانے والی مراد لیتے ہیں۔ یا دو برس میں جس کا دودھ چھڑا دے۔ قرآن پاک میں خواتین کو حکم خداوندی ہے کہ بچے کو دو برس دودھ پلائیں۔ بعض علماء نے فاطمہ کا معنیٰ کلی لکھا ہے۔

3...... آپ کو زہراء اس بناء پر کہا جاتا ہے کہ آپ جنتی عورتوں کی طرح حیض ونفاس سے محفوظ

Marfat.com

تھیں۔ جب آپ کے ہاں بچے کی ولادت ہوتی تو آپ اسی وقت پاک ہو جاتی تھیں، حتیٰ کہ کبھی آپ کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔ اس وجہ سے آپ کو زہراء کہا جاتا ہے۔ زہراء سے روشن اور صاف رنگ والی بھی مراد لیتے ہیں۔

4......راضیہ اس بناء پر کہتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا پر راضی رہنے والی تھیں۔

5......ذکیہ اس بناء پر کہتے ہیں کہ آپ نہایت اعلیٰ اخلاق وعادات کی مالکہ تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک فاطمہ نے اپنی پاکدامنی کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد پر آگ کو حرام فرما دیا۔

6......آپ کو طاہرہ اور زکیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کے معانی پاک ہونے کے ہیں۔

7......بتول اس بناء پر کہا جاتا ہے کم سنی میں آپ کو عام بچوں کی طرح کھیل کود کا شوق نہ تھا اور نہ کہیں آنا جانا پسند تھا۔ یعنی دنیا سے آپ بے رغبتی کا اظہار کرتی تھیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا تقویٰ:

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا احکام شریعت پر کاربند تھیں، شریف النفس اور بلند اخلاق وکردار کی مالکہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی ایسی تعلیم وتربیت کی کہ آپ کا شمار دنیا کی بزرگ ترین عورتوں میں ہونے لگا۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کسی لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ سانس کو ضائع نہ ہونے دیتیں۔ راتوں کو قیام کرنا، کم کھانا، کم بولنا، کم سونا، خوف الٰہی میں آنسو بہانا، دن رات زبان کی حفاظت کرنا یعنی زبان سے غیر ضروری باتوں سے گریز کرنا اور احکام پردہ پر عمل کرنا، کانوں اور آنکھوں کی حفاظت کرنا آپ کی زندگی کا نصب العین تھا۔ آپ کا دامن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے کوسوں دور اور پاک صاف ہے کبھی کسی مسلمان عورت کی غیبت کو نہ سنتی

Marfat.com

تھیں، حسد نہ کرتیں، ریاکاری، عداوت، حرص وخیانت، جھوٹ، چغل خوری، بے پردگی، اور حب دنیا سے اجتناب کرتی تھیں۔ آپ کی زبان پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کو دیکھتا تھا کہ کھانا پکاتی جاتی ہیں اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کرتی جاتی ہیں۔ قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت عقوبت وعذاب کی آیات آجاتیں تو جسم اطہر پر کپکپی طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو جاتا تھا، خوف الٰہی سے ہر وقت لرزاں وترساں رہتی تھیں۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کو گھر کے کاموں سے فرصت پانے کے بعد صبح وشام نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے گریہ زاری کرتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے اور دعائیں مانگتے دیکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے احکام کی تعمیل، اس کی رضا جوئی اور سنت نبوی کی پیروی آپ کے رگ وپے میں سما گئی تھی۔ آپ دین کی خاطر ہمیشہ خوشی اور غمی میں بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدم رہتیں۔ آپ موت کو بہت یاد کرتیں، اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوتیں، تقویٰ اختیار کرتیں، کوئی مصیبت پہنچنے پر صبر وتوکل سے کام لیتیں، نماز وروزہ میں مشغول رہتیں، آرائش کی بجائے سادگی اختیار کرتیں۔ ریاضت، تزکیۂ نفس، اخلاق اور علم وحکمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرتیں۔ الغرض مشتبہات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھتی تھیں۔

حقیقی زہد:

حقیقی زہد یہ ہے کہ آدمی اپنی تمناؤں کو ترک کردے، اسی کا نام زہد ہے۔ جس انسان کی امیدیں بڑھتی جاتی ہیں اس کے اعمال بگڑتے جاتے ہیں۔ آدمی کو معلوم ہونا چاہیے کہ نفس کا شریعت مقدسہ کی اطاعت میں رہنا، اللہ تعالیٰ کے حضور پسندیدہ عمل ہے۔ اگر کسی مسلمان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اس نظام سے بالاتر ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نافذ کیا ہے اور آدمی اپنی ذات پر عائد پابندیوں یعنی اپنے آپ کو اتباع رسول صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم سے بالاتر سمجھتا ہے تو اس آدمی کی فطرت کا رجحان ازسرتا پا بغاوت اور سرکشی کی طرف ہے، جس کا نتیجہ گمراہی کی تاریک گہرائیوں میں بھٹکنے کے سوا کچھ نہیں اور جو مسلمان صدق دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں تو ان کا مقصد بھی وہی ہونا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد حیات ہے۔ مسلمانوں کو جان لینا چاہیے کہ اس مقصد کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت وتقلید ہی صراط مستقیم ہے۔ اللہ تعالیٰ برے عقائد سے محفوظ رکھے۔ ہاں اگر لوگ گمراہ لوگوں کی باتوں کو حکمت سمجھیں گے اور ان کے علوم کو حکمت ومعرفت کہیں گے تو یقیناً بلا میں گرفتار ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی محبوب ربانی فرماتے ہیں کہ شریعت خداوندی عقل ودل کیلئے ہے تاکہ دل کو شمع وچراغ کا کام دے۔ آدمی کو چاہیے کہ تمام ظاہری اور باطنی لشکر یعنی تمام بدن کے اعضاء کو حق تعالیٰ کی بندگی میں صرف کرے۔ آئینۂ دل تاریک وسیاہ ہونے سے بچائے، اپنے دل کی حفاظت کرے۔

وصال مبارک:

آپ کا وصال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے چھ ماہ بعد منگل کی رات تین رمضان المبارک 11 ہجری کو ہوا۔ اس طرح حضرت فاطمۃ الزہراء کی کل عمر مبارک 29 برس بیان کی گئی ہے۔ روضہ رسول ﷺ کے چاروں جانب جالیاں ہیں، ان ہی جالیوں کے احاطہ میں ایک جانب باب جبریل کے سامنے خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارکہ تھا۔ بعض علماء کے نزدیک آپ کا مزار اسی حجرے میں ہے۔ آپ کے مزار پاک کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں دارالحزین میں آپ مدفون ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آپ کا مزار بھی جنت البقیع میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مزار پاک کے قریب ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا پرتاثیر کلام

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ	اَلَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا
جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبیٰ سونگھ لی	تعجب کیا ہے اگر ساری عمر اور خوشبو نہ سونگھے
صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا	صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَالِیَا
حضور کی جدائی سے وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں کہ اگر	یہ مصیبتیں دنوں پر پڑتیں تو دن راتوں میں تبدیل ہو جاتے
اِغْبَرَّ اٰفَاقُ السَّمَاءِ وَکُوِّرَتْ	شَمْسُ النَّھَارِ وَاَظْلَمَ الْاَزْمَانُ
آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ لیا گیا	دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ
وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِیِّ کَئِیْبَۃٌ	اَسَفًا عَلَیْهِ کَثِیْرَۃُ الْاَحْزَانِ
اور زمین نبی کریم ﷺ کے بعد مبتلائے درد ہے	ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا
فَلْیَبْکِهٖ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُھَا	یَا فَخْرَ مَنْ طَلَعَتْ لَہُ النَّیِّرَانُ
اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی آپ کی جدائی پر	اے فخر ان کے جن پر روشنیاں چمکیں
یَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَکِ صِنْوُہٗ	صَلّٰی عَلَیْکَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ
اے آخری رسول! آپ برکت وسعادت کی جوئے فیض ہیں	آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود وسلام بھیجا ہے

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر 4

سلف صالحین

حالات زندگی اور خوبصورت کلام

☆ زمانے میں معزز ترین افراد

☆ فیضان اولیاء

☆ توحید باری تعالیٰ اور وحدۃ الشہود

☆ تصوف

☆ حضرت شیخ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

☆ خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ

☆ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

☆ سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

باب نمبر 4

زمانے میں معزز ترین افراد

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ. (القرآن)

ترجمہ: بے شک تم میں سے معزز اللہ کے ہاں وہی ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار اور تقویٰ پر عمل پیرا ہے۔

حضرت حبیب اللہ قدس سرہ نے اپنی پوری زندگی سید ہونے کے باوجود اپنے آپ کو سید ظاہر نہ کیا۔ آپ مولوی صاحب یا حضرت صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ اس کی وجہ حضور نبی پاک ﷺ کی حدیث پاک اور حضرت امام جعفر صادق کی زندگی کا مطالعہ کریں تو یہ لوگ اس بات سے ڈرتے تھے کہ روز محشر آقائے نامدار یہ نہ کہہ دیں کہ تم نے ہماری اطاعت کا حق ادا نہیں کیا اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو سید ظاہر نہ کیا اور بتقاضائے بشریت کوئی ایسا عمل ہو جائے جو شریعت کے خلاف ہو اس وجہ سے آل رسول پر حرف نہ آئے اس کے برعکس لوگ اپنے آپ کو سید ظاہر کرتے ہیں اور شریعت کے خلاف عمل کرتے ہوئے بھی فخر سے کہتے ہیں کہ ہم آل رسول ہیں۔ لوگوں کا حق تلف کرتے ہیں اور زبردستی لوگوں سے بھتہ وصول کرتے ہیں۔ اس طرح آل رسول کی شخصیت کو داغدار کر کے فخر کرتے ہیں۔ اور نیکی کا جز سمجھتے ہیں کہ ہم سید ہیں۔ ان بزرگوں کا عمل خوف الٰہی کی وجہ سے واضح ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: اے فرزند رسول! ﷺ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے کہ میرا دل سیاہ ہو چکا ہے، جواب میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے ابوسلیمان آپ اس دور کے بڑے عابد زاہد شخص ہو، آپ کو میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے؟ اس پر حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرنے لگے کہ اے خیر مصطفوی آپ کو نصیحت کرنا واجب ہے، تو اس پر امام جعفر صادق فرمانے لگے مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے روز میرے جد امجد اس بات پر میرا دامن پکڑ کر یہ نہ پوچھیں کہ تم نے میری اطاعت کا حق ادا نہیں کیا۔ یہ معاملہ نسب یا کسی دوسری چیز پر نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ رب العزت اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم کی متابعت کرنا عمل کے ساتھ، اس پر سب کچھ موقوف ہے۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سن کر عرض کرنے لگے یا اللہ جس کا خمیر خمیر مصطفوی ہے جس کی طبیعت کے عناصر براہین اور شواہد ربانی ہیں اور جس کے جد امجد محمد مصطفیٰ ﷺ اور ماں سیدۃ النساء ہیں وہ اس پریشانی میں مبتلا ہے تو تیرا یہ بندہ داؤد طائی پھر کس شمار میں آتا ہے؟ (کشف المحجوب، ص205)

رسول اللہ ﷺ کا تقویٰ والوں کیلئے شرعی حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ ایک روز اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے وہاں آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد مناف! اے عبد مطلب! اے فاطمہ بنت محمد! اے پھوپھی صفیہ! جتنا چاہو مانگ لو، جان لو کہ قیامت کے دن میرے قریب سب سے زیادہ متقی ہوں گے، اگر تم قرابت کے ساتھ ساتھ متقی بھی ہو تو یہ بات بہت اچھی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ میرے پاس اعمال لائیں اور تم دنیا کو اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوئے میرے پاس آؤ، تم مجھے پکارو اور میں اعراض کروں، تم پھر بلاؤ تو میں چہرہ ہی پھیر لوں، تم کہو یا رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ میں فلاں بن فلاں ہوں تو میں کہوں کہ میں نسب کو پہچانتا ہوں لیکن عمل کو نہیں پہچانتا، تم میری اور اپنی رشتہ داری کی طرف لوٹ جاؤ۔ (بحوالہ برکات آل رسول ﷺ)

فیضان اولیاء

قرآن پاک کی رو سے آسمانی سلسلۂ رشد و ہدایت کا نظام بعثت انبیاء کرام، سابقہ قوانین خداوندی کا نزول اور حدود اور پابندیوں کا تعین خدا کی آخری کتاب قرآن پاک اور خدا کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اسلامی نکتہ نگاہ سے انسان کے سب سے زیادہ قریب اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات بابرکات ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اس لیے سب سے زیادہ انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی کے ساتھ ہے۔ تقرب کے لحاظ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ بلند ہے۔ اور انسانوں میں رسول خدا ﷺ خدا کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہم سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ انسانوں کا مالک اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ حیوانوں کا مالک وہی اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے جن وانس کا مالک وہی ہے الغرض تمام کائنات کا مالک اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ ہم سب کا پالنے والا سب کو روزی دینے والا سب کا وہی خالق مالک اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ روزی دینے والا وہی اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ اور تقسیم کرنے والا ہاتھ مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ حدیث پاک میں حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ "**واللہ یعطی و انا قاسم**" (عطا کرنے والا اللہ ہے اور اپنی نعمتیں میرے ہاتھوں تقسیم کراتا ہے)۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

قاسم دو جہاں ہیں آپ، آپ کے ہاں کمی نہیں
انور شعار رحمت حق پہ رکھ نظر
آپ کے کلمہ گو تو ہیں
مانا کہ متقدی نہیں

ہم سب کچھ کر جاتے ہیں لیکن ہم گنہگاروں کو جہنم سے بچانے والا ہاتھ بھی مصطفیٰ

Marfat.com

ﷺ کا ہے۔ ہمارے پیچھے بھی تو کوئی ہاتھ ہے، ہمیں بھی تو کوئی روکنے والا ہے، یعنی اولیائے کرام کا ہاتھ مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ میں اور مصطفیٰ ﷺ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دستِ قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے براہ راست حصول فیضان ناممکن ہے، تجلیات باری تعالیٰ حبیب خدا ﷺ کے فیضان سے ملتی ہیں تو وہ اثر انگیز ہوتی ہیں۔ عشق خداوندی کی کرنیں جب نگاہ مرشد کے آتشیں شیشہ میں سے گزرتی ہیں تو مریض کے قلب کو شعلہ نوا بنا دیتی ہیں جس سے ماسوی اللہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔

اس مقام تک پہنچنے کیلئے نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ کی محبت کا نفس انسانی کی تربیت میں خصوصی دخل ہے۔ انسانی تربیت و اصلاح کا کوئی نظام، کوئی پہلو آپ ﷺ کی محبت کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ کی محبت انسان کو ہر برے کام سے روکتی ہے اور تقویٰ کی راہ پر گامزن رکھتی ہے۔ یہ کیفیات جتنی گہری اور مضبوط شکل اختیار کرتی جائیں گی تو انسان کو اصل مقصد تک پہنچنے میں آسانی رہے گی۔ اصل حقیقت نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے برگزیدہ بندوں کی برکات سے استفادہ کرنے سے ہوتی ہے۔ اور درست شریعت رجوع سے ہی حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ اسلام کا نور ماند نہیں ہونے دیتا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل و نور کو ان بزرگوں کی اصل سے زندہ رکھتا ہے، کیونکہ اولیائے کرام اصل شریعت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ گرفتاری رکھتے ہیں۔ صحابہ کرام اور اولیائے کرام نے اپنی زندگی کو پاکیزگی کی راہ کی طرف گامزن ہی نہیں کیا بلکہ اپنی زندگی کو نقصان سے محفوظ اور اخروی زندگی کی بنیادوں کو مضبوط کیا ہے۔

توحید باری تعالیٰ اور وحدت الشہود

قدیم یونانیوں کے دور میں تحقیق ہوئی جس میں آئینہ کی ایجاد ہوئی۔ اس

Marfat.com

دور میں حاکمِ وقت فن کا دلدادہ تھا۔اسی رغبت کی بناء پر کاریگروں نے فن پارے تیار کیے جو کہ بادشاہ کو بہت پسند آئے اور بادشاہ نے اعلان کیا کہ جو بھی کاریگر اس سے اچھی کاریگری دکھائے گا اُسے انعام دیا جائے گا۔اس بات پر کاریگروں کی دوسری جماعت آئی اور پتھر سے تراشی گئی حیرت انگیز اشیاء تیار کیں اور یوں کئی کاریگروں نے پتھر تراش کر اور رگڑ رگڑ کر اس میں چمک پیدا کر دی اور اس طرح سنگ تراش کر چمکا دیے گئے۔ پہلے سے بنے فن پارے ان میں سما گئے یعنی نعم البدل لگنے لگے۔انہوں نے اس طرح چمکدار شاہکار بنا کر کپڑے سے ڈھانپ دیا۔بعد ازاں بادشاہ کو ان شہ پاروں کی نمائش کے لیے بلایا گیا۔جب بادشاہ اس نمائش کدہ میں آیا تو اس کے ہمراہ پہلے فن پارے تیار کرنے والے کاریگر بھی تھے تو انہوں نے جب کپڑا اُٹھایا تو دونوں فنکاروں کے فن پارے ایک جیسے نظر آنے لگے تو سابقہ کاریگروں نے اس بات پر شور مچا دیا کہ دوسری جماعت کے کاریگروں نے ہماری نقل اُتاری ہے،اصل چیز تو ہم نے تیار کی ہے،انہوں نے کون سی کاریگری اس میں دکھائی ہے۔

اس بات کو سن کر دوسرے کاریگروں نے آئینہ کا رُخ دوسری طرف کیا تو جتنے افراد تھے وہ آئینہ میں نظر آنے لگے۔اس بات کو دیکھ کر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اُن کاریگروں کو انعام دے دیا۔پہلے کاریگروں نے کہا اصل فن پارے تو ہم نے تیار کیے تھے انہوں نے ہماری نقل اُتاری ہے تو بادشاہ نے کہا کہ "نقل اصل سے بہتر ہے۔"

اس لیے یہ لوگ ہی انعام کے حقدار ہیں۔

نوٹ: یہاں توحید پرستوں کے لیے نقل زیبا نہیں۔قرآن پاک میں ارشاد باری

Marfat.com

تعالیٰ ہے: ''کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا۔'' اسی طرح اسلام نقل پسند نہیں کرتا کیونکہ اسلام کی بنیاد توحید پر ہے اور کفار اپنے ہاتھوں سے پتھر تراش کر پوجتے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں ایک کیڑے کا نام متعارف کروایا ہے جس کا نام ''سمندر'' ہے۔ یہ کیڑا پتھر کے وسط میں ایک گول دائرے کے اندر پایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پتھر میں بھی رزق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریا کا کرشمہ ہے کہ یہی کیڑا پتھر میں رہ کر آگ کی حرارت بھی پتھر کے اندر سے لے لیتا ہے، یہ کیڑا سخت پتھر سے راستہ بنا کر جلتی ہوئی آگ میں چلا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام مخلوق کو پیدا کرنے والا وہی خدا ہے، وہ وحدہٗ لاشریک ہے جو کہ تمام مخلوق کو رزق دیتا ہے۔ جب یہ کیڑا پتھر میں ہوتا ہے تو بھی اُسے وہاں رزق دیتا ہے۔ اس کیڑے کی یہ صفت ہے جب پتھر ٹوٹ جائے اُسے ہوا لگے تو ہلاک ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر آگ کے اندر چلا گیا ہے اور وہ خوراک لے رہا ہے، اگر اُسے آگ سے باہر نکال دیا جائے تو بھی ہلاک ہو جائے گا۔

اسی طرح مومن کے ایمان کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے سے ہوتی ہے۔ اگر یہی پتھر کفار کے ہاتھ لگ جائے تو اس کو تراش کر بت بنالیں تو خالق کی مخلوق کی نقل کر کے بت بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ قدرت ہے کہ اس کے بنائے ہوئے انسان میں سے ہر ایک کی صورت دوسرے سے جدا ہے۔ کفار اس بات سے قاصر ہیں۔

Marfat.com

تو اس ثابت ہوا کہ کفار نے پتھر کو تراش کر اس سے بت بنالیا اور اس کی پرستش شروع کر دی تو یہ نقل ہو گئی، اس نقل کو مسلمان کبھی نہیں اپنائے گا، کیونکہ اسلام کی بنیاد ہی توحید پر ہے۔

دوسری طرف صوفیائے کرام نے اس سے مراد نفس لیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں لگا رہتا ہے تو آدمی آگ کی طرف چلا جاتا ہے۔ نفس اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں رہے تو اس کے لیے جنت ہے۔ اسی بات کو قرآن پاک نے اس طرح بیان کیا ہے: ''ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر بنیں گے اور یہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

خواہش نفس ایسا دشمن ہے جس کی انسان پیروی کرتا ہے، عقل مند اپنی مثل کی طرف مائل ہوتا ہے اور جاہل اپنے جیسے کی طرف میلان کرتا ہے۔

اطاعت: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں قرآن پاک اور سنت چھوڑ کر جا رہا ہوں، تم ان کو تھامے رکھو گے تو گمراہ نہیں ہو گے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ ''میں تم میں قرآن پاک اور اپنے اہل بیت چھوڑ کر جا رہا ہوں۔'' تو عقل مند ہی سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔

تصوف

(رح) اسم مذکر، نفسانی خواہشات سے پاک ہونا۔

معرفت نفس، تزکیہ نفس، مظاہر حق اور مظاہر شفاعت کو حق جاننا۔

Marfat.com

تصوف اور مختلف اولیائے کرام کا تقویٰ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی بہت گہری نظر رکھی کہ عام افراد مختلف عزائم میں کھو چکے تھے جس کی وجہ سے حلال و حرام کا امتیاز اُٹھ چکا تھا۔

علمائے کرام ایک دوسرے کے ساتھ صف آراء تھے۔ حکمران طبقہ ایک دوسرے سے نبرد آزما تھا۔ ان حالات میں رزق حلال ناگزیر ہو چکا تھا آپ دجلہ کے کنارے چلے جاتے وہاں سبزی فروش اپنی سبزی دھوتے تھے۔ وہاں سے پتے اُٹھا کر آپ تناول فرماتے تھے اگر وہاں سبزی میسر نہ ہوتی تو جنگل کی طرف چلے جاتے اور اُگنے والی ترکاریاں کھا کر گزر بسر کرتے۔

حضرت سید پروفیسر کبیر احمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ رزق حلال میسر نہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس سے دور رہتے۔ دجلہ کے کنارے سبزی دھونے والے جب چلے جاتے تو آپ وہاں سے پتے تناول فرماتے اسی وجہ سے آپ کی جلد کا رنگ بھی سبز ہو چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا: اس لیے اہل تقویٰ ایسی غذا جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہو اپنی شہ رگ سے نیچے نہیں جانے دیتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ہم انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔

اس لیے سب سے زیادہ انسان کا تعلق خدا سے ہے اور تقرب کے لحاظ سے انسانوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب حضور ﷺ کی ذات پاک

Marfat.com

ہے۔ یعنی اہل تصوف کا یہ کہنا ہے کہ اللہ کے ساتھ براہِ راست عام انسان ہمکلام نہیں ہوسکتا۔ حبیب خدا ﷺ کی ایک ذات مبارکہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہ صرف کلام کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ الغرض اللہ پاک کے انسان کی شہ رگ کے قریب ہونے کے بہت سے پہلو ہیں۔

۱)۔ صوفیائے کرام نے صوف کا لباس پہنا یہ خاص صوفیا کا ہی خاصہ ہے یہ لباس حلال جانور کی اون سے تیار کیا جاتا ہے۔

۲)۔ ذبح کرتے وقت جب جانور پر اللہ کا نام لے کر چھری چلائی جاتی ہے یعنی اوْداج' جمع ودج، بمعنی گردن کی رگیں۔ جن کا کاٹنا ذبح کے وقت واجب ہے صوفیاء اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ صوف کا لباس پہنتے ہیں کہ آدمی ہر آن ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں رہیں جو حکم اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیا ہے اس سے انسان بغاوت نہ کرے ۔یعنی عبادت وریاضت کا منبع رزق حلال ہے حلال کے بغیر دعا بھی قبول نہیں ہوتی اور عبادت بھی قبول نہیں ہوتی۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک لقمہ حرام کھانے سے چالیس دن آدمی دعا کی قبولیت سے محروم رہتا ہے۔

امام محمد غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ ''لباس میں دس فیصد حرام کا کپڑا ہو تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ جس طرح اللہ کا نام لیے بغیر حلال جانور بھی حرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حرام طریقے سے حاصل کی گئی روزی اور لباس انسان کو عبادت وریاضت سے محروم کر دیتا ہے یا دور کر دیتا ہے۔ اور قبولیت نہیں ہوتی اس بات کو سمجھنے کیلئے ایک ایمان افروز واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو "طے" یعنی تین روز کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اس روزے کی خصوصیت یہ ہے کہ تیسرے روز مغرب کے وقت افطار کیا جاتا ہے یہ بھی ایک قسم کا چلہ ہے۔ الغرض بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے "طے" کا روزہ رکھا۔ تیسرے دن ثواب کیلئے ایک نوجوان افطاری کا سامان اور کھانا لے کر آ گیا۔ آپ نے اس کا کھانا بغیر تحقیق کے قبول کرلیا اور افطاری کے وقت اس کے سامان سے روزہ افطار کرلیا۔ چند لمحے گزرے تھے کہ بابا فرید کے پیٹ میں درد ہونے لگی اور فوراً قے آ گئی۔ اس طرح غذا کا ایک ایک ذرہ معدے سے خارج ہو گیا۔ آپ نے پانی پی کر رات بسر کی اور صبح فجر کی نماز کے بعد اپنے پیر و مرشد حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو سارا واقعہ سنا دیا۔ اس کے جواب میں حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بابا فرید تم نہیں جانتے جو شخص تمہارے لیے کھانا لیکر آیا تھا وہ ایک شراب نوش اور بدکار انسان تھا۔ بیشک اس نے بڑی عقیدت کے ساتھ آپ کو کھانا پیش کیا مگر اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ ناپسندیدہ غذا تمہارے جسم میں ٹھہرے اور اس سے بننے والے خون کے قطرے تمہارے جسم میں فساد برپا کریں۔ حضرت کے انکشاف کے بعد بابا فرید اور دیگر درویشوں پر حیرت ہو گئی۔ آج پہلی بار حاضرین مجلس کو اندازہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف حرام روزی ہی ناپسندیدہ ہی نہیں بلکہ اس کا ایک ایک نوالہ بھی ناگوار ہے۔ چنانچہ حضرت بابا فرید نے حضرت بختیار کاکی کے حکم سے "طے" کا روزہ دوبارہ رکھا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

Marfat.com

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

التصوف ترک کل حظ النفس

ترجمہ: تمام نفسانی لذتوں سے ہاتھ اُٹھا لینے کو تصوف کہتے ہیں۔

اُمت محمدیہ کے اولیاء ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہیں

معاشرے میں جہالت کی وجہ سے امت مسلمہ اور عوام الناس میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں ان میں انبیائے کرام کے بارے میں شبہات سب سے بڑی خرابی ہے۔ ہمارے معاشرے میں بعض افراد اپنی جہالت کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں زبان درازی کر جاتے ہیں۔ ''نعوذ باللہ'' بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے غلطی کی اور جنت سے نکال دیئے گئے۔ ہم بھی تو ان کی اولاد میں سے ہیں۔ ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو کونسا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا۔ حالانکہ قرآن پاک میں پارہ نمبر 16 آیت نمبر 115 سورۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

طٰہٰ فنسی ولم نجد له عزماً ط

ترجمہ: وہ بھول گئے ہم نے ان کا ارادہ نہ پایا۔

حدیث پاک میں ارشاد نبوی ہے کہ

''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں نہیں دیکھتا بلکہ قلوب دیکھتا ہے۔''

قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے پاکیزہ ہونے کی گواہی دے دی اور یوں ایمان کی علامت یہ

Marfat.com

ہے کہ "تمام انبیاء معصوم ہیں اور گناہوں سے پاک ہیں"۔ صوفیائے کرام اس نکتہ پر یوں دلیل دیتے ہیں کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ابواسحاق ابراہیم بن احمد خواص سے روایت نقل کی ہے کہ

العلم کلہ' کلمتان لاتکلف مما کفیت ولا تضیع مااستکفیت.

ترجمہ: سارا علم دو کلموں میں ہے ایک یہ کہ جس چیز کا اندیشہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے اُٹھالیا۔ اس میں تکلف نہ کر۔ دوسرا یہ کہ جو تجھے کرنا ہے اور جو تجھ پر فرض ہے وہ کر گزر۔ (بحوالہ: کشف المحجوب۔ صفحہ نمبر 306)

اس سے یہ ہے کہ مراد اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

اس کی وضاحت یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ممنوعہ شجر کے قریب جانے سے منع کیا۔ ابلیس نے وسوسہ ڈالا اور جھوٹی قسم کھائی کہ میں تیرا خیر خواہ ہوں ۔ آدم علیہ السلام بھول گئے اور دانہ گندم کھالیا۔ اس کی شہادت اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دی ہے۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان فرق ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے عقل و شعور سے نوازا۔

۱)۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔

۲)۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور عطا کیا۔

۳)۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی پاکیزگی کی حفاظت بھی خود فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے اوصاف واضح کرنے کیلئے جنت

Marfat.com

سے زمین پر اتارا اور آدم علیہ السلام تین سو سال گریہ زاری کرتے ہوئے توبہ و استغفار کرتے رہے۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں کہ تسبیح میں محو ہونا گناہوں اور برائیوں کے معاف ہونے کا وسیلہ ہے نیز تسبیح توبہ کی کنجی ہے اور استغفار میں گناہوں کے ڈھانپنے کی طلب پائی جاتی ہے۔

حضرت خواجہ محبوب عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''انسان چوبیس گھنٹے میں چوبیس ہزار بار سانس لیتا ہے اسے چاہیے کہ ہر سانس کے بدلے ایک بار لفظ اللہ، اللہ گزارے۔ یہ ارشاد آپ نے اس وقت فرمایا، جب اتنی تحقیق نہ تھی۔ موجودہ تحقیق میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انسان صحت کاملہ سے ایک منٹ میں سولہ سے اٹھارہ مرتبہ سانس لیتا ہے اور ایک سانس میں پانچ سو مکعب ہوا سانس کے ذریعے داخل و خارج کرتا ہے۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی پر دو شکر واجب ہیں۔ ایک یہ کہ وہ تازہ ہوا لیتا ہے۔ دوسرا یہ کہ آلودہ ہوا خارج کرتا ہے۔ موجودہ تحقیق یہ ہے کہ کھڑے ہوئے آدمی میں دل 81 بار حرکت کرتا ہے جبکہ لیٹے ہوئے انسانی دل کی دھڑکن علی الترتیب 66 سے 72 بار فی منٹ ہوتی ہے۔ انسان کی نبض اور دل کی دھڑکن کی رفتار ایک جیسی ہوتی ہے۔

الغرض انسان کے دنیا میں سانس لینے کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جو دم غافل سو دم کافر

انہوں نے جو وقت اور سانس اللہ کے ذکر کے بغیر گزرتی ہے اس گھڑی، پل اور سانس کو کفر میں گزارنے کا کہا ہے اور انسان کو ندامت کی وعید سنائی ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قدموں کا محاسبہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے زندگی میں کتنے قدم اللہ کے راستے میں چل کر گزارے ہیں"۔

حضرت ابو محمد عبداللہ خبیق رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی

حضرت ابو محمد عبداللہ خبیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

خلق الله تعالیٰ القلوب مساکن الذکر فصارت مساکن الشهوات ولا یمحوا لشهوات من القلوب الاخوف مزعج اوشوق مقلق۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے دلوں کو مساکن ذکر بنایا تھا۔ مگر جب نفس امارہ کی صحبت کا اثر پڑا مسکن شہوت بن گیا، اَب اس دل کو کوئی چیز شہوات سے پاک نہیں کرسکتی ،مگر وہ خوف جو مضطر کردے۔ یا وہ شوق جو آرام بھلا کر قلق پید کردے۔

بارگاہ ربّ العزت میں حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ کا اظہار تشکر

حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہار تشکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

سبحان من جعل قلوب العارفین اوعیة الذکر وقلوب الزاهدین اوعیة التوکل وقلوب المتوکلین اوعیة الرضا وقلوب الفقراء اوعیة القناعة وقلوب اهل دنیا اوعیة الطمع۔

Marfat.com

ترجمہ: اس کی وجہ منیر کو پاکی ہے جس نے عرفاء کے قلوب کو ذکر کا برتن بنایا اور زاہدوں کے دلوں کو ظرفِ توکل کیا اور متوکلین کے قلوب کو منبع رضا بنا دیا اور درویشوں کے ضمیر کو محلِ قناعت قرار دیا اور دنیا داروں کے دلوں کو طمع کا برتن کیا۔

علمائے یہود و نصاریٰ کا دنیاوی لالچ اور اوصاف رحمۃ للعالمین پر پردہ ڈالنا

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی۔ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کیے تو کتنی بری خریداری ہے۔

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر 186)

اس کی تفسیر میں سید نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علمائے توریت وانجیل پر واجب کیا تھا کہ ان دونوں کتابوں میں سید عالم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرنے والے جو دلائل ہیں وہ لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دیں اور ہرگز نہ چھپائیں انہوں نے رشوتیں لے کر حضور ﷺ کے اوصاف کو چھپایا، جو توریت وانجیل میں مذکور تھے۔ نیز لکھتے ہیں کہ علم کا چھپانا ممنوع ہے۔ حدیث مبارک ہے۔

''جس شخص سے کچھ دریافت کیا گیا جس کو وہ جانتا ہے اس نے اس کو چھپایا تو روزِ قیامت اس کو آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ نیز مسئلہ لکھتے ہیں کہ علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں اور حق ظاہر کریں اور کسی غرض فاسد کیلئے اس میں سے کچھ نہ چھپائیں''۔

Marfat.com

غلامانِ مصطفیٰ کو نصیحت آموز درس

ترجمہ: اور بے شک کچھ کتابی ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف اترا ان کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل دام نہیں لیتے۔ یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت 198)

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری فرماتے ہیں کہ یہ آیات نبی کریم ﷺ کے اولیاء کو یہود و نصاریٰ کے علماء سے علیحدہ اور نمایاں کرنے کیلئے نازل ہوئیں۔

(بحوالہ ضیاء القرآن)

حدیث مبارک:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! "جب فتنے یا بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور عالم دین اپنا علم چھپائے تو وہ ملعون ہے اللہ کی طرف سے فرشتوں کی طرف سے اور تمام انسانوں کی طرف سے اللہ اس کے نہ فرض قبول کرے اور نہ نفل۔

(بحوالہ: ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اولیائے امت محمدیہ کا بے لوث کردار

اگر کہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری پائی جاتی ہے تو وہ ہمارے اسلاف کی پاکیزہ اور بلند مرتبہ زندگی ہے، جنہوں نے اپنی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اخلاقی اور روحانی قدروں کو جلا بخشی۔ جن کی بدولت معاشرے میں احترام آدمیت کا شعور بیدار ہوا اور عام سادہ لوگوں کو تسکین ہوئی۔

Marfat.com

حضرت شیخ ابوالفضل محمد حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ

مرشد پاک حضرت داتا گنج بخش

تصوف میں مسلک جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پہ کاربند تھے اور آپ حضرت خضری کے مرید تھے، ساٹھ برس عزلت نشین رہ کر خلوق میں سے اپنا نام گم کر چکے تھے۔آپ نے ارشاد فرمایا۔

الدنیا یوم ولنا فیه صوم

ترجمہ: دنیا مثل ایک دن ہے اور اس دن ہمارا روزہ ہے۔

(بحوالہ: کشف المحجوب، صفحہ 324)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اپنے پیرو مرشد کے ہاتھ پر وضو کیلئے پانی ڈال رہا تھا۔تو میرے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ جب نظام عالم اور دنیا قسمت پر موقوف ہے تو کس لیے اچھے خاصے آزاد لوگ امید کرامت و فیوض پر اپنے آپ کو پیروں فقیروں کا غلام اور بندہ حکم بتاتے ہیں۔میرے دل میں یہ خطرہ گزر رہی تھا کہ مرشد پاک فرمانے لگے۔اے صاجزادے جو وسوسہ تمہارے دل میں پیدا ہوا ہے ہمیں معلوم ہے۔

یاد رکھو! اور اچھی طرح سمجھ لو کہ قضاوقدر کے ہر حکم کیلئے اللہ تعالیٰ نے سبب رکھے ہیں۔جب ظالم بچہ یعنی سپاہی زادہ کو اللہ تعالیٰ تاج وعرفان وحکمت سے نوازنا چاہتا ہے تو اسے توفیق توبہ دے کر اپنے کسی مقرب دوست کی خدمت میں مشغول کرلیتا ہے تاکہ خدمت گزاری اس کی عزت اور کرامت کیلئے بنے۔اللہ تعالیٰ نے حضور کی امت کے اولیاء کو علم لدنی عطا کیا۔حضرت شیخ ابوالفضل محمد حسن ختلی رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ نے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کیا اور خلافت سے نوازا اور ہند کی طرف روانہ کردیا۔اس کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پیروکاروں نے فتنے کے سد باب کیلئے ہندوستان کا رخ کیا۔

ان میں شاہدولہ دریائی کا نام بھی آتا ہے۔ یہ اختلاف ہے کہ آپ افغانی ہیں یا وہ ہیں جنہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کرایا اور آپ نے فرمایا کہ میرے چلو میں پانچ سو برس کی حیات ہے۔تو آپ نے پانی پی لیا۔تو انہیں اصلی حیات کے علاوہ پانچ سو برس اور ملے۔اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ شاہدولہ دریائی گجرات حیدرآباد دکن والے ہیں یا گجرات پاکستان والے ہیں۔

الغرض امت محمدیہ کے اولیاء کا جو مشن ہے وہ دین اسلام کی نشرواشاعت ہے کہ دور دور تک اسلام کی روشنی پھیلے اسی لیے انہوں نے اپنے گھربار چھوڑے، اپنے بیوی بچے چھوڑے، اپنا وطن چھوڑا اور اپنے آرام وراحت کو چھوڑ کر دور دراز علاقوں میں آبسے۔

امت محمدیہ کے اولیائے کرام خواہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں یا کوئی زبان بولتے ہوں عقائد وایمانیات کے بارے میں متحد الخیال اور متفق نظریات ہوتے ہیں۔

بابا ستر الدین کا عملی کردار

بابا ستر الدین لوہار کے پیشے سے وابستہ تھے کہ ایک روز وہ بھٹی گرم کر کے لوہے کو گرم کر رہے تھے کہ ایک سکھ عورت ان کے پاس سے گزری تو کہنے لگی بابا میرا چرخہ سیدھا کردو۔ چرخے کی چرخڑی کے گول پہیے کا سریہ ٹیڑھا ہو چکا تھا جو کہ بڑی

Marfat.com

مشکل سے سیدھا ہوتا ہے۔ جب عورت نے اتنے الفاظ کہے تو بابا ستر الدین اپنے نفس سے مخاطب ہوئے کہ عورت نے کیا بات کہی ہے کہ تو آج تک سیدھا نہیں ہو سکا پھر بابا ستر الدین عورت کو غور سے دیکھنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی حسین شے کی طرف سکتے کے عالم میں دیکھتے رہے کہ قدرت کا اتنا حسین شاہکار جہنم کی آگ بن جائے گا۔ باباجیؒ مسلسل اس عورت کو دیکھتے رہے اور وہ عورت اس حرکت کو دیکھ کر برا محسوس کر گئی اور یہ دھمکی لگا کر گئی کہ میرے مرد گھر واپس آلیں تو میں تمہیں درست کروا لوں گی۔ جب اس عورت کے مرد گھر آئے تو اس عورت نے کہا کہ اس لوہار بابے نے میری طرف بری نظر سے دیکھا ہے۔ اتنی بات سن کر وہ مرد بہت طیش میں آئے اور کہا کہ آج بابے کو درست کر کے واپس لوٹیں گے۔ اتنے میں وہ لکڑی کے دستے لے کر بابا ستر الدین کی دکان پر چلے گئے۔ جب دکان پر پہنچ گئے تو دیکھا کہ باب ستر الدین اسی عورت کا وہ لوہے کا چمٹہ گرم کر رہے تھے انہوں نے طیش میں آکر کہا کہ تم نے ہماری عورت کو بری نظر کے ساتھ دیکھا ہے تو یہ بات سن کر باباجی نے وہ لوہے کی سلائی گرم گرم سرخ اپنی آنکھوں کو لگالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سرخ لوہا باباجی کے جسم کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔ یہ مسلمان کی نظر کی پاکیزگی ہے۔ اس طرح انہیں پتہ چل گیا کہ یہ معاملہ کچھ اور ہے یہ کوئی اللہ والا شخص ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ جو اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرے اور دوسری وہ جو اللہ کے خوف سے روتی ہو۔

☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆

Marfat.com

امام الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

سراج الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ حنفی کے بانی ہیں۔ آج دنیا میں دوتہائی سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی فقہ حنفی کے مطابق ہی اپنی عبادات اور معاملات کو انجام دے رہی ہے۔

ولادت اور نام ونسب:

آپ 80 ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے، آپ کا اصل نام نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہے۔

کنیت:

آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہے، جس کا مطلب ہے، صاحب ملت حنیفہ اور اس کا مفہوم ہے: ادیان باطلہ سے اعراض کر کے دین حق کو اختیار کرنے والا، اسی معنی کی غرض سے یہ کنیت اختیار کی گئی ہے۔ ورنہ حنیفہ نام کی آپ کی کوئی صاحبزادی نہیں تھی۔

آپ کی زندگی کے 52 سال بنوامیہ اور 18 سال بنوعباس کے دور میں بسر ہوئے۔ خلیفہ عبدالمالک بن مروان کے دور میں ولادت ہوئی۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز عمر ثانی کے دور مبارک میں جوان ہوئے اور خلیفہ المنصور کے عہد میں آپ جیل میں اسیر رہے، یہی آپ کی حیات مبارکہ کا آخری دور تھا۔

ذریعۂ معاش:

آپ کا آبائی پیشہ تجارت تھا، کوفہ کے رؤسا میں آپ کا شمار تھا، آپ علم وفضل، حکمت وتدبر کے ساتھ ساتھ مالی وسائل سے بھی مالا مال تھے۔ اس دور میں خز قسم کے کپڑے کا سب سے بڑا کارخانہ کوفہ میں اور اس کی برانچیں عراق عجم کے دیگر شہروں میں

Marfat.com

قائم تھیں۔آپ اپنی تجارت سے وافر آمدن کے 3 حصے کرتے، ایک کاروبار اور اہل خانہ کیلئے، دوسرا مدرسہ کے طلباء وعلماء کے اخراجات پر اور تیسرا حصہ غرباء ومساکین اور بیواؤں کے لیے وقف ہوتا۔

شرف تابعیت:

آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ آپ نے سات صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل کیا، جبکہ بعض کے نزدیک آپ نے تین صحابہ کرام حضرت انس، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اور حضرت عبداللہ بن حارث رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے چار احادیث روایت کی ہیں۔

امام اعظم اپنے استاد کی مسند پر:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کا 120 ہجری میں انتقال ہوا، استاد گرامی کی مسند پر حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ متمکن ہوئے۔

مرویات امام اعظم کی تعداد:

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ امام محمد بن سماعہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد احادیث بیان کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار کا انتخاب کیا ہے۔

صدر الائمہ امام موفق بن احمد تحریر فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔ان حوالوں سے امام اعظم کا جو علم حدیث میں تبحر ظاہر ہو رہا ہے وہ محتاج بیاں نہیں۔

Marfat.com

بشارت نبوی:

امام اعظم کے ظہور کے بارے حضور سید دو عالم ﷺ کی بشارت ملتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، اسی مجلس میں سورہ جمعہ نازل ہوئی، جب آپ ﷺ نے اس سورۃ کی آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی تلاوت فرمائی تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: حضور یہ دوسرے کون ہیں جو ابھی تک ہم سے نہیں ملے؟ حضور نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا: جب بار بار یہ سوال کیا گیا تو آپ نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر دست اقدس رکھ کر فرمایا: لو کان الایمان عند الثریا لناله رجال من ھؤلاء۔ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو اس کی قوم کے لوگ اس کو ضرور تلاش کر لیں گے۔ علامہ ابن حجر ہیتمی مکی نے حافظ سیوطی کے بعض شاگردوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہمارے استاد یعنی امام سیوطی یقین کے ساتھ کہتے تھے کہ اس حدیث کے اولیں مصداق صرف امام اعظم ہیں، کیونکہ امام اعظم کے زمانہ میں اہل فارس میں سے کوئی شخص بھی آپ کے علمی مقام کو نہ پا سکا بلکہ آپ کا مقام تو الگ رہا، آپ کے تلامذہ کے مقام کو بھی آپ کے معاصرین میں سے کوئی شخص حاصل نہ کر سکا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضور ﷺ کی اس بشارت کے مصداق ہیں اس کی تائید مرجع عوام وخواص عارف کامل سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی اس بیان کردہ حکایت سے ہوتی ہے، فرماتے ہیں:

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا، میں عرض کیا، حضور میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: عند علم ابی حنیفہ۔ علم ابو حنیفہ کے نزدیک۔

Marfat.com

وصال:

امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ستر سالہ حیات مبارکہ اسلام کی خدمت کیلئے وقف کردی۔ عباسی سلطنت کا قاضی القضاۃ بننے کے انکار کی پاداش میں جیل جانا گوارا کرلیا اور آپ کا جنازہ جیل سے ہی اٹھایا گیا۔ آپ کا وصال 150 ہجری میں ہوا۔ آپ کی قبر مبارک آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

امام اعظم ابوحنیفہ کا کلام

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهٖ	وَالَّيْلُ دَجٰی مِنْ طَلْعَتِهٖ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلاً وَّعُلاً	اَهْدَی السُّبُلَا لِدَلَالَتِهٖ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
كَنْزُ الْكَرَمِ مَوْلَی النِّعَمِ	هَادِی الْاُمَمِ لِشَرِيْعَتِهٖ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
اَزْكَی النَّسَبِ اَعْلَی الْحَسَبِ	كُلُّ الْعَرَبِ فِیْ خِدْمَتِهٖ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
جَاءَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ	شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِهٖ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
جِبْرِيْلُ اَتٰی لَيْلَةَ اَسْرٰی	وَالرَّبُّ دَعَا فِیْ حَضْرَتِهٖ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
قَالَ الشُّرَفَا وَاللّٰهُ عَفَا	عَنْ مَّا سَلَفَا مِنْ اُمَّتِهٖ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
فَمُحَمَّدُنَا هُوَ سَيِّدُنَا	وَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِهٖ

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

امام اعظم ابوحنیفہ کا کلام

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا	اَرْجُوْ رِضَاكَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاكَ
اے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں	آپ کی خوشنودی کا امیدوار، آپ کی پناہ کا طلبگار
وَاللّٰهِ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ	قَلْبًا مَشُوْقًا لَا یَرُوْمُ سِوَاكَ
اللہ کی قسم اے بہترین خلائق میرا دل صرف	آپ کی محبت سے لبریز ہے وہ آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں
اَنْتَ الَّذِیْ لَوْ لَاكَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ	كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاكَ
آپ اگر نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا جاتا	اور اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں
اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ	مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَ
آپ وہ ہیں کہ جب حضرت آدم نے آپ کا توسل اختیار کیا	اپنی لغزش پر، تو کامیاب ہوئے حالانکہ وہ آپ کے جد بزرگوار ہیں
وَبِكَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهٗ	بَرْدًا وَّ قَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِ سَنَاكَ
اور آپ ہی کے وسیلے سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا کی	تو ان کی آگ سرد ہوگئی، وہ آگ آپ کے نور کی برکت سے بجھ گئی
وَدَعَاكَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّهٗ	فَاُزِیْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاكَ
اور حضرت ایوب نے اپنی بیماری میں آپ کے وسیلے سے دعا کی	تو ان کی مقبول ہوئی اور بیماری دور ہوگئی
وَبِكَ الْمَسِیْحُ اَتٰی بَشِیْرًا مُخْبِرًا	بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَادِحًا لِعُلَاكَ

Marfat.com

اور آپ ہی کے ظہور کی خوشخبری لے کر حضرت مسیح آئے	انہوں نے آپ کے حسن و جمال کی مدح وثنا کی اور آپ کے رتبہ بلند کی خبر دی
وَكَذٰلِكَ مُوْسٰى لَمْ يَزَلْ مُتَوَسِّلًا	بِكَ فِي الْقِيٰمَةِ مُحْتَمِيْ بِحِمَاكٗ
اور اسی طرح حضرت موسیٰ بھی آپ کا وسیلہ اختیار کیے رہے	اور قیامت تک آپ ہی کی حمایت کے طالب رہیں گے
وَهُوْدٌ وَّ يُوْنُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا	وَجَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكٗ
اور حضرت ہود اور حضرت یونس نے بھی آپ ہی کے حسن سے زینت پائی	اور حضرت یوسف کا جمال بھی آپ ہی کے جمال باصفا کا پرتو تھا
قَدْ فُقْتَ يَا طٰهٰ جَمِيْعَ الْاَنْبِيَاءِ	طُرًّا فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرَاكٗ
اے طٰہٰ! آپ کو تمام انبیاء پر برتری حاصل ہوئی	پاک ہے وہ جس نے ایک رات آپ کو اپنے ملکوت کی سیر کرائی
وَاللّٰهِ يَا يٰسِيْنُ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ	فِي الْعٰلَمِيْنَ وَ حَقِّ مَنْ اَنْبَاكٗ
خدا کی قسم، اے یٰسین لقب والے! آپ جیسا تو تمام مخلوق میں	نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا، قسم ہے اسی کی جس نے آپ کو سر بلند کیا

Marfat.com

امام اعظم ابو حنیفہ کا کلام

صَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَا عَلَمَ الْھُدٰی

اے ہدایت کے علم سربلند! مشتاقان زیارت کے شوق بے حد

مَاحَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰی مَثْوَاکَ

کے مطابق قیامت تک اللہ کا درود وسلام آپ پر نازل ہوتا رہے۔

عَنْ وَّصْفِکَ الشُّعَرَآءُ یَا مُدَّثِّرُ

اے کملی والے! آپ کے اوصاف جمیلہ

بیان کرنے سے بڑے بڑے شعراء عاجز رہ گئے

عَجَزُوْا وَکَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاکَ

آپ کے اوصاف عالیہ کے سامنے زبانیں بند ہوگئیں

بِکَ لِیْ قُلَیْبٌ مُغْرَمٌ یَا سَیِّدِیْ

میرے سرکار! میرا حقیر دل آپ ہی کا شیدا ہے

وَحُشَاشَۃٌ مَحْشُوَّۃٌ بِھَوَاکَ

اور میرے اندر تو آپ ہی کی محبت بھری ہوئی ہے

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی

اے تمام موجودات سے بزرگ وبرتر! اے حاصل کائنات!

جُدْلِیْ بِجُوْدِکَ وَاَرْضِنِیْ بِرِضَاکَ

مجھے اپنی بخشش، وعطا سے نوازیے اور اپنی خوشنودی کی مسرت بخشیے

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

شریعت وطریقت کے بحر بیکراں

شہنشاہِ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اولیائے کرام کی روحانی ضیاؤں نے کائنات ارضی کے تاریک گوشوں کو روشن کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ صرف کائنات ارضی ہی نہیں، انسانوں کے دل کی تاریک دنیا کو بھی منور کیا ہے۔ دنیائے اسلام کے سارے روحانی میکدے اولیائے کرم کے دم قدم سے ہی آباد ہیں۔ مگر قطب ربانی، غوث صمدانی، حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ کے انوار وفیضان کے چشمے مشرق ومغرب میں رواں دواں ہیں۔ آج دنیائے روحانیت کے جتنے دریا بہہ رہے ہیں ان کا منبع ومصدر حضور غوث الثقلین شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ صدیوں سے جتنے روحانی سلسلے چلے آرہے ہیں ان کے بانیوں کی زبانیں، دلوں کی دھڑکنیں اور ان کے شب وروز ذکر غوث پاک سے معمور ہیں۔

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کریمین

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی مشہور مؤرخ اور سیرت نگار شمس الدین الذہبی نے "علی بن موسیٰ جنگی دوست" لکھا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عبداللہ صومعی کنیت اُم الخیر اور لقب امۃ الجبار تھا۔ جن کا شجرہ براہ راست سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تک جا پہنچتا ہے۔ یہی مبارک نسبت آپ کے والد بزرگوار کو حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہے۔ آپ والد ماجد کی طرف سے حسنی اور والدہ محترمہ کی طرف سے حسینی ہیں۔

Marfat.com

بشارتِ عظمیٰ

شب ولادت حضرت سید ابو صالح موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام کے ہمراہ رونق افروز ہوئے ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں: ''اے ابو صالح! اللہ تعالیٰ نے تجھے ایک صالح بچہ عطا فرمایا ہے جو میرے بچے کی مانند ہے وہ اللہ کا اور میرا محبوب ہوگا۔''

ولادت باسعادت

غوث اعظم حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نیف کے علاقہ میں جو بحر خزر (کیسپین سی) کے جنوب میں گیلان کے قریب ایک قصبہ ہے، میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت یکم رمضان المبارک 470ھ بمطابق 1077ء میں ہوئی۔

آپ کی پیدائش پر بہت سی کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ اس شب بغداد شریف میں جتنے بھی لوگوں کے ہاں اولاد پیدا ہوئی وہ تمام لڑکے ہی پیدا ہوئے۔ اس دن اسلامی مہینہ رمضان المبارک کا اول دن تھا اور آپ نے دن کی روشنی میں کبھی بھی اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا۔ جس پر لوگوں نے لب کشائی کی اور اس طرح گیلان کے گرد ونواح میں مشہور ہوگیا کہ شریفوں کے ہاں ایسے بچے کی پیدائش ہوئی ہے جو کہ ماہ رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔

والدہ سے علم حاصل کرنے اور خدا کیلئے وقف ہونے کی اجازت

سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی فرماتے ہیں کہ عرفہ کے روز جب حاجی میدان عرفات میں دوران حج جاتے ہیں میں دیہات کی طرف نکلا تو ایک کھیتی باڑی والا بیل میرے پیچھے ہوگیا۔ اس بیل نے میری طرف دیکھا اور کہا ''اے عبدالقادر'' آپ اس لیے تو

Marfat.com

پیدا نہیں کیے گئے!!!"۔

میں گھبرا کر واپس گھر لوٹ آیا اور گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور چھت پر چڑھ کر نیچے دیکھا تو لوگ میدان عرفات میں جمع ہیں میں گھبرا کر اپنی والدہ محترمہ کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی آپ مجھے اللہ کیلئے وقف کر دیں۔ اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دے دیں تاکہ میں علم دین حاصل کروں اور نیک لوگوں کی زیارت کروں۔ خدا کیلئے مجھے اپنا حق بخش دیں۔

والدہ محترمہ نے اس کا سبب دریافت کیا تو میں نے انہیں پورا واقعہ سنایا۔ وہ یہ سن کر آبدیدہ ہوئیں اور اسی (۸۰) دینار جو کہ والد محترم نے ترکہ میں چھوڑے تھے میرے پاس لے آئیں۔ اور ان میں سے ۴۰ (چالیس) دینار میری قمیض میں سی دیئے اور چالیس دینار میرے چھوٹے بھائی کیلئے رکھ لیے اور بغداد جانے کی اجازت دے دی۔ رخصت کرتے وقت نصیحت کی کہ بیٹا اگرچہ جان پر بھی بن آئے کسی حال میں بھی جھوٹ نہ بولنا۔ اس عہد کے بعد فرمایا جاؤ بیٹا! اللہ کیلئے میں نے تمہیں اپنا حق بخش دیا۔ دروازے تک رخصت کرنے آئیں اس وقت آپکی والدہ محترمہ کی عمر ۸۸ (اٹھاسی) برس تھی اور خدا حافظ کہہ کر مجھے رخصت کر دیا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کا سفر بغداد اور ڈاکوؤں کی توبہ:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی جب گیلان سے ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد کو روانہ ہوئے تو راستے میں اس قافلہ نے ہمدان کو چھوڑا اور سرزمین "ترنا تک" تک پہنچا تو ساٹھ ڈاکوؤں نے اس قافلے کو گھیر لیا۔ ایک سوار ڈاکو حضرت عبدالقادر جیلانی سے پوچھنے لگا کہ "اے لڑکے تمہارے پاس کیا ہے؟"۔ میں نے کہا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اسی طرح دوسرے سوار ڈاکو آئے تو انہوں نے بھی یہی سوال کیا؟ اور میں نے کہا کہ

Marfat.com

چالیس دینار ہیں۔ سوار ڈاکو مجھے پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے۔

انہوں نے سردار کو کہا کہ یہ لڑکا کہتا ہے میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکوؤں کے سردار نے نے بھی مجھ سے پوچھا تو میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے کہا بتاؤ دینار کہاں ہیں۔ میں نے کہا کہ میری بغل کے نیچے سیئے ہوئے ہیں۔ میری جامہ تلاشی کے بعد مجھ سے چالیس دینار برآمد ہوئے۔

دیناروں کو دیکھ کر سردار نے پوچھا تم نے اقرار کیوں کیا ہے کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں جبکہ ہم تم پر بچہ ہونے کے ناطے شک بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا کہ میری والدہ محترمہ نے گھر سے رخصت کرتے وقت مجھ سے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد لیا تھا۔ اس لیے میں اپنی والدہ سے کیے گئے عہد کو نہیں توڑ سکتا۔ چاہے میری جان بھی چلی جائے۔

یہ بات سن کر ڈاکوؤں کا سردار رونے لگا کہ میں اتنے برسوں سے اپنے خدا کا عہد توڑ رہا ہوں اور تم کتنے عظیم ہو کہ اپنی والدہ سے کیے گئے عہد کو نہیں توڑ سکتے۔ یہ سن کر اس ڈاکوؤں کے سردار نے اس قافلے کا سارا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور آئندہ سے راہزنی اور ڈکیتی سے توبہ کر لی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سوار پہلے لوگ تھے جنہوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ آپ کی ذات گرامی کی برکت سے ان لوگوں کی دُنیا اور عاقبت دونوں سنور گئے۔

بغداد شریف کی علمی تاریخ کا پس منظر

مدرسہ نظامیہ 1065ء میں نظام الملک حکمران کے دور میں قائم ہوا۔ یہ مدرسہ

Marfat.com

تاریخ کے اعتبار سے اول تو شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس سے قبل بہت سے مدرسے قائم ہو چکے تھے لیکن مدرسہ نظامیہ کی عالمگیر شہرت اور مقبولیت نے سابقہ درس گاہوں کی شہرت کو کچھ اس طرح سے دلوں سے نکال دیا جیسے اس سے پہلے بغداد شریف میں کوئی مدرسہ قائم ہی نہیں ہوا تھا۔

امام غزالی چار برس پرنسپل رہے۔ امام طبری ابن الخطیب تبریزی، شارح حماسہ ابوالحسن فصیحی، قطب الدین شافعی جیسے حضرات مدرسہ نظامیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس مدرسہ سے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات نے علم حاصل کیا۔

مدرسہ نظامیہ سے قبل عباسی عہد میں خلیفہ ہارون الرشید نے ایک ادارہ ''بیت الحکمت'' کے نام سے قائم کیا ہوا تھا یہ ''دارالترجمہ'' بھی تھا۔ عباسی دور میں مسلمانوں کی تعلیمی سرگرمیوں نے انسانی تہذیب کے ارتقاء میں زبردست حصہ لیا۔ موسیٰ بن شاکر، ہارون الرشید کے زمانے میں بہت بڑا انجینئر تھا۔ ابوالحسن نے دوربین ایجاد کی۔ کوذہ کا ابوموسیٰ جعفر کیمسٹری کا بانی تھا۔

علم طب اور فن جراحت میں عربوں کو کمال حاصل تھا۔ بغداد کے گردونواح میں کئی شہروں میں جڑی بوٹیوں اور نباتات کے مطالعہ کیلئے باغات لگوائے گئے تھے عرب ماہرین نباتات پر لیکچر دیا کرتے تھے۔ عربوں نے علم ہیئت پر بھی بہت کام کیا مشہور ہیئت دان محمد نہاوندی، یحیٰی بن منصور اور خالد بن عبدالمالک تھے جنہوں نے گہن، دم دار ستاروں اور سیاروں کی گردش کے بارے میں جو مشاہدات کیے انہیں اب بھی انسانی معلومات میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ الکندی نے علم ہندسہ، اقلیدس موسیقیات، بصریات اور طب پر کم و بیش 200 کتب لکھیں۔ عربوں نے اس دور میں قطب نما ایجاد کیا اور علم کی خاطر لمبے لمبے

Marfat.com

سفر کیے۔(بحوالہ: تاریخ التعلیم صفحہ نمبر 24,23)

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ 488ھ میں بغداد میں داخل ہوئے یہ مدرسہ ان دنوں بغداد کا مشہور علمی مرکز تھا۔اس مشہور ومعروف مدرسہ میں قابل ترین اساتذہ طلباء کو اللہ کے دین کی تعلیم دیا کرتے تھے۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو طالب علمی کے دور میں بہت سے نشیب وفراز سے گزرنا پڑا۔مگر اس کے باوجود آپ نماز پنجگانہ، نوافل وذکرواذکار اور علم حاصل کرنے میں مشغول رہتے۔ان ہستیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ الصابرین علی ما اصابھم ۔ترجمہ: جولوگ مصیبت میں ثابت قدم رہتے ہیں۔(سورۃ الحج)

آپ کے اساتذہ کرام

آپ کے اساتذہ کرام میں ان ائمہ فن کا نام لیا جاتا ہے جو اس وقت یکتائے روزگار تھے مثلاً ابوزکریا تبریزی جو حماسہ کے شارح کی حیثیت سے آج بھی زندہ ہیں، محمد ابن الحسن، الباقلانی، ابن التمار وغیرہ جو ممتاز محدثین میں سے تھے۔شیخ ابوالخیر محمد مسلم الاباس رحمۃ اللہ علیہ سے طریقت کے رموز حاصل کئے جن کی تکمیل قاضی ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے صوفیانہ ارشادات سے کی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت

شیخ ابوالعباس احمد بن یحییٰ بغدادی بیان فرماتے ہیں کہ 588ہجری میں میں نے حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان سنا۔آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور فرمارہے تھے کہ میں 25 سال عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں اکیلا پھرتا رہا۔40 سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتا رہا۔پندرہ سال عشاء کی نماز پڑھ کر قرآن مجید شروع کرلیتا۔نیند کے خوف سے میخ دیوار ہاتھ سے پکڑ کر ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر مکمل قرآن پاک پڑھ لیتا

Marfat.com

پھر فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سیڑھی پر چڑھ رہا تھا کہ میرے نفس نے کہا کہ کاش تو ایک گھڑی سو جائے اور پھر اُٹھ کھڑا ہو۔

یوں یہ خدشہ میرے دل میں آیا اور میں ٹھہر گیا اور ایک پاؤں پر کھڑے کھڑے قرآن پاک کی تلاوت کی یہاں تک کہ قرآن پاک مکمل پڑھ لیا۔

ایک تاریخی اور تصنیفی غلطی کا ازالہ

بعض تاریخ وسیرت نگار لکھتے ہیں کہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ محترمہ سے حق بخشوا کر جب بغداد کے سفر کو روانہ ہوئے تو آپ کی عمر مبارک اٹھارہ برس تھی جبکہ دوسرے مقام پر سیرت نگار لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں 25 سال عراق کے جنگلوں میں اکیلا پھرتا رہا۔ جبکہ تیسرے مقام پر لکھتے ہیں جب آپ نے فتویٰ دینا شروع کیا تو آپ کی عمر مبارک 26 برس تھی۔ 18 سال کی عمر میں روانگی 25 سال حصول علم کل 43 برس عمر بنتی ہے۔ اس طرح پہلا فتویٰ ہمر 43 سال بنتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں شیخ شہاب الدین سہروردی اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں لکھتے ہیں کہ فقیر کی بالغ ہونیکی عمر تیس برس ہے۔

اسلامی سرحدوں کی حفاظت

یاایھا الذین امنوا اصبرو وصابرو ورابطو واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ○ (سورۃ آل عمران آیت نمبر 199، پارہ نمبر 4)

ترجمہ: اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس اُمید پر کامیاب ہو۔ (ترجمہ کنز الایمان)

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر شرعی حدود ٹوٹتی ہوئی دیکھو تو سمجھ لو کہ تم فتنے میں پڑ گئے ہو۔ ایسے میں فوراً شریعت کی طرف رجوع کرو۔ اور شریعت کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔ مزید فرماتے ہیں کہ شریعت جس بات کی تائید نہ کرے وہ چیز باطل ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول کا نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "صبر نفس کو ناگوار عمل پر روکنا ہے بغیر جزع کے"۔ بعض علماء نے کہا کہ صبر کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) ترک شکایت (۲)۔ قبول قضاء (۳)۔ صدق رضا

نفس کی نگہبانی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا۔ میں نے دیکھا ابھی اس کے امراض باقی ہیں۔ اس کی خواہشات زندہ ہیں اور اس کا شیطان سرکش ہے۔ میں نے سال بھر تک اس کی طرف توجہ کی آخر نفس کی تمام بیماریاں جڑ سے جاتی رہیں اس کی خواہشات مردہ ہوگئیں۔ اس کا شیطان مسلمان ہوگیا اور سارے کام اللہ کیلئے ہوگئے۔ میں اپنی ہستی سے جدا ہوگیا مگر پھر بھی میں اپنے مقصد کو نہ پہنچ سکا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

۱) میں توکل کے دروازے پر آیا مگر یہاں بہت ہجوم تھا میں اس ہجوم کو چیر کر نکل گیا

۲) پھر میں شکر کے دروازے پر آیا یہاں بھی بہت بڑا ہجوم تھا میں تیزی سے گزرتا ہوا اندر چلا گیا۔

۳)۔ پھر میں غنا کے دروازے پر آیا یہاں بھی بڑا ہجوم تھا۔ مجھے اندر جانے میں دشواری ہوئی مگر اس دشواری کا سامنا کر کے میں اندر چلا گیا۔

Marfat.com

۴) پھر میں مشاہدے کے دروازے پر آیا یہاں بھی وہی ہجوم تھا۔ بڑی کشاکش کے بعد اندر داخل ہوا۔ اور آخر میں فقر کے دروازے پر آیا تو اسے خالی پایا۔ میں اس میں بڑی آسانی کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ جب اندر پہنچا تو وہاں ساری چیزیں موجود تھیں جنہیں میں ترک کر چکا تھا یہاں مجھے بہت بڑے خزانے کی فتوحات میسر آئیں۔

روحانی عزت، حقیقی غنا، سچی آزادی ملی۔ یہاں آ کر میں نے اپنی زیست کو مٹا دیا اور اپنے اوصاف کو چھوڑ دیا جس سے میری ہستی میں ایک اور حالت پیدا ہو گئی

مٹا دے اپنی ہستی کو گر کچھ مرتبہ چاہیے
دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار بنتا ہے

الغرض آدمی اپنے اوصاف کو اُجاگر کرتا ہے اپنی بڑائی بیان کرتا ہے۔ اور اس پر خوش ہوتا ہے اس کے برعکس بزرگانِ دین اپنی ذات کی نفی کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں غور و فکر کرتے ہیں یعنی تدبر و تفکر کرتے ہیں۔ اس میں اپنا عکس دیکھتے ہیں۔ کون سا عمل اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہے اور کونسا عمل حکم عدولی میں شامل ہے۔ پھر اسے ترک کر دیتے ہیں۔

معاشرے کی نگہبانی

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دو آنکھیں ایسی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے۔ ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روتی ہے دوسری وہ جو اسلامی ملک میں اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے"۔

۱)۔ ملکی سرحدوں کا دفاع کرنا

۲)۔ معاشرہ کی نگہبانی کرنا: اس سے مراد یہ ہے کہ وعظ و نصیحت کرنا۔

۳)۔ اپنے نفس کی نگہبانی کرنا ۴)۔ تدبر و تفکر

Marfat.com

وعظ و نصیحت کا آغاز

بغداد میں "باب الازج" میں آپ کے پیرومرشد حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عمدہ مدرسہ تھا جو آپ کے سپرد ہوا جو آپ کی طرف منسوب ہے۔

اس مدرسہ میں آپ نے وعظ شروع کیا بعد از توسیع یہ مدرسہ ۵۲۸ ہجری میں مکمل ہوا۔ اس مدرسہ سے ہی آپ نے درس و تدریس اور فتویٰ کا آغاز بھی کیا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ دورانِ وعظ مدرسہ میں مزید افراد کے بیٹھنے کی گنجائش نہ رہی۔ اس صورتحال کے پیش نظر مدرسے کی عمارت میں توسیع کر دی گئی۔ لیکن طالبان شوق کی کثرت کے سبب یہ جگہ بھی ناکافی ثابت ہوئی۔ بالآخر شہر کے باہر عیدگاہ کو آپ نے اپنی مجلس وعظ بنا لیا۔ حضرت شیخ کی کرسی اس طویل و عریض میدان میں رکھ دی گئی۔ لوگ قطار در قطار آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس وعظ میں حاضرین کی تعداد ستر ہزار (70,000) تک پہنچ جاتی ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اے اہل دل حضرات! آؤ میرا وعظ آکر سنو کیونکہ میں آنحضرت ﷺ کا اس زمین پر وارث و جانشین ہوں۔ میری اس مجلس میں خلعتیں عطا کی جاتی ہیں اور خدائے حق تعالیٰ میرے قلب پر اپنی تجلی ڈالتا ہے۔ آپ کی مجلس وعظ میں تقریباً ستر ہزار کا مجمع ہوتا تھا اور چار سو علماء آپ کے کلام کو نقل کرتے تھے۔ آپ کے مواعظ سننے کے لیے ہر طبقۂ خیال اور مکتبۂ فکر کے لوگ آیا کرتے تھے اور علماء و مشائخ بھی۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی شریکِ مجلس ہوتے تھے اور اپنے اپنے دامن رشد و ہدایت کے موتیوں سے بھر کر اٹھتے۔ وعظ کے اختتام پر کبھی آپ سے بیعت کرنے والوں کی طویل صف ہوتی تھی اور کبھی یہود و نصاریٰ مشرف بہ اسلام ہونے کے منتظر ہوتے تھے۔

Marfat.com

علم شریعت اور عرفان حقیقت

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بغداد شریف میں سکونت کا کوئی سالوں پر محیط عرصہ صرف درسی تعلیم کے حصول کے لیے ہی نہیں تھا بلکہ آپ نے اس عرصہ میں عرفان حقیقت کی منزلیں بھی طے کر لیں۔ آپ کے استاد حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ طریقت میں حضرت معروف کرخی، حضرت سری سقطی اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے منسلک تھے۔ لہٰذا حضرت ابوسعید مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رشتۂ تدریس کے علاوہ رشتۂ ارادت بھی قائم ہو چکا تھا۔ آپ جامعہ کے اوقات مقررہ کے علاوہ بھی ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے اور ان کی ذکر وفکر کی مجالس سے مستفید ہوا کرتے تھے بلکہ یہ کہنا زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ حصول علم کی راہوں میں جب استقامت، صبر، تحمل، ایثار اور جہاد نفس کا مظاہرہ آتا ہے اس میں بھی رنگ طریقت نمایاں نظر آتا ہے۔

طریقت اور سلوک کی منزلیں

شیخ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا کہ میں 11 سال برج عجمی میں رہا۔ ایک روز میں نے عہد کیا کہ میں نہ کھاؤں گا، نہ پیوں گا جب تک کوئی اپنے ہاتھ سے نہ کھانا کھلائے گا۔ چنانچہ چالیس روز گزر گئے۔ ایک روز ایک شخص آیا۔ میرے سامنے کھانا رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت اس قدر تھی کہ میرا نفس مجھ پر غالب آنے لگا۔ پھر میں کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانے والا ہی تھا کہ مجھے اپنا عہد یاد آ گیا۔ میں نے اپنے نفس کو مخاطف کر کے کہا۔ چاہے میری موت ہی کیوں نہ آ جائے میں اپنا عہد نہیں توڑوں گا۔ ابھی بُرج عجمی میں میرے الفاظ ہی گونج رہے تھے۔ ایک چیخ سنائی دی۔ ہائے بھوک۔ ہائے بھوک۔ اسی دوران میرے پیرومرشد ابوسعید داخل ہوئے۔ فرمایا!

Marfat.com

عبدالقادر یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی یہ میرے نفس کا اضطراب ہے۔ مگر روح اپنے مالک کے ذکر میں مشغول ہے اور اقرار حاصل ہے۔ اس کے بعد میرے پیرو مرشد اپنے گھر لے گئے اور اپنے ہاتھ سے کھانا کھلانے لگے۔ یہاں تک کہ میں خوب سیر ہو کر کھانا کھالیا۔

ایک روز حضرت ابوسعید خضری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو خرقہ خلافت اپنے ہاتھوں سے پہنایا اور اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا۔ کھانا ہر لقمہ اور ہر گھونٹ جہاں جسم کو تروتازگی دے رہا تھا وہاں روح کو بالیدگی اور باطن کو منور کر رہا ہوتا۔ اور فرمایا اے عبدالقادر! یہ وہی خرقہ طریقت ہے جس کا سلسلہ حضور سیدنا محمد ﷺ سے شروع ہوا تھا۔ آپ نے خرقہ حضرت علیؓ کو عطا فرمایا تھا۔ ان سے اولیاء اکرام کاملین کے ہاتھوں منتقل ہوتا ہوا آپ تک پہنچا ہے۔

فیض نبی ﷺ وفیض علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

821ھ میں جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے آپ کے دہن مبارک میں لعاب دہن ڈالا اور حکم دیا کہ آپ وعظ کیا کریں تو آپ نے وعظ و تبلیغ کا عظیم کام شروع کر دیا۔ آپ کو سلسلہ موعظت شروع کیے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ عجمی ہونے کے باوجود آپ کی زبان و بیاں میں وہ روانی، تسلسل اور شیریں بیانی آ گئی کہ عرب کے بڑے بڑے فصحاء اور قادر البیان خطیب حیرت زدہ رہ گئے۔ ایک قلیل مدت میں آپ کی شہرت نہ صرف بغداد کے گوشے گوشے میں پھیل گئی بلکہ بغداد سے باہر کی دنیا میں بھی آپ کے چرچے ہونے لگے۔

تمام اولیائے کاملین نے اپنی گردنیں خم کردیں

بہجۃ الاسرار میں یہ ذکر ملتا ہے کہ تقریباً ایک سو مشائخ موجود تھے، آپ بر سر منبر جلوہ افروز ہوئے اور ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

Marfat.com

قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله.

جس روز آپ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے اسی روز تمام مشائخ نے اپنی چشم باطن سے مشاہدہ کیا کہ تاج غوثیت آپ کے سر مبارک پر رکھا گیا اور علم قطبیت لہرا رہا ہے۔ آپ کے عہد سے قبل اور بعد کے اولیاء اللہ نے آپ کو غوث اعظم تسلیم کیا اور تمام اولیائے کرام نے اپنی گردنیں آپ کے سامنے جھکا دیں۔

حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ کی تعلیمات

آپ کا عہد مبارک پانچویں صدی ہجری کا درمیانی عرصہ ہے۔ آپ نے اپنے استدلال کی بنیاد حدیث اور قرآن پر رکھی اور اپنا پورا زور اس پر صرف کر دیا کہ لوگوں میں اسلام کے لیے عمل کرنے اور قربانی دینے کا جذبہ بیدار ہو جائے۔ امراء و سلاطین کو آپ نے ملک گیری کی ہوس سے بچنے کی تلقین کی، عوام کو دنیا داری اور حرص و طمع سے دامن بچانے کی ہدایت کی، علماء و زہاد کو کبر و ریا سے دور رہنے کی نصیحت فرمائی۔ آپ کے خطبات مبارکہ میں ترک دنیا نہیں بلکہ اصلاح دنیا کا تقاضا صاف نظر آتا ہے۔

آپ کی تعلیمات نے از سر نو لوگوں کو قرآن اور حدیث کی طرف مائل کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ ان میں جدوجہد کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ راقم کے نزدیک حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہی بہت بڑی کرامت تھی کہ آپ نے مردہ دلوں کو حیات نو بخشی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کو اللہ کیلئے وقف کر دیا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کو تعلیم و تربیت کے بعد اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ میں تم سے دنیا حاصل کرنے کی خواہش نہیں رکھتا ہوں۔ میں نے تمہیں علم دین سے آراستہ کر دیا ہے لہذا میں تمہیں اللہ کیلئے وقف کرتا ہوں۔ تم مخلوق خدا کی بھلائی کیلئے انہیں علم دین سکھاؤ اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو راہ راست پر رکھنے کی کوشش کرو۔ اگر تم اس کام پر لگے رہو گے تو میرے طریق پر رہو گے۔ اس کے علاوہ کوئی راستہ اختیار نہ کرو۔

Marfat.com

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا! ''جب آدمی دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔

لیکن تین نہیں

۱)۔صدقہ جاریہ ۲)۔وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔

۳)۔وہ اولاد جو اس کے حق میں دُعا کرے۔''

کفار کی طرف سے ایک سازش

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تقریباً چار برس قبل ایک سازش نمودار ہوئی۔ کفار نے ناپاک ارادہ کیا کہ نبی ﷺ کو گنبد خضریٰ سے نکال کر لے جائیں۔ اس سازش میں انہوں نے سرنگ لگانا شروع کر دی۔ ایک روز نبی کریم ﷺ خواب میں سلطان نورالدین زنگی کو حکم فرماتے ہیں کہ دو کتے تنگ کر رہے ہیں۔ سلطان بیدار ہوا اور رونے لگا۔ عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔ دوسری رات پھر نبی ﷺ نے فرمایا۔ دو کتے تنگ کر رہے ہیں۔ پھر سلطان بیدار ہوا۔ عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔ مجھے سمجھائیں۔ تیسری رات خواب میں نبی ﷺ نے اُن غلیظ لوگوں کی شکلیں سلطان کے سامنے کیں کہ یہ کتے تنگ کر رہے ہیں۔ اسی رات سلطان بیدار ہوا اور نماز فجر کے ساتھ ہی فوج کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور صبح تک مدینہ شریف پہنچ گیا۔ مدینے پہنچے پر تمام مدینہ والوں کو طعام کی دعوت دی۔ اس دعوت میں آپ نے حکم دیا کہ کوئی شخص بچہ، بوڑھا، عورت کوئی بھی گھر میں نہ رہے۔ چنانچہ تمام لوگ دعوت میں آ گئے۔ سلطان نے غور سے دیکھا۔ دو شخص نہیں تھے۔ سلطان نے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی آدمی رہ تو نہیں گیا۔ لوگوں نے کہا کہ سب آ گئے ہیں۔ سلطان نے پھر پوچھا تو ایک بزرگ نے بتایا کہ دو آدمی ایسے ہیں جو روضہ رسول کے ساتھ کمرے میں عبادت میں مصروف ہیں۔ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ سلطان فوراً اسی

Marfat.com

کمرے کی طرف چل پڑا۔ جاکر کمرے کا بغور جائزہ لیا۔ اس میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ سلطان نے کمرے کا معائنہ کیا۔ جہاں نماز کیلئے تختہ پڑا تھا وہ اٹھایا تو اس کے نیچے سرنگ تھی۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک ننگے ہو گئے تھے۔ اس کے بعد سلطان نے اُن لوگوں کے سر قلم کر دیئے۔ روضۂ رسول کے چاروں جانب کھدائی کروا کر مختلف دھاتوں کی دیوار بنا دی کہ آئندہ کوئی شخص ناپاک سازش نہ کرے۔

ایک روایت

روایت میں آتا ہے سلطان نورالدین زنگی کے ایک جرنیل جن کا نام شیر کوہ ہے، یہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے چچا تھے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی اپنے چچا کے ساتھ بچپن میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور دعاؤں کے ساتھ واپس چلے آئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی برکت سے جب صلاح الدین ایوبی سلطان بنے تو یہود و نصاریٰ نے سازش کی، آپ کو ایک عورت پیش کی جو بہت حسین و جمیل تھی، سلطان صلاح الدین ایوبی نے فرمایا کہ میں اپنی بیوی رکھتا ہوں مجھے اس کی ضرورت نہیں، یہ کہہ کر عورت کو واپس کر دیا۔ لیکن آپ کے جرنیل نے عرض کی کہ میں عورت کی خواہش رکھتا ہوں یہ عورت مجھے عطا کی جائے۔ چنانچہ یہ عورت اس جرنیل کو دے دی گئی۔ ایک صبح جرنیل مردہ پایا گیا اور اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔ اس کی موت کے بارے میں عورت سے دریافت کیا گیا اور پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے بتایا کہ میں یہود و نصاریٰ کے ایک ادارے کی طرف سے آئی ہوں یہ ادارہ بچیوں کو بچپن سے لے کر جوانی تک زہر دے کر پرورش کرتا ہے۔ مجھے بھی بچپن سے لے کر اب تک زہر دیا گیا ہے تاکہ میں مسلمان حاکم وقت کیلئے کام آؤں۔ جو بھی میرے ساتھ مَس کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ تو ایمان کی پختگی کی وجہ سے یہود و نصاریٰ کی اس سازش سے سلطان صلاح الدین ایوبی محفوظ رہے۔

Marfat.com

وصالِ پرملال

561ھ کا سال شروع ہوا تو آپ کی طبیعت ناساز ہونا شروع ہوگئی، روزمرہ کے معمولات میں بھی کمی ہوگئی، اہل خانہ اور اہل طریقت کو تشویش ہونے لگی۔ ربیع الثانی کا مہینہ شروع ہوا تو نقاہت میں اور اضافہ ہوگیا جس میں درد اور بخار، کبھی کم اور کبھی زیادہ ہوجاتا۔ بیشتر وقت بستر علالت پر گزرنے لگا۔ جب آپ کی حالت زیادہ غیر ہوئی تو بغداد کے مشائخ کبار اور فرزندان ذی وقار آپ کے حجرہ مبارکہ میں آپ کے گرد جمع ہوگئے۔ ہر ایک خاموش تھا لیکن حیران و پریشان، کوئی نہیں جانتا تھا کہ آپ سے کیا کہے اور کیا کرے۔ آپ تکلیف میں بھی تھے اور یادِالٰہی میں مصروف بھی۔ قلب ہی نہیں بلکہ انگ انگ اللہ اللہ کہہ رہا تھا۔ فرزندان گرامی نے جب غروب آفتاب کے آثار دیکھے تو عرض کیا: "یا حضور! ہمیں کوئی وصیت فرمائیں۔" ارشاد ہوا: "اللہ تعالیٰ کے لیے تقویٰ اختیار کرو، اللہ کے علاوہ کسی سے خائف نہ ہو، اللہ کے سوا کسی سے امیدیں وابستہ نہ کرو، اپنی ضروریات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردو، اللہ کے سوا کسی پر اعتماد نہ کرو، ہر چیز اللہ ہی سے طلب کرو اور کسی دوسرے پر بھروسہ نہ کرو، توحید پر قائم رہو جس پر سب کا اتفاق ہے۔ کچھ دیر بعد آپ نے تازہ وضو کی خواہش ظاہر کی۔ وضو کرکے آپ مصلیٰ پر بیٹھ گئے اور نماز عشاء ادا فرمائی۔ یہ زندگی کی آخری نماز تھی، نماز کے بعد بارگاہ ربوبیت میں یوں عرض گزار ہوئے:

"اے اللہ! رسول کریم ﷺ کی امت کی مغفرت فرما۔

اے اللہ! رسول کریم ﷺ کی امت پر رحم فرما۔

اے اللہ! رسول کریم ﷺ کی امت کے گناہوں، خطاؤں اور غلطیوں کو معاف فرما۔"

اس کے بعد آپ بستر پر دراز ہوگئے اور تین بار اللہ، اللہ، اللہ قدرے زور دے کر

Marfat.com

کہا اور پھر آپ کی روح اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر گئی۔ آپ کی تاریخ وصال 11 ربیع الثانی 561ھ ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہماری تین عیدیں ہیں۔

۱)۔ دنیا سے ایمان کے ساتھ جانا

۲)۔ پل صراط سے گزرنا۔

۳)۔ روزِ محشر رب کا دیدار کرنا۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

محفل گیارہویں شریف کے آغاز کا سبب

حضرت محمد یوسف قادری کہلاتے ہیں اور نقشبندی بھی ان کا مزار موہری برسال شریف تحصیل سوہادہ ضلع گوجرخان ہے۔ایک بار میں حضرت محمد یوسف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ختم گیارہویں کیلئے حاضر خدمت ہوا تو آپ نے علماء کرام کو گیارہویں شریف کا سبب بیان فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں آپ کے مریدین بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی محفل میں اکثر سوالی آجاتے تھے کیونکہ آپ کا دست عطا بہت کشادہ تھا اس لئے آپ انہیں کچھ نہ کچھ عطا کر دیتے تھے ایک روز ایسا ہوا کہ ایک سوالی آیا اس وقت آپ کے پاس کوئی شے نہیں تھی جو کہ اسے دیتے آپ نے اس سوالی کو ٹھہرنے کا حکم فرمایا اور چلے گئے دروزے پر دستک دی اور پھر اپنے گھر داخل ہوئے تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی نے اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ گھر میں کچھ ہے؟ ایک سوالی آیا ہے اسے کچھ دینا ہے یہ سن کر آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کی کہ کل جو فالتو کپڑے تھے وہ بھی دے دیئے تھے آج یہ حالت ہے کہ ایک چادر ہے جس کو میں اوڑھتی ہوں یہ چادر اتنی ہے کہ سر کو ڈھانپوں تو پاؤں ننگے ہوتے ہیں اور پاؤں ڈھانپوں تو سر ننگا ہوتا ہے۔

حضرت محمد یوسف قادری نقشبندی اور تلاوتِ قرآن

حضرت محمد یوسف قادری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ موہری برسال والے آپ سے میری پہلی ملاقات ۱۹۸۴ء میں ہوئی۔آپ نے فرمایا کہ میری عمر ایک سو سات برس ہے آپ کو قراءت قرآن کی تلاوت کے سترہ لہجوں پر عبور حاصل تھا۔آپ نے اپنے بیان میں فرمایا کہ میں ترکی میں تھا میری تلاوت سن کر ایک تاجر مجھے اپنے گھر لے گیا میں نے سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کی۔تاجر میری تلاوت سن کر گر کر بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو اس

Marfat.com

نے وضو کیا اور پھر عرض کرنے لگا کہ مجھے تلاوت سنائیں۔ تاجر تلاوت سنتے سنتے دوبارہ غش کھا کر گر پڑا۔ حتیٰ کہ ایسا کئی دفعہ ہوا۔ الغرض رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا۔ تو اس نے اپنی سیف کا دروازہ کھولا۔ تمام الماری نوٹوں کی گڈیوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ تاجر عرض کرنے لگا آپ جتنی دولت چاہیں یہاں سے اٹھا سکتے ہیں۔ آپ کو اجازت ہے۔ یہ بات سن کر میں نے کہا کہ میں نے تلاوت رضائے الٰہی کیلئے سنائی ہے مال وجاہ کیلئے نہیں۔

حضرت محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دو تین بار جانے کا اتفاق ہوا آپ جس جگہ قیام پذیر تھے وہ جگہ پہاڑوں کے دامن میں تھی اور ہم نے دیکھا کہ وہی جگہ سرسبز و شاداب تھی وہاں آپ نے مسجد، ایک کنواں اور اپنے حجرہ کی جگہ بنا رکھی تھی اور اپنی حیات میں ہی اپنے مزار کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ آپ کے حجرہ مبارکہ میں جانے کیلئے چند سیڑھیاں تھیں۔ جب آپ صبح تلاوت فرماتے تو ہم نے دیکھا کہ سیڑھیوں پر جانور اور پرندے بھی ادب سے بیٹھے ہوتے تھے۔

سوالی خالی نہ جائے

یہی بات گیارہویں شریف کا باعث بنی کہ سوالی آپ کے پاس آتے اور کسی وقت کوئی شے دینے کو نہ ہوتی اس لیے آپ نے فرمایا کہ کوئی ایک دن مقرر کرلو۔ تاکہ سوالی آئیں اور اپنی حاجت کی چیزیں لے لیا کریں۔ کیونکہ بعض اوقات میرے پاس کوئی شے نہیں ہوتی اور مجھے شرم آتی ہے کہ کوئی سوالی اللہ کا نام لے کر سوال کرے اور میں اسے خالی بھیج دوں اس طرح مریدین نے ایک دن مقرر کر دیا چنانچہ اس طرح گیارہویں تاریخ مقرر ہوگئی یہ تاریخ مریدین کے باہمی مشورہ سے طے کی یہ بات سن کر مریدین نے عرض کی آپ نظر والے ہیں اس لئے آپ خود ہی کوئی دن مقرر کردیں چنانچہ آپ نے سوالیوں کیلئے ایک دن یعنی گیارہویں تاریخ مقرر کردی۔ اسی وجہ سے حضور غوث پاک سے یہ گیارہویں شریف منسوب ہے۔

Marfat.com

مریدین کے لیے گیارہ تاریخ کے انتخاب میں ایک سہولت

اس واقعہ کو حضرت مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا اپنی کتاب ''جاء الحق'' میں۔ صفحہ نمبر 277 پہ یوں رقمطراز ہیں۔ سلاطین اسلامیہ کے تمام محکموں میں چاند کی دسویں تاریخ کو تنخواہ تقسیم ہوتی تھی۔ آپ کے مریدین کی نیت یہ ہوتی کہ تنخواہ کی پہلی رقم سے حضرت غوث پاک کے نام پر کچھ پیسہ خرچ ہو۔ اس فاتحہ کا نام گیارہویں شریف سے منسوب ہوگیا۔ اس طرح مسلمانوں میں اس فاتحہ کا نام ہی گیارہویں شریف پڑ گیا۔

ایک اور روایت کے مطابق حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارہویں یعنی ۱۲ تاریخ کو میلاد کے بہت پابند تھے ایک بار خواب میں سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبدالقادر! تم نے بارہویں سے ہم کو یاد کیا۔ ہم تم کو گیارہویں دیتے ہیں یعنی لوگ گیارہویں سے تم کو یاد کریں گے۔ (صفحہ نمبر 276 ''جاء الحق)

دس محرم کو بڑے بڑے واقعات

نیز لکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے بڑے بڑے واقعات محرم کی دسویں تاریخ کو ہوئے۔

۱۔ حضرت آدم وحوا کا زمین پر تشریف لانا۔

۲۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول اسی تاریخ کو ہوئی۔

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا پار لگنا۔

۴۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ذبح سے نجات پانا۔

۵۔ حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا۔

۶۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے فرزند سے ملنا۔

۷۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ سے نجات پانا۔

۸۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے نجات پانا۔

Marfat.com

۹۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا شفاء پانا۔

۱۰۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اور سرداران جنت کا رتبہ حاصل کرنا۔

تمام واقعات محرم کی دسویں تاریخ کو ہوئے۔ اور اسی وجہ سے دن دسواں اور رات گیارہویں اور گیارہویں شریف سے منسوب کر دیا گیا۔

گیارہویں شریف کے معاشرے پر اثرات

گیارہویں شریف معاشرے میں بیدار مغز افراد کا ایسا گروہ پیدا ہونے کا ایک ذریعہ ہے جو کہ اسلامی تعلیمات کو از سر نو زندہ رکھیں۔ جہاں افراد اپنے فطری میلان کے مطابق مختلف علمی فنون سیکھ کر مختلف پیشے اختیار کرتے ہیں وہاں اسلامی نظریہ حیات سے بھی انہیں پوری واقفیت ہو سکے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ معاشرہ میں اسلامی نظریہ روشن کیا جا سکے۔

آنحضور ﷺ نے قبیلہ اشعری کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اشعری لوگ جب غزوہ میں ان کا زادِ راہ ختم ہو جاتا یا مدینہ شریف میں ان کے عیال کا کھانا کم ہو جاتا تو جو کچھ بھی کسی کے پاس ہوتا وہ سب مل کر ایک کپڑے میں جمع کرتے اور پھر آپس میں ایک برتن میں برابر بانٹ لیتے ہیں۔ یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔

گیارہویں شریف کے چند دیگر مقاصد

گیارہویں شریف مسلمانوں کی قوت کو یکجا کرنے کا ایک ذریعہ بھی ہے اور نبی ﷺ کی ایک سنت بھی۔ یعنی نبی کریم ﷺ کے پاس غریب اور مفلس گروہ ہر وقت ہوتا جو کہ اسلامی تعلیمات سیکھتے جنہیں اصحاب صفہ کہا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ انکی مالی معاونت فرماتے ان کو کھانا کھلاتے بعض روایات میں آتا ہے کہ ایک دودھ کا پیالہ آتا جس سے سب نوش فرماتے آپ نے ان میں اتنی غیرت ایمانی بھر دی تھی کہ کئی اصحاب جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور فروخت کرتے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے تھے اور جو رقم

Marfat.com

بچ جاتی وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے یہی سلسلہ اولیائے کرام میں آج تک زندہ ہے۔ عرفِ عام میں سلسلہ نقشبندیہ۔ سلسلہ قادریہ۔ سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ چشتیہ ان تمام سلاسل نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کیلئے ان کی قوت کو یکجا کیا۔ اور غریب اور امیر کو ایک ہی صف میں بٹھایا امارت اور غربت کا فرق مٹا کر عزت کی بنیاد تقویٰ پہ رکھی۔

صوفیائے کرام کے پاس جو زائد رقم ہوتی وہ اللہ کی راہ میں لگا دیتے یہی انبیاء کی سنت ہے۔ تعلیم و تربیت بھی فی سبیل اللہ کرتے اور بے غرض عبادت کرتے اور کسی بھی دنیاوی طمع کو خاطر میں نہ لاتے۔ الغرض اسی وجہ سے حضرت عبدالقادر جیلانی کے مریدین جب تنخواہ لاتے تو تمام رقم یکجا کر کے ایصالِ ثواب کیلئے لنگر و شیرینی تقسیم کرتے اسی وجہ سے سالانہ عرس بھی اہتمام سے منائے جاتے ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا میرا قدم اولیاء کی گردن پر ہے

ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کے اس قول پر غور و فکر کر رہا تھا کہ میرا قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ علماء کرام نے اس بارے میں مختلف رائے لکھی ہیں لیکن ایک روز اسی بارے میں غور و فکر کر رہا تھا کہ مجھے اُونگھ آ گئی اور اس دوران حضرت خواجہ سید محمد مسعود احمد انور حبیبی تشریف فرما ہوئے آپ نے فرمایا تم یہ دعا کیا کرو۔ یا اللہ مجھے نبی ﷺ کا نقشِ پا تلاش کرتے کرتے موت آ جائے یعنی اس کا ایک پہلو یہ ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا علم کے راستے میں کسی شخص کو چلتے چلتے اگر موت آتی ہے وہ شہادت کی موت مرتا ہے۔ دوسری حدیث میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے شہادت کی آرزو نہ کی، اللہ تعالیٰ کو اس شخص کی کوئی پرواہ نہیں چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اس سے دو پہلو نکلتے ہیں ایک علم کی راہ چلتے موت آئے تو شہادت کی موت ہوتی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ اولیاء کرام علم کے راستے چلتے چلتے دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ تو شہادت کی موت مرتے ہیں۔

Marfat.com

شہنشاہ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

غلام حلقہ بگوشِ رسول ساداتم
زہے نجات نمودن حبیب و آیاتم

کفایت است درودِ رسول اولادش
ہمیشہ ورد زباں جملہ مہماتم

ز غیرِ آلِ نبی حاجتے اگر طلبم
روا مدار یکے از ہزار حاجاتم

دلم ز عشقِ محمد پُر است و آلِ مجید
گواہ حال من است ایں ہمہ حکایاتم

چو ذرہ ذرہ شود ایں تنم بہ خاکِ لحد
تو بشنوی صلوات از جمیع ذراتم

کمینہ خادم خدام خاندانِ تو ام
ز خادمی تو دائم بود مناجاتم

سلام گویم و صلوات بر تو ہر نفسے
قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

Marfat.com

شیخ الاسلام حضرت شرف الدین

ابو عبداللہ محمد بن سعد بن حماد البوصیری مصری رحمۃ اللہ علیہ

صاحب القصیدہ البردہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مرض فالج میں مبتلا ہوئے تو آپ کا نصف بدن بالکل بے حس و معطل ہو گیا۔

علامہ بوصیری پر جب فالج کا حملہ ہوا تو یہ بزرگ پیروں سے معذور ہو کر چلنے پھرنے سے مجبور ہو گئے۔ 679ء میں جب کہ آپ کی معذوری پر کئی سال گزر چکے تھے کہ آپ کے دل میں یہ القاء ہوا کہ حضور رسالت ماب ﷺ کی نعت و مدح میں ایک قصیدہ نظم کریں۔ چنانچہ انہوں نے یہ قصیدہ لکھا اور اس کا نام ''الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ'' رکھا۔ حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ وہ یہ قصیدہ دربار رسالت ماب ﷺ میں پڑھ رہے ہیں۔ اور حضور ﷺ اس کی سماعت سے نہایت مسرور ہو رہے ہیں تو آپ ﷺ نے علامہ بوصیری کو ایک یمنی چادر عطا فرمائی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کے جسم پر فی الواقع وہ مبارک اور مقدس چادر موجود تھی جو شب کو حضور رحمت عالم ﷺ نے عطا فرمائی تھی۔ اور اس کی برکت سے اپنے پیروں کو چلنے پھرنے کے قابل پایا۔ اور انہیں مرض سے شفا نصیب ہو گئی۔ اس پر شیخ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ خداوندی میں شکر بجا لائے۔

صبح کے وقت شیخ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ بازار تشریف لے جا رہے تھے کہ انہیں راستے میں ایک بزرگ ملے اور نقل قصیدہ کی اجازت چاہی۔ شیخ نے جواب میں کہا کہ میں نے تو حضور ﷺ کی مدح میں متعدد قصائد لکھے ہیں۔ آپ کون سے قصیدہ کی نقل چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا اس کی جس کی ابتدا ''اَمِنْ تَذَکُّرِ'' سے ہوتی ہے۔ شیخ نے کہا میرے اس قصیدہ کی کسی کو اطلاع نہیں، آپ کو کیسے علم ہو گیا؟ ان بزرگ نے رات کے خواب کا

Marfat.com

واقعہ من وعن بیان کیا اور فرمایا کہ میں بھی اس وقت بارگاہ رسالت ماب ﷺ میں موجود تھا۔ چنانچہ شیخ نے انہیں اس قصیدہ کی نقل دے دی۔

یہ خبر ملک طاہر کے وزیر شیخ بہاؤالدین کو پہنچی۔ وہ نہایت حسن عقیدت سے سروپا برہنہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس قصیدہ کو سنا۔ اور اسے نہایت احترام سے اپنے سر پر رکھ کر طالب برکت ہوا۔ نیز سعد الدین فاروقی جو وزیر مذکور کے نائب تھے، نابینا ہو گئے تھے۔ انہوں نے ایک شب خواب میں رسول کریم ﷺ کی زیارت کی اور حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ وزیر سے قصیدہ لے کر اپنی دونوں آنکھوں پر مل لو اس کی برکت سے خداوند قدوس تمہیں بینا فرمادے گا۔ چنانچہ انہوں نے بہ تعمیل ارشاد نبوی ﷺ صبح وزیر موصوف سے قصیدہ لے کر اپنی آنکھوں سے مل لیا اور فوری بینا ہو گئے۔

اس قصیدہ کی چار دانگ عالم میں بہت دھومیں مچیں۔ یہ قصیدہ عشاق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دلوں کی جان ہے۔ اس قصیدہ کو اتنی زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ تمام مدارس دینی کے اندر صبح پڑھائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید کے بعد اسی قصیدے سے کیا جاتا ہے۔ اور یہ قصیدہ ہر دینی و مذہبی محفل میں حصول برکت کیلئے پڑھا جاتا ہے۔ امام ابوبصیری 1211ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور 1294ھ میں مصر میں ہی وصال ہوا اور مصر میں ہی آپ کا مزار ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

(1211ء-1294ء)

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

محمد سید الکونین والثقلین
والفریقین من عرب ومن عجم

هو الحبیب الذی ترجی شفاعته
لکل هول من الاهوال مقتحم

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه
سواک عند حلول الحادث العمم

فاق النبیین فی خلق وخلق
ولم یدانوه فی علم ولا کرم

وکلهم من رسول اللّٰه ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الدیم

منزه عن شریک فی محاسنه
فجوهر الحسن فیه غیر منقسم

Marfat.com

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر
وانہ خیر خلق اللّٰہ کلھم

لم الرضا عن ابی بکر و عن عمر
وعن علی وعن عثمان ذی الکرم

امن تذکر جیرانٍ بذی سلم
مزجت دمعا جری من مقلۃٍ بدم

فما لعینیک ان قلت اکففا ھمتا
وما لقلبک ان قلت استفق یھم

ایحسب الصب ان الحب منکتم
ما بین منسجم منہ ومضطرم

لو لا الھوی لم ترق دمعا علی طلل
ولا ارقت لذکر البان والعلم

فکیف تنکر حبا بعد ما شھدت
بہ علیک عدول الدمع والسقم

و البت الوجد خطی عبرۃ وضنی
مثل البھار علی خدیک والعنم

Marfat.com

نعم سری طیف من اھوی فارقنی
والحب یعترض اللذات بالالم

یا رب جمعا طلبنا منک مغفرۃ
وحسن خاتمۃ یا واسع الکرم

یارب بالمصطفٰے بلغ مقاصدنا
واغفرلنا ما مضٰی یاباریٔ النسم

☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت:

حضرت باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام محمد رضی الدین تھا۔ آپ ۱۲ جولائی ۱۵۶۵ء میں کابل کے مقام پر پیدا ہوئے۔

سلسلہ بیعت:

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کا کردار:

آپ ان مبلغین اسلام میں سے ہیں جنہوں نے اپنے وطن چھوڑ کر اپنی زندگیاں اشاعت اسلام کے مقدس مقصد کیلئے وقف کر دیں۔ اور اپنی خانقاہوں میں روحانی مراکز قائم کئے۔ مخلوق خدا کو خدائے واحد کی پرستش کی دعوت دی اور انہیں دین اسلام کی برکات سے آگاہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ہی بزرگوں کی وساطت سے ہمیں اسلام کی نعمت ملی۔ مغلیہ دور کے اندر اسلام کی دینی تعلیمات کی حفاظت، اسلام کی سربلندی کا کام جن بزرگوں نے سرانجام دیا، ان بزرگوں میں سرفہرست شخصیت حضرت باقی باللہ کی نظر آتی ہے۔ انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو غیر مسلم افراد کے شر سے محفوظ رکھنے کی مبارک کوشش کی۔ آپ نے مغلیہ دربار میں بڑے بڑے اہم لوگوں سے تعلق قائم کر کے ان میں اسلامی تعلیمات کا اثر پھیلایا۔ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے روابط بڑھا کر انہیں اپنے حلقۂ ارادت میں شامل کیا۔ اور ان سے دین اسلام کی نشر و اشاعت کا کام لیا۔ اس دور کے دربار شاہی کے بااثر افراد میں نواب مرتضیٰ خان، عبد الرحیم خانخاناں قلیج خان شامل ہیں۔

Marfat.com

خواجہ باقی باللہ کے مشن کو جاری رکھنے والے بزرگ:

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اگر کسی بزرگ نے آپ کے مشن کو جاری رکھا تو وہ چشتی بزرگ جن کا نام ٹیپو سلطان تھا۔ یہ بزرگ اوکاٹ کے مشہور ولی اللہ تھے۔ آپ کی دعا سے سلطان حیدر علی کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام فتح علی تھا۔ جو بعد میں اپنے پیر ومرشد کے نام کے ساتھ ٹیپو سلطان کے نام سے مشہور ہوا۔ سلطان فتح علی ایک اچھے تعلیم یافتہ عالم فاضل انسان تھے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ تجربہ کار سپاہی ایک بلند پایہ سیاستدان بھی تھے۔ آپ کا قول ہے گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

ابھی تک آ رہی ہے یہ صدا تربت کے سینے سے
اگر ذلت کا جینا ہو تو موت اچھی ہے جینے سے

خواجہ صاحب کے خلفاء کرام:

آپ کے خلفاء کرام میں حضرت مجدد الف ثانی سب سے مشہور ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے علاوہ آپ کے خلفاء میں حضرت تاج الدین سنبھلی، حضرت شیخ اللہ داد، حضرت خواجہ محمد نور اور مرزا حسام الدین احمد کافی مشہور ہیں ان سب بزرگوں نے اگرچہ اپنے پیر ومرشد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی تمام عمر تبلیغ اسلام کیلئے وقف کر دی، لیکن ان سب حضرات میں سے جو قبولیت حضرت مجدد الف ثانی کو حاصل ہوئی وہ ان میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نانبائی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مہمان آ گیا، تو آپ نے فرمایا جو

Marfat.com

اس مہمان کو خوش کردے گا۔ میں اس کو خوش کردوں گا۔ چنانچہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید حضرت نانبائی جو کہ آپ کے لنگر کی روٹیاں پکاتے تھے، اس مہمان کو اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ رات کو مہمان کی خدمت وتواضع کی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت نانبائی، حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نے ہمارے مہمان کو خوش کیا، اب ہم تمہیں خوش کردیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ مانگو جو کچھ مانگنا ہے۔ تو عرض کی کہ حضور آپ کا دیا اور خدا کا دیا سب کچھ ہے، حضرت آپ مجھے اپنے جیسا کردیں۔ آپ نے فرمایا کہ اور کچھ مانگ لو۔ اتنا تمہارا ظرف نہیں۔ اس کے بعد نانبائی نے پھر عرض کی: حضور آپ کا دیا اور خدا کا دیا سب کچھ ہے، مجھے اپنے جیسا کردیں۔ آپ نے فرمایا اور کچھ مانگ لے۔ عرض کی نہیں، حضور بس مجھے اپنے جیسا ہی کردیں۔ آپ نے توجہ فرمائی تو نانبائی آپ جیسے ہوگئے۔ کسی شخص کو یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ نانبائی کون ہیں اور باقی باللہ کون ہیں۔ فرق صرف اتنا تھا کہ حضرت باقی باللہ باہوش تھے اور نانبائی بے ہوش تھے۔ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے نانبائی کے گھر والوں سے فرمایا کہ اسے اپنے گھر لے جاؤ۔ یہ تین دن تک زندہ رہے گا۔ کیونکہ جتنا بوجھ اٹھانے کی التجا کی ہے۔ اتنا بوجھ اٹھا نہیں سکتا تھا۔ اسی کشمکش میں یہ تین دن تک زندہ رہے گا۔ حضرت باقی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے جب مدینہ طیبہ میں داخل ہورہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق کی صورت بھی آپ جیسی ہوگئی تھی۔ لوگ یہ پہچان نہیں رکھتے تھے کہ نبی کون ہیں اور نبی کا غلام کون ہے۔ لوگ حضرت ابوبکر صدیق سے مصافحہ کرتے یہ سمجھ کر کہ آپ ہی آقا ہیں۔ لیکن یہ بات حضرت ابوبکر صدیق کو گوارا نہ ہوئی آپ نے اپنی چادر اتار کر نبی کریم ﷺ کے اوپر تان دی۔ تاکہ یہ پتہ چلے کہ نبی کون ہے اور اس کا غلام کون ہے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے

Marfat.com

اوپر چادر تانی تو سب کو پتہ چل گیا کہ یہ ہمارے آقا ہیں تو پھر لوگ نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کرنے لگے۔ الغرض ایسی ہی کیفیت میں حضرت باقی باللہ اور نانبائی دو چار ہوئے۔

وصال پرملال:

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بہت سے نفوس قدسی اسلامی تبلیغ کیلئے تیار کرنے کے بعد اس دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے۔ آپ کا وصال ۳۰ نومبر ۱۶۰۳ء میں ہوا اور دہلی میں مدفون ہوئے۔

Marfat.com

خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

گرم فیض ازل بخشد دل و دست
کہ درہم ریزم ایں بت خانہ پست
ازیں اقبال یابم احترامے
کنم خاصان احمد را سلامے
سرشک افشاں زمیں بوس و ثنا گو
بسلطان رسالت آورم رو
چودر نظارہ روشن کنم رائے
دریں نظارہ جاوید اقام پائے
تماشا راجگر بخشم کہ می جوش
تمنا را دہن گیرم کہ خاموش
بدل گویم سعادت ہم نشین است
مقام قاب قوسین تو این است
جمال خواجہ معراج وجود ہست
قبول ذرہ التاج وجود ست

☆☆☆.................☆☆☆.................☆☆☆

Marfat.com

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت اور ابتدائی زندگی:

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ آپ 537ھ میں اصفہان کے مقام پر پیدا ہوئے۔آپ نے 96 برس کی عمر پائی۔آپ کے والد محترم کا نام سید غیاث الدین تھا۔اور والدہ محترمہ کا نام سیدہ ام الورع ماہ نور تھا۔آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ پھر علاقائی مدرسہ میں داخل ہوئے۔ 9 برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ اور جب آپ تیرہ برس کے ہوئے تو آپ کے والد محترم کا وصال ہو گیا۔اس کے بعد آپ کی طبیعت دنیا داری سے نفور اور علم وروحانیت کی طرف مائل ہوگئی۔آپ نے اپنی جائیداد فروخت کردی اور راہ خدا میں تقسیم کردی۔

حصول علم کیلئے سفر:

والدہ محترمہ سے اجازت لے کر حصول علم کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ پہلے ثمرقند پہنچے۔اور ثمرقند کے مشہور علماء میں سے مشہور بزرگ حضرت مولانا شرف الدین کی توجہ سے بہت جلد ظاہری علوم میں دسترس حاصل کی۔ پھر یہاں سے علم حاصل کرنے کے بعد بخارا پہنچے۔ وہاں کے مشہور استاد مولانا حسام الدین کی شاگردی اختیار کی۔ پھر یہاں سے آپ نے چند سالوں میں جملہ علوم دینی حاصل کرنے کے بعد نیشاپور کے قریب حضرت عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضری دی۔بیس سال مرشد کی خدمت میں آپ نے فیض روحانی حاصل کیا۔

بیعت کا شرف:

سلسلہ چشتیہ کا آغاز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہے۔مشہور روایت کے

Marfat.com

مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت خواجہ حسن بصری کو خرقۂ خلافت عطا کیا تھا۔ حضرت حسن بصری کو تمام اولیاء کے درمیان یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کنیز تھیں۔ اور خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ کی گود میں پرورش پائی اور آپ کا دودھ بھی پیا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ خلافت حضرت عثمان ہارونی تک پہنچا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری فرماتے ہیں کہ جب میں بغداد میں حضرت خواجہ جنید بغدادی کی مسجد میں حضرت شیخ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کی مجلس میں بہت سے درویش حاضر خدمت تھے۔ میں نے بھی بیعت کا ارادہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ معین الدین وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو۔ فقیر نے حکم کی تعمیل کی پھر فرمایا کہ سورۃ بقرہ پڑھو۔ میں نے تعمیل ارشاد کی۔ تو حضرت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور فقیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ

"بخدا رسانیدم و مقبول حضرت او گردانیدم"

طریقت کی منزلیں اور مرشد کریم کی عنایتیں:

اس کے بعد آپ نے اس عاجز کے بال تراشے۔ اور کلاہ چہار ترکی فقیر کے سر پر رکھی۔ پھر فرمایا اب جا اور آج کا دن اور آج کی رات مجاہدہ کرو۔ فقیر نے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ عاجز بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا اوپر دیکھ اور بتا کہ تو کہاں تک دیکھ سکتا ہے۔ فقیر نے اوپر دیکھا تو عرض کی کہ عرش معلٰی تک نگاہ جاتی ہے۔ پھر فرمایا نیچے دیکھ بتا کہاں تک نظر جاتی ہے عرض کی تحت الثریٰ تک سب کچھ عاجز کے سامنے ہے۔ پھر فرمایا کہ ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ۔ فقیر جب پڑھ کر فارغ ہوا۔ فرمایا اب اوپر دیکھ۔ اور بتا کہاں تک دیکھ سکتا ہے۔ فقیر نے عرض کی۔ حجاب

Marfat.com

عظمت تک سب کچھ عاجز کے سامنے روشن ہے۔ پھر فرمایا آنکھیں بند کرو۔ تو فقیر نے آنکھیں بند کرلیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ اب کھول دیں۔ فقیر نے آنکھیں کھول دی۔ اب حضرت نے اپنی دو انگلیاں کھول کر فرمایا کہ اب ان میں سے دیکھ کہ کہاں تک نظر جاتی ہے۔ میں نے دیکھ کر عرض کی۔ اٹھارہ ہزار (18000) عالم دکھائی دے رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بس تیرا کام پورا ہو گیا۔ پھر آپ نے قریب پڑی ہوئی اینٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا کہ اس کے نیچے جو دینار پڑے ہیں وہ فقیروں میں تقسیم کردیں۔

علماء کرام نے لکھا شیخ اس وقت صدقہ دیتا ہے۔ جب تمام کی تمام نعمت کسی کے سپرد کرنی ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کرنے کے سلسلہ میں مختلف روایتیں ملتی ہیں لیکن حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو بیعت کرنے کے بعد تمام مدارج سلوک اور منازل طے کرادیں۔ اس کے بعد آپ نے خرقۂ خلافت بھی عطا کردیا۔ اس کے ساتھ ہی خواجہ عثمان ہارونی نے اپنا مصلی نعلین چوبی عطا فرمایا اور فرمایا کہ یہ چیزیں ہمارے پیران طریقت کی یادگار ہیں۔ اپنے آپ کو ان کا اہل ثابت کرنا اور اپنے بعد ان چیزوں کا اہل جس کو سمجھو اس کے سپرد کردینا۔

مرشد کریم کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت:

آپ اپنے مرشد کے پاس بیس برس حاضر رہے اس کے بعد حج کرنے کیلئے مرشد پاک حضرت عثمان ہارونی کے ساتھ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ خانہ کعبہ پہنچ کر طواف کیا۔ میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر حضرت عثمان ہارونی نے دعا کی کہ اے مولا کریم میرے اس معین الدین کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ

"معین الدین دوست ماست اورا قبول کردم و برگزیدم"

یعنی معین الدین ہمارا دوست ہے ہم نے اس کو قبول کیا اور عزت بخشی۔ حج بیت

Marfat.com

اللہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عثمان ہارونی اور خواجہ غریب نواز نے روضۂ اطہر پر حاضری دی۔خواجہ غریب نواز کے مرشد پاک نے حکم دیا کہ آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرو۔خواجہ غریب نواز نے نہایت ادب سے بارگاہ رسالت میں سلام عرض کیا۔ الصلوٰۃ والسّلام علیك یا سیّد المرسلین وخاتم النبیین ۔روضہ اطہر سے آواز آئی۔ وعلیکم السّلام یا قطب المشائخ۔اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے خواجہ غریب نواز کو درود شریف پڑھنے کی تلقین کی۔حضرت خواجہ غریب نواز عشاء کی نماز تک درود شریف پڑھتے رہے۔اور عشاء کی نماز کے بعد آپ کی آنکھ لگ گئی۔

بارگاہ رسالت ماب ﷺ سے حکم نامہ:

خواب میں رسول مقبول ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ معین الدین! ہم نے تمہیں بحکم الٰہی سلطان الہند مقرر کیا ہے۔اب تم اپنے مرشد پاک سے اجازت لے کر ہندوستان چلے جاؤ اور اسلام کی تبلیغ کرو۔تو حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب کا واقعہ اپنے مرشد پاک کو سنایا تو آپ بہت مسرور ہوئے۔اور خواجہ غریب نواز کو فرمایا کہ تم نے ہندوستان نہیں دیکھا ہے۔ذرا اپنی آنکھیں بند کرو۔تاکہ ہم تمہیں اس اجنبی سرزمین کی سیر کرادیں جہاں تم نے جانا ہے یہاں مورخین میں بہت اختلاف ہے۔

ایک اور روایت میں مورخین لکھتے ہیں کہ آپ کو ہند کی زیارت خواب میں کرائی گئی۔اور جب آپ روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے تو اندر سے آواز آئی کہ معین الدین نام کا ایک آدمی ہے اسے ہمارے پاس لایا جائے۔چنانچہ آپ حضور رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔تو آپ ﷺ نے ہند جانے کا حکم دیا۔اس روایت میں حج پر مرشد پاک کے ساتھ جانا بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ خواجہ معین الدین چشتی کی سیاحت کا بیان کیا گیا ہے۔اللہ ورسولہ اعلم۔

Marfat.com

حکم نبوی ﷺ کی تعمیل اور سفر ہندوستان کا آغاز:

الغرض خواجہ غریب نواز نے اپنے مرشد پاک سے ہندوستان جانے کی اجازت حاصل کرنے کے بعد یہ مبارک سفر شروع فرمادیا۔ آپ متعدد مقامات پر قیام پذیر ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر سفر کرتے رہے۔ اور آپ کا یہ سفر ایک قافلے کی صورت میں تھا۔ اللہ والوں کا یہ قافلہ حسب معمول مسافت طے کرتا ہوا قلعہ شادمان اور ملتان سے ہوتا ہوا دریائے راوی کے کنارے پہنچ گیا۔

حضرت داتا گنج بخش الہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چلہ کشی:

دریائے راوی کے اس پار پنجاب کا شہر لاہور آباد تھا۔ چنانچہ دریا عبور کر کے شہر کے باہر حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر قیام فرمایا اور چلہ کشی کی۔

لاہور کا تاریخی پس منظر:

لاہور شہر پنجاب کا دار الخلافہ اور نہایت قدیم اور مشہور شہر ہے جو کہ دریائے راوی کے بائیں طرف ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ دریا پہلے شہر کے پاس ہی بہتا تھا۔ 1662ء میں دریا نے اس قدر بربادی کی کہ اینٹوں کا ایک پشتہ چار میل لمبا بنانا پڑا۔ اس کے بعد دریا اپنا رخ بدل گیا۔ پھر کبھی بھی وہ اپنی پرانی گزرگاہ پر نہیں آیا۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شکستہ دور میں لاہور مسلمان شاہی خاندان کی حکومت کا علاقہ رہا ہے۔ اور اکثر اوقات دار السلطنت بھی رہا ہے۔ پہلے اس کے گرداگرد 15 فٹ اونچی فصیل بنی ہوئی تھی اور اس کے تیرہ دروازے تھے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ دیوار گرادی گئی۔ پاکستان بننے سے ساٹھ سال قبل تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داتا گنج بخش کا مزار رائے میلا رام کے کارخانے کے پیچھے تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار اقدس پر چلہ کشی کرنے کے بعد سفر پر روانہ ہونے سے پہلے ایک شعر پڑھا جو کہ زبان زدعام ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

دہلی میں قیام اور دہلی کا تاریخی پس منظر:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور راستے میں آپ نے دلی میں قیام فرمایا۔

دہلی کا اصلی نام دلی یا دلی پور تھا۔ اس کی بنیاد راجہ دلو نے موجودہ شہر سے پانچ میل کے فاصلے پر پچاس برس قبل مسیح میں ڈالی تھی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے وقت میں بہت مرتبہ تبدیل ہوتی رہی۔ موجودہ دلی جس کو شاہجہان نے بسایا تھا اسے شاہجہان آباد کہتے تھے۔ بارہویں صدی عیسوی میں دہلی ہندوؤں کے قبضے میں رہا۔ 1192ء میں قطب الدین محمد غوری کے نائب اور بانی خاندان غلاماں نے فتح کیا۔ قطب الدین خود 1206ء میں بادشاہ ہوا۔ پھر 1319ء میں میر تیمور نے اس شہر کو فتح کیا۔ پھر 1526ء تک لودھی خاندان دلی کے حاکم رہے۔ 1526ء میں بابر نے جو امیر تیمور کی پانچویں پشت میں تھا، دہلی پر چڑھائی کی اور لودھی خاندان کا خاتمہ کر کے خاندان مغلیہ کی حکومت دلی میں قائم کی تھا۔ الغرض حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ کا کام کرنے کے بعد اجمیر کی طرف روانہ ہو گئے۔

اجمیر شریف کا تاریخی پس منظر:

اجمیر، بمبئی، بڑودہ اور سنٹرل انڈیا ریلوے یعنی بمبئی کی چھوٹی لائن ہے۔ اور مالوہ

Marfat.com

شاخ کا جنکشن ہے۔ بمبئی سے اجمیر 615ء میل اور دہلی سے 635 میل ہے۔ اجمیر بہت
پرانا اور مشہور شہر ہے۔ اور ضلع اجمیر کا صدر مقام ہے۔ کہتے ہیں کہ اس شہر کو راجہ اجا
145ء میں بسایا تھا۔ اردگرد کی پہاڑیاں چٹیل ہیں۔ ان میں سے تارا گڈھ کی چھوٹی کم
ایک ہزار فٹ اونچی ہے۔ اجمیر ایک پہاڑی کے پہلو پر واقع ہے۔ شمال مغرب کی طرف
پتھر کی دیوار بنی ہوئی ہے۔ اس شہر کے پانچ اونچے اونچے اور مضبوط دروازے ہیں۔ شہر
مغرب کی جانب ایک خوشنما مصنوعی جھیل ہے۔ جس کو اناساگر کہتے ہیں۔ یہ جھیل چھ سو
لمبی اور ایک سو گز چوڑی ہے۔ کئی نالوں کا پانی روک کر بنائی گئی ہے۔ برسات میں ا
جھیل کا حلقہ چھ میل ہو جاتا ہے۔ اور اس مقام پر ہی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ ا
علیہ کا مزار پرانوار ہے جس کو ہندو اور مسلمان دونوں ہی نہایت متبرک مانتے ہیں۔ ا
مزار پر ہر سال اگست کے مہینے میں چھ دن تک عرس ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی
کی حیات میں یہاں بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں۔ (اجمیر کی رپورٹ کتاب رفیق
مسافراں ریلوے بورڈ آف انڈیا کے حکم سے 1908ء میں شائع ہوئی۔)

اجمیر میں پہلی نشست گاہ:

اجمیر پہنچ کر یہ قافلہ شہر سے باہر ایک کھلے میدان میں قیام پذیر ہوا۔ اس میدان
میں راجہ پرتھوی راج کے اونٹ بیٹھا کرتے تھے۔ راجہ کے ملازموں کو ان درویشوں کا یہاں
بیٹھنا بہت ناگوار گزرا۔ انہوں نے اللہ کے ان نیک بندوں کی جماعت کو یہ میدان خالی
کرنے کیلئے کہا۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھئی! یہ میدان بہت وسیع ہے۔ ہم
بھی یہیں بیٹھیں رہیں گے اور راجہ کے اونٹ بھی یہیں بیٹھے رہیں گے۔ الغرض راجہ کے
ملازموں نے ایک نہ سنی۔ اور بدزبانی اور تکرار پر اتر آئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز اپنے
ساتھیوں سمیت اٹھ کھڑے ہوئے۔ فرمایا یہ جگہ نہ سہی اور سہی۔ یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھیں

Marfat.com

یں گے۔اور آپ اناساگر کی طرف تشریف لے گئے۔آج کل وہاں درگاہ میں ایک
وترہ اولیاء مسجد کے نام سے مشہور ہے۔یہی جگہ حضرت خواجہ کی پہلی نشست گاہ تھی۔اس
سے تشریف لے جانے کے بعد راجہ کے اونٹ یہاں آ کر بیٹھ گئے۔صبح ہوئی تو کوئی
ٹ نہ اٹھ سکا۔شتربانوں نے بہت جتن کئے۔مگر کوئی بھی اونٹ نہ اٹھ سکا۔شتربانوں کو
احساس ہوا کہ ہم نے ان درویشوں کو ناحق ستایا تھا۔یہ ان کی بددعا کا نتیجہ ہے۔یہ شتر
راجہ کے پاس گئے۔اور تمام واقعہ راجہ کو سناؤ۔راجہ نے کہا جاؤ اور جا کر ان دریشوں سے
افی مانگ لو۔اسی وقت شتربان حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت میں حاضر
ئے۔اپنی زیادتی پر ندامت کا اظہار کیا۔اور معافی کی التجا کی۔حضرت خواجہ غریب نواز
فرمایا کہ تم جاؤ۔تمہارے اونٹ حکم خداوندی سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔شتربانوں نے
کراونٹوں کو اٹھایا تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔یہ خواجہ معین الدین چشتی کی پہلی کرامت تھی۔
ں کے بعد اناساگر میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے قیام فرمایا اور تبلیغ کا کام زور شور
شروع کر دیا۔(بحوالہ تذکرہ خواجگان چشت اہل بہشت۔صفحہ نمبر 124،125)

ب اور عظیم کرامت:

حضرت خواجہ غریب نواز اور آپ کے ساتھی روزانہ اناساگر کے قریب گھاٹ پر
و اور غسل کیا کرتے تھے۔چونکہ گھاٹ پر مندروں کی عمارتیں تھیں اس لئے مندروں کے
اریوں کو یہ بات سخت ناگوار گزری۔ایک دن حضرت غریب نواز کے چند مریدین نہانے
غرض سے گئے تو برہموں نے انہیں روک دیا، اور تشدد پر اتر آئے۔مرید فریاد لے کر
ضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔تو آپ نے تمام احوال سن کر اپنے
ب جانثار کو حکم دیا کہ جاؤ کوزے میں تالاب کا پانی بھر لاؤ۔چنانچہ وہ مرید اناساگر پہنچا اور
ب اس نے کوزہ دریا میں ڈال کر نکالا تو اناساگر کا سارا پانی اس کوزے میں آگیا۔اور

Marfat.com

حضرت خواجہ غریب نواز کا یہ پیارا مرید کوزے کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کوزے کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور جب تالاب کے سوکھنے کا علم پجاریوں اور برہموں کو ہوا تو ان کے ہوش اڑ گئے۔ ادھر شہر میں کہرام مچ گیا لوگ پانی کیلئے تڑپ اٹھے۔ اور یہ بات پورے شہر میں عام ہوگئی کہ مسلمانوں کو گھاٹ پر زدوکوب کیا گیا تھا۔ اس لئے ان کے گرو نے سارا پانی غائب کر دیا۔ چنانچہ شہر کا ایک وفد خواجہ غریب نواز کی خدمت میں آ کر بڑی منت وسماجت سے معافی مانگنے لگا۔ اور آپ نے کمال رحمدلی سے اس کوزے کا پانی واپس تالاب میں ڈلوا دیا۔ اور تالاب بدستور پانی سے بھر گیا۔ اس کے بعد بہت سے لوگ ایمان لے آئے۔ اس کرامت کے بعد اجمیر میں اسلام بڑی تیزی سے پھیلنے لگا۔

(بحوالہ کتاب ہندالولی غریب نواز۔ صفحہ نمبر 47)

مشہور ہے کہ ہندوستان کے 90 لاکھ لوگوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

اجمیر میں حضرت خواجہ غریب نواز کی تبلیغی خدمات:

حضرت خواجہ غریب نواز کی تبلیغ سے پتھر کے پجاریوں نے لاکھوں زنار توڑ کر پھینک دیئے۔ اپنے ہاتھوں سے قشقے کا نشان کھرچ کر پھینک ڈالا۔ زنار ہندوؤں کا ایک دھاگہ ہوتا ہے جو دائیں کندھے سے بائیں کمر تک ہوتا ہے۔ دھاگے کے ساتھ سیپ کا دانہ ہوتا ہے جو کمر کے قریب دھاگے کے ساتھ بندھا ہوتا ہے۔ پاکستان بننے سے قبل جو مسلمان ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ ان کے بقول لوگوں نے حضرت خواجہ غریب نواز کی درگاہ پر ان دھاگوں کو دیکھا۔ کہا جاتا ہے کہ جو دھاگے ہندوؤں نے اتارے تھے۔ ان کا وزن ڈیڑھ من بیان کیا گیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی سرگرمیاں دیکھ کر راجہ پرتھوی راج کو اپنا اقتدار جاتا ہوا دکھائی دیا تو اس نے اجمیر میں سلفی قوتوں

Marfat.com

مالک کو پیغام بھیجا کہ اپنی تمام قوتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان درویشوں کو اجمیر سے باہر نکال دے۔ چنانچہ رام دیو ہندوؤں کے گروہ کے ساتھ حضرت خواجہ غریب نواز کی قیام گاہ پر پہنچا۔ تو حضرت خواجہ غریب نواز نے یونہی نظر اٹھا کر رام دیو کی طرف دیکھا تو اس کی کایا پلٹ گئی۔ اس نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اور خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام بدل کر رام دیو کی بجائے شادی دیو رکھا۔ شادی دیو کا قبول اسلام اجمیر کے لوگوں پر اور راجہ پرتھوی پر گراں گزرا۔ تو راجہ کے خیال میں شادی دیو کے بعد جے پال جوگی ہی تھا جو ہندوستان میں ساحرانہ جادوگری میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ راجہ نے پیغام بھیج کر اسے بلوایا اور کہا کہ فوراً اجمیر پہنچ کر ان درویشوں کو نیست و نابود کردو۔ جے پال کو اپنے کمالات پر ناز تھا۔ چنانچہ اسی وقت اپنے شاگردوں سمیت خواجہ غریب نواز کی قیام گاہ کی طرف چل دیا۔ تمام ساحر شیروں پر سوار تھے۔ اور کچھ اپنے ہاتھوں میں آگ نگلنے والے سانپ، کچھ آگ اور انگارے برسا رہے تھے۔ خواجہ غریب نواز نے ایک مٹی بھر خاک زمین سے اٹھائی اور اللہ کا نام لیکر ساحروں پر پھینک دی۔ آناً فاناً جادو کے تمام کھیل بھسم ہو کر رہ گئے۔ جادوگر حیرت زدہ ہو گئے۔ جے پال اپنے سارے منتر پڑھ کر تھک گیا تو اس نے اپنا آخری حربہ استعمال کیا۔ تو وہ جادو کے زور پر ہوا میں اڑنے لگا اور خواجہ غریب نواز کی قیام گاہ پر پرواز کرنے لگا اس کا خیال تھا کہ فضائے آسمان سے آپ پر آگ برسائے۔ لیکن اس کا ہوا میں پرواز کرنا ہی تھا کہ حضرت نے اپنی کھڑاؤں کو اس کی طرف اچھال دیا۔ کھڑاؤں نے جے پال کی طرف پرواز کرنا شروع کردیا۔ اوپر جاتے ہی سر پر پڑنے لگی۔ جے پال کو نیچے آنے پر مجبور کردیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ ان درویشوں کا مقابلہ کرنا آسان نہیں۔ یہ کوئی اللہ کا بہت ہی برگزیدہ بندہ ہے۔ حضرت خواجہ کے مقابلہ میں سب سحر و ساحری بیکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جے پال

Marfat.com

جوگی کو قلب سلیم عطا فرمایا اس نے شکست کا اعتراف کر لیا۔ اور خواجہ غریب نواز کے قدموں میں گر گیا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے اسے گلے لگالیا۔ جے پال اسی وقت مشرف باسلام ہوا اور آپ کے دست اقدس پر بیعت کر کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے جے پال جوگی کا نام بدل کے اس کا نام عبداللہ بیابانی رکھ دیا۔ کچھ عرصہ بعد عبداللہ بیابانی کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ جے پال جوگی کا قبول اسلام کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا۔ اس واقعہ کے بعد راجہ یہ سوچتا تھا کہ میں اجمیر کا مالک کس طرح بن سکتا ہوں آخر اس نے خواجہ غریب نواز کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ اپنے ہمراہیوں سمیت اجمیر سے نکل جائیں۔ جب راجہ کے الفاظ اور پیغام حضرت خواجہ غریب نواز کے گوش گزار ہوئے تو آپ کی زبان پاک سے معاً یہ الفاظ نکلے:

"پتھورا را زندہ گرفتیم و تو ازیم"

ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا کہ:

"ما اورا بیرون کردیم و داریم"

جس ہستی کو بارگاہ رسالت مآب سے حکم ملا ہو کہ جاؤ ہندوستان جا کر ڈیرہ لگاؤ اور میرا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچاؤ اس ہستی پاک کو بھلا ہندوستان سے کون نکال سکتا تھا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک وقت آیا کہ سلطان شہاب الدین غوری نے راجہ کی فوج پر حملہ کر دیا۔ اور راجہ کی فوج شکست کھا گئی۔ اور میدان چھوڑ کر بھاگنے لگی اور راجہ، سلطان شہاب الدین غوری کی فوج کے ہاتھوں مرا۔

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ سلطان شہاب الدین کو خواب میں ایک بزرگ ملے انہوں نے ہندوستان پر حملہ کرنے کا حکم فرمایا۔ جب سلطان خواب سے بیدار ہوا تو اپنے علماء کرام سے مشورہ لیا اور ہندوستان کی طرف چل دیا۔ اور فتح حاصل کرنے کے بعد

Marfat.com

سلطان کو یہ معلوم ہوا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیر میں اسلام کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ سلطان شہاب الدین غوری آپ کو ملنے اجمیر حاضر ہوا۔ جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کو سلطان نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تو اس کو معلوم ہوا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے مجھے لشکر کشی کا حکم دیا تھا اور انہی کے دم قدم سے مجھے فتح و نصرت عطا ہوئی ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز اور دیدار مصطفیٰ ﷺ:

حضرت خواجہ غریب نواز کو اجمیر کے قیام کے دوران ایک روز خواب میں رحمت عالم ﷺ کا دیدار حاصل ہوا سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے معین الدین تم نے احکام خداوندی کی بجا آوری میں سرگرم کوشش کی۔ کیا وجہ ہے میری سنت پوری نہیں کی۔

اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز نے یکے بعد دیگرے دو نکاح کیے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک 63 برس تھی جب آپ کا پہلا نکاح ہوا۔ حضرت بی بی صاحبہ کا نام بی بی عظمت تھا دوسری زوجہ کا نام بی بی امت اللہ تھا۔ دونوں بیویوں سے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی جملہ اولاد چار تھی۔ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت خواجہ فخر الدین۔ حضرت خواجہ حسام الدین۔ حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو سعید۔ اور بیٹی کا نام بی بی حافظہ جمال رحمۃ اللہ علیہا تھا۔

انتقال پرملال:

خواجہ معین الدین چشتی نے 96 برس کی عمر پائی۔ تقریباً 53 برس صرف اجمیر میں بسر کیے۔ 633ھ بمطابق 16 مارچ 1235 عیسوی کو آپ کا وصال ہوا۔ جس حجرہ پاک میں آپ کا وصال ہوا اسی حجرہ پاک میں آپ مدفون ہوئے۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

Marfat.com

خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

(المتوفی ۱۲۳۶ء/۶۳۳ھ)

درجاں چو کرد منزل، جانانِ ما محمد
صد در کشادہ در دل، از جانِ ما محمد

ما بلبلیم نالاں در گلستانِ احمد
ما لولوئیم و مرجاں، عمانِ ما محمد

مستغرقِ گناہیم ہر چند عذر خواہیم
پژمردہ چوں گیاہیم، باران ما محمد

ما طالب خدائیم، بردینِ مصطفائیم
بر درگہش گدائیم، سلطانِ ما محمد

از درد زخم عصیاں ماراچہ غم چو سازد
از مرہم شفاعت، درمانِ ما محمد

امروز خون عاشق در عشق گر ہدر شد
فردا ز دوست خواہد تاوانِ ما محمد

از امتانِ دیگر ما آمدیم برسر
واں راکہ نیست باور برہان ما محمد

از آب وگل سرودے واز جان ودل درودے
تا بشنود بہ یثرب افغانِ ما محمد

در باغ و بوستانم دیگر مخواں معینی
باغم بس است قرآں، بستان ما محمد

Marfat.com

حکمت ودانائی کے مالک

حضرت شیخ سعدی مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت:

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ایران کے مشہور شہر شیراز میں تقریباً 1184ء ،606ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت میں بہت سا اختلاف ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے والدین نے آپ کا نام شرف الدین رکھا۔ لیکن پھر اپنے باپ کے نام پر مصلح الدین کہلائے اور سعدی تخلص اختیار کیا۔

تعلیم کا حصول:

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی پھر بغداد میں مشہور مدرسہ نظامیہ سے تعلیم حاصل کی۔ انہیں طالب علمی کے زمانے سے فقر اور درویشی پسند تھی۔ آپ کو چھوٹی عمر میں ہی نماز روزہ کے مسائل سے واقفیت ہو گئی تھی بچپن ہی میں آپ کو شب بیداری اور تلاوت قرآن پاک کا بہت شوق تھا۔ آپ کے والدین نے آپ کی بہترین تربیت کی۔ بغداد میں مشہور عالم جمال الدین ابن جوزی آپ کے استاد تھے۔

آپ کی شخصیت پر ایک طائرانہ نظر:

مشہور ہے کہ آپ نے تیس برس لکھنے لکھانے میں صرف کیے۔ اور تیس برس سیر وسیاحت میں گزارے۔ اور تیس برس گوشہ نشینی میں بسر کیے۔ آپ نے چودہ حج پاپیادہ کیے۔ آپ ہمیشہ بے سروسامان اور متوکل درویشوں کی طرح سفر کرتے تھے۔ آپ نے بہت ہی تکلیفوں کا سامنا کیا۔ مگر شکوہ نہیں کیا۔ آپ بہت خوددار تھے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی

Marfat.com

مشہور تصانیف گلستان اور بوستان ہیں۔گلستان نثر میں اور بوستان نظم میں ہے۔ان کتابوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا پڑھنے والا نصیحت بھری کہانیوں سے فیض یاب ہوتا ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہمارے نامور بزرگوں میں ہوتا ہے۔آپ فارسی زبان کے بہت بڑے شاعر تھے۔آپ اخلاقیات کے عظیم معلم تھے۔آپ کا نعتیہ کلام آج بھی ہر محفل کی زینت ہے۔یہ کلام پڑھنے والے اور سننے والے دونوں قسم کے افراد کے دلوں کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے معطر کرتا ہے۔شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی آخری عمر میں اپنے وطن واپس لوٹ آئے تھے۔اور آخری عمر میں شیراز سے باہر ایک علیحدہ مکان میں رہتے تھے۔

وصال پرملال:

ایک سو سال سے بھی زیادہ عمر پا کر 1292ء میں انتقال فرمایا۔اللہ تعالیٰ جل شانہٗ آپ کی نصیحت بھری کتابوں سے ہم سب کو فیض یاب کرے۔(آمین ثم آمین)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

حضرت سعدی شیرازی شیخ مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

(المتوفی ۱۲۹۲ء/۶۹۱ھ)

جاں فدائے تو یارسول اللہ
دل گدائے تو یارسول اللہ

ارحم الراحمین نہ بخشاید
بے رضائے تو یارسول اللہ

کاش ہر موئے من زباں بودے
در ثنائے تو یا رسول اللہ

گر بیابم بجائے سرمہ کشم
خاک پائے تو یارسول اللہ

سر نہادست بر درت سعدی
بے نوائے تو یارسول اللہ

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

سوز و گداز میں رچی بسی شخصیت

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت اور ابتدائی زندگی:

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ موضع پٹیالی ضلع ایٹہ میں 1253ء میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم کا نام سیف الدین محمود تھا۔ جب آپ آٹھ برس کے ہوئے تو آپ کے والد محترم کا انتقال ہو گیا اور آپ کے نانا جان نے آپ کی تعلیم و تربیت کا مناسب انتظام کیا۔ جب آپ بیس برس کی عمر میں داخل ہوئے تو آپ نے عربی، فارسی اور مروجہ علوم کی تکمیل کر لی۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بہترین شاعر بھی تھے۔

مرشد کامل کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف:

آپ نظام الدین اولیاء کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ آپ کو حضرت نظام الدین اولیاء سے بے حد محبت تھی۔ چنانچہ حضرت امیر خسرو نے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ طریقت کی منزلیں بھی طے کیں۔ حضرت امیر خسرو کو اپنے مرشد پاک سے بے حد محبت تھی۔ یہی نہیں بلکہ آپ کے مرشد پاک حضرت نظام الدین اولیاء کو بھی آپ سے بے حد محبت تھی۔

مرشد کامل کا مرید کامل سے محبت کا ایک انوکھا انداز:

آپ اپنے مرشد حضرت نظام الدین اولیاء کے حجرہ پاک میں حاضر ہو کر دست بستہ خاموش بیٹھے رہتے۔ اور جب حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے تو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اپنا عارفانہ کلام سناتے اور نظام الدین اولیاء فرماتے کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مجھ سے سوال کرے گا کہ نظام الدین تو دنیا سے کیا لے کر آیا ہے؟ تو میں عرض کروں گا کہ میں ترک کے سینے کا سوز لے کر آیا ہوں اور کبھی نظام الدین اولیاء یہ دعا مانگا کرتے

Marfat.com

کہ اے پیارے اللہ تعالیٰ اس ترک کے سوز دروں کے طفیل مجھے بخش دے۔ حضرت نظام الدین اپنے مرید صادق کو کبھی ترک اور کبھی ترک زادہ کہہ کر پکارتے تھے۔

حضرت نظام الدین اولیاء حضرت امیر خسرو سے محبت کا اظہار ایک شعر میں یوں کرتے ہیں کہ:

گر برائے ترک ترکم آرہ بر تارک نہند
ترک تارک گیرم و ہرگز نہ گیرم ترک ترک

ترجمہ: اگر میری پیشانی پر آرہ رکھ دیا جائے اور کہا جائے کہ اپنے ترک (خسرو) کو چھوڑ دوں تو میں اپنی پیشانی کو چھوڑ دوں گا لیکن اپنے ترک کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔

مرید باصفا کی مرشد کریم سے عقیدت:

ایک روز حضرت نظام الدین اولیاء کے پاس ایک سید زادہ اپنی حاجت لے کر حاضر خدمت ہوا اور رو رو کر عرض کرنے لگا کہ اے شیخ! میں بہت دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ میری تین بیٹیاں ہیں اور میں ایک غریب آدمی ہوں جو مزدوری میں کرتا ہوں اس سے میرے اور میرے گھر والوں کا پیٹ نہیں بھرتا میری غریبی کی وجہ سے کوئی شخص مجھ سے رشتہ نہیں جوڑتا۔ سب لوگ قیمتی جہیز طلب کرتے ہیں اور پر تکلف دعوتوں کا اہتمام چاہتے ہیں۔ مجھے تو دو وقت کی روٹی بھی بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ اتفاق سے میرے ایک دوست نے بتایا کہ آپ ہندوستان کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ اور آپ کے دروازے سے کوئی سوالی نامراد واپس نہیں لوٹتا، یہی سوچ کر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اس مہمان کے جواب میں نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ میرے بھائی تمہیں یہ کس نے غلط بتایا ہے درویشی میں تاج کا تصور ہی حرام ہے۔ اصل سلطنت کا مالک تو فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور میں تو ادنیٰ انسان ہوں جسے اس نے اپنی رحمت لازوال کے سائبان میں چھپا رکھا

Marfat.com

ہے اور اس کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء نے اپنے خادم خواجہ اقبال کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ لے آؤ۔ خواجہ اقبال کی تحویل میں نذرانے وتحائف آتے تھے وہ لنگر خانے کے اخراجات پورے کرتے تھے یا ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کی جاتیں۔ خواجہ اقبال واپس حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں جو کچھ مال و دولت تھا اس کا مطبخ کا سامان لے آیا ہوں۔ اتفاق سے اس وقت نقدی کی صورت میں ہمارے پاس ایک سکہ بھی نہیں۔ اس پر حضرت نظام الدین اولیاء نے سید زادے سے فرمایا کہ اب جو بھی شخص نذرانے یا تحائف لے کر آئے گا وہ تمہارا ہوگا۔ حتیٰ کہ ایک دن گزرا اور دوسرا دن بھی گزر گیا۔ تیسرے دن ایسا ہوا کہ لوگ آتے رہے لیکن کوئی شخص تحائف یا نذرانہ لے کر نہ آیا یہاں تک کہ تیسرے دن کی شام ہوگئی۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء نے سید زادے کو اپنے حجرہ پاک میں طلب کیا۔ اور فرمایا کہ محترم مہمان! تمہیں اس فقیر کے گھر آئے ہوئے تین دن ہو گئے ہیں۔ اب تم کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں بے تاج بادشاہ نہیں ہوں میں جو کچھ ہوں وہی ہوں۔ نظام الدین اولیاء کے پاس مہمان کو نذر پیش کرنے کیلئے جوتوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ میرے ذاتی مال ومتاع میں سب سے زیادہ قیمتی تحفہ ہیں۔ میزبان پر لازم ہے کہ وہ مہمان کی خدمت میں اپنا بہترین اثاثہ سب سے زیادہ قیمتی تحفہ پیش کرے۔ سید زادہ پرانے جوتوں کو دیکھ کر دم بخود رہ گیا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ کے در سے ایسا بھی ہوگا۔ مہمان نظام الدین اولیاء کے جوتوں کو اپنے رومال میں لپیٹ کر انتہائی بے دلی کے عالم میں سفر کو روانہ ہو گیا۔ مسافر سفر کرتے کرتے راستے میں ایک سرائے میں آرام کرنے کیلئے سو گیا۔ تو اتفاق سے دلی سے باہر جنگی مہم کے موقع پر حضرت امیر خسرو علاؤ الدین خلجی کے ساتھ تھے تو علاؤ الدین خلجی کی شان میں ایک پر جوش قصیدہ کہا تو سلطان نے پانچ لاکھ نقرئی سکے

Marfat.com

بطور انعام امیر خسرو کو دیئے۔ حضرت امیر خسرو دوسرے فوجی افسروں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر دلی کی طرف روانہ ہوئے تو تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ جب امیر خسرو رات کے وقت اس سرائے سے گزرے تو حضرت امیر خسرو نے اچانک لوگوں کو ٹھہر جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ مجھے یہاں سے اپنے شیخ کی خوشبو آ رہی ہے۔ تو حضرت امیر خسرو کی کیفیت دیکھ کر بڑے فوجی افسر اپنے گھوڑوں سے نیچے اتر گئے اور عرض کرنے لگے کہ امیر خسرو! آپ کیا محسوس کر رہے ہیں فرمایا شیخ می آید۔ اس پر شاہی سپہ سالار نے عرض کی۔ حضرت محبوب الٰہی تو غیاث پور میں قیام پذیر ہیں۔ غیاث پور یہاں سے بہت زیادہ دور ہے آپ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ ابھی غیاث پور بہت دور ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پیر و مرشد یہیں کہیں جلوہ افروز ہیں۔ یا پھر اس مقام سے گزر رہے ہیں۔ آخر نظام الدین اولیاء یہ محبوب مرید خوشبوئے شیخ کے تعاقب میں آگے بڑھے اور پھر قریب پہنچ گئے جہاں مہمان آرام کر رہا تھا۔ رات زیادہ ہو چکی تھی۔ سرائے کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اس پر سرائے کے مالک کو طلب کر کے سرائے کا دروازہ کھلوایا گیا۔ اور حضرت امیر خسرو بے قرار ہو کر سرائے کے ایک گوشے کی طرف بڑھے جس جگہ مسافر سویا ہوا تھا۔ اور حضرت امیر خسرو نے مسافر کو اٹھایا اور معذرت طلب کرتے ہوئے کہا کہ میں صرف یہ بات جاننا چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس سے خوشبوئے شیخ کیوں آ رہی ہے۔ مسافر آپ کو حیرت کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس پر امیر خسرو نے فرمایا کہ میں حضرت نظام الدین اولیاء کا مرید ہوں آپکی ہستی پاک کی خوشبو آپ کے پاس سے آ رہی ہے۔ اس پر مہمان نے کہا کہ میں نظام الدین اولیاء سے مل کر آ رہا ہوں۔ حضرت امیر خسرو نے کہا کہ میرے شیخ کیسے ہیں؟ اس کے جواب میں مہمان نے کہا تمہارے شیخ تو اچھے ہیں لیکن انہوں نے میرے ساتھ کچھ سلوک نہیں کیا۔ مسافر کا لہجہ طنز آمیز تھا۔ مسافر کہنے لگا کہ امیر نظام الدین اولیاء کی سخاوت کے بہت سے چرچے سن

Marfat.com

رکھے تھے۔ مگر جب میں نے اپنی بیٹیوں کی شادی کیلئے دست طلب دراز کیا تو تمہارے شیخ نے اپنے پرانے جوتے میرے حوالے کر دیئے۔ اور کہہ دیا کہ یہی جوتے تمہاری ضروریات کیلئے کافی ہوں گے۔ تو اس کے جواب میں حضرت امیر خسرو بے قرار ہو کر کہنے لگے کہ کہاں ہیں؟ میرے مرشد کے نعلین مبارک۔ مسافر نے اشارہ کیا کہ آپ کے مرشد پاک کے نعلین مبارک اس کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں تو حضرت امیر خسرو نے کہا کہ کیا تو یہ جوتے فروخت کرے گا۔ سیدزادہ بیزار ہو کر عرض کرنے لگا کہ ایک وہ مذاق تھا اور ایک یہ مذاق ہے۔ یا امیر! تمہیں میری حالت پر رحم نہیں آتا۔ اچانک امیر خسرو کے لہجے میں جلالی کیفیت نمودار ہوئی۔ تو امیر خسرو نے کہا تو نے میرے شیخ کو نہیں پہچانا ہے نہ ہی میں نے مذاق کیا اور نہ ہی وہ مذاق تھا۔ اس پر سیدزادے نے کہا یا امیر تم ان جوتوں کی کیا قیمت دے سکتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس پانچ لاکھ نقرئی سکے ہیں اگر یہ رقم ناکافی ہے تو میرے ساتھ دلی واپس چلو میں اتنی ہی رقم کا اور انتظام کر دوں گا۔ اس بات پر سیدزادہ بدحواس ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اور نعلین مبارک اٹھا کر حضرت امیر خسرو کے حوالے کر دیئے۔ اور التجا کرنے لگا کہ یا امیر میرے لیے تو ایک ہزار سکے بھی کافی ہیں مگر خدا کیلئے اپنے وعدے سے پھر نہ جانا۔ تو حضرت امیر خسرو سیدزادے کو اپنے ہمراہ لے کر اس جگہ پہنچے جہاں نقرئی سکے پڑے تھے۔ حضرت امیر خسرو نے کہا کہ یہ صرف ایک ہزار نہیں بلکہ یہ تمام سکے تمہارے ہیں۔ مسافر بہت پریشان نظر آنے لگا اور عرض کرنے لگا کہ کون مجھ غریب کی باتوں پر یقین کرے گا کہ یہ ساری دولت میری ملکیت ہے۔ گھر سے نکلا تھا تو سارے شناسا میرے افلاس سے واقف تھے۔ انہیں کس طرح مطمئن کروں گا کہ ایک ہی رات میں سب کچھ بدل گیا کوئی شخص میرے دلائل کو تسلیم نہیں کرے گا۔ سب ہی مجھے قزاقی یا راہزنی کا الزام دیں گے۔ اس بات سے امیر خسرو نے کہا کہ تم کو کس طرح اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔ مسافر نے عرض کی

Marfat.com

۔آپ مجھے ایک دستاویز لکھ کر دے دیں کہ میں آج سے اس تمام دولت کا مالک ہوں۔ کسی تاخیر کے بغیر حضرت امیر خسرو نے لکھ کر دیا کہ میں امیر خسرو سلطان علاؤالدین خلجی کے انعام کی دی ہوئی رقم مذکورہ شخص کو بطور نذر پیش کر رہا ہوں۔ کاغذ پر تحریر شدہ الفاظ نے سید زادے کو مطمئن کر دیا۔ پھر التجا کی کہ لشکر کے چند سپاہیوں کی نگرانی میں یہ گھوڑے اس گھر تک پہنچا دیئے جائیں کیونکہ راستے میں لٹ جانے کا خطرہ درپیش ہے۔

حضرت امیر خسرو نے چند سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ مسافر کو کو بحفاظت اس کی منزل تک پہنچا دیں اور خود بہت تیز رفتاری کے ساتھ اس طرح دہلی کی طرف بڑھے کہ آپ کی دستار میں حضرت نظام الدین اولیاء کے جوتے لپٹے ہوئے تھے۔ پھر امیر خسرو حضرت محبوب الٰہی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرت محبوب الٰہی کے ہونٹوں پر جنبش ہوئی فرمایا خسرو! کامیابی کا یہ سفر مبارک ہو۔ مگر تم اپنے شیخ کیلئے کیا تحفہ لائے ہو؟ حضرت امیر خسرو گھٹنوں کے بل جھک گئے اور اپنی دستار میں لپٹے ہوئے مرشد کے نعلین مبارک فرش پر رکھ دیئے۔ عرض کی شیخ کے حضور میں شیخ کی ہی نشانی لایا ہوں۔ دنیا کی کوئی اور شے اس قابل ہی نہیں تھی۔ یہ کہہ کر امیر خسرو حضرت محبوب الٰہی کے قدموں سے لپٹ گئے۔ تو نظام الدین اولیاء نے فرمایا خسرو کتنے میں خریدے ہیں۔ عرض کی پانچ لاکھ نقرئی سکوں میں۔ حضرت امیر خسرو شدت جذبات میں رونے لگے تو حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا بہت سستے داموں میں خریدے ہیں۔ عرض کی سیدی یہ غلام اور کیا کرتا۔ اس شخص نے اسی پر قناعت کی ورنہ اگر وہ ان جوتوں کے بدلے مجھ سے میرا تمام مال و متاع بھی طلب کرتا تو خسرو اپنا سب کچھ اس کے قدموں میں ڈھیر کر دیتا۔ تو حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا خسرو اگر ایسا کرتے تو تب بھی یہ سودا بہت سستا ہوتا۔ عرض کی بے شک سیدی! اور حضرت امیر خسرو زار و قطار روتے جا رہے تھے۔ اور عرض کر رہے تھے یہ غلام کس قابل تھا۔ بس آقا کی نگاہ کرم

Marfat.com

تھی جو اپنے ایک حقیر غلام کو سر بلند کر گئی۔ یہ تھا حضرت امیر خسرو کے جذبۂ عقیدت کا ایک ہلکا سا عکس۔

حضرت امیر خسرو اپنے پیر و مرشد کے حجرہ پاک میں جب ہوتے اور حضرت نظام الدین اولیاء کی اگر آنکھ لگ جاتی تو امیر خسرو اپنے پیر و مرشد کے پاؤں پر سر رکھ کے سو جاتے۔

وصال پر ملال:

جب خواجہ نظام الدین اولیاء کا وصال ہوا تو چند ماہ بعد امیر خسرو بھی اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ اور اپنے پیر و مرشد کے مزار واقع دلی کے پائینتی دفن ہوئے۔

حضرت امیر خسرو کی تصنیفات اور مرتبہ کمال:

حضرت امیر خسرو کی تصنیفات میں مثنویاں اور چار دیوان مشہور ہیں جن کا لوہا ایرانی بھی مانتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے موسیقی میں بھی مجدد کا مرتبہ حاصل کیا۔ علم و فضل ،شعر و سخن، اور تصوف و طریقت میں سب شعبوں میں کمال حاصل تھا۔ آپ کا نعتیہ کلام آج بھی عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے دلوں کو معطر و معنبر کرتا ہے۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

Marfat.com

حضرت امیر خسرو ابن ابی الحسن لاچین کا کلام

(المتوفی ۱۳۲۵ء / ۷۲۵ھ)

زحال مسکیں مکن تغافل درائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تاب ہجراں نہ دارم اے جاں نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں
شبانِ ہجراں دراز چوں زلف درروز و مہلت چوں عمر کوتہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
یکایک ازدل دو چشم جادو بصد فریبم بیرد تسکیں
کسے پڑی ہے جو جا سنائے ہمارے پی کو ہماری بتیاں
چوں شمع سوزاں چوں ذرہ حیراں ز مہرآں مہ بگشتم آخر
نہ نیند نہ انگ چیناں نہ آپ آئیں نہ بھیجیں پتیاں
بحق روز وصال دلبر کہ دادمارا فریب خسرو
سپہت من کے درائے لاکھوں جو جائے پاں پیا کی کھتیاں

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

Marfat.com
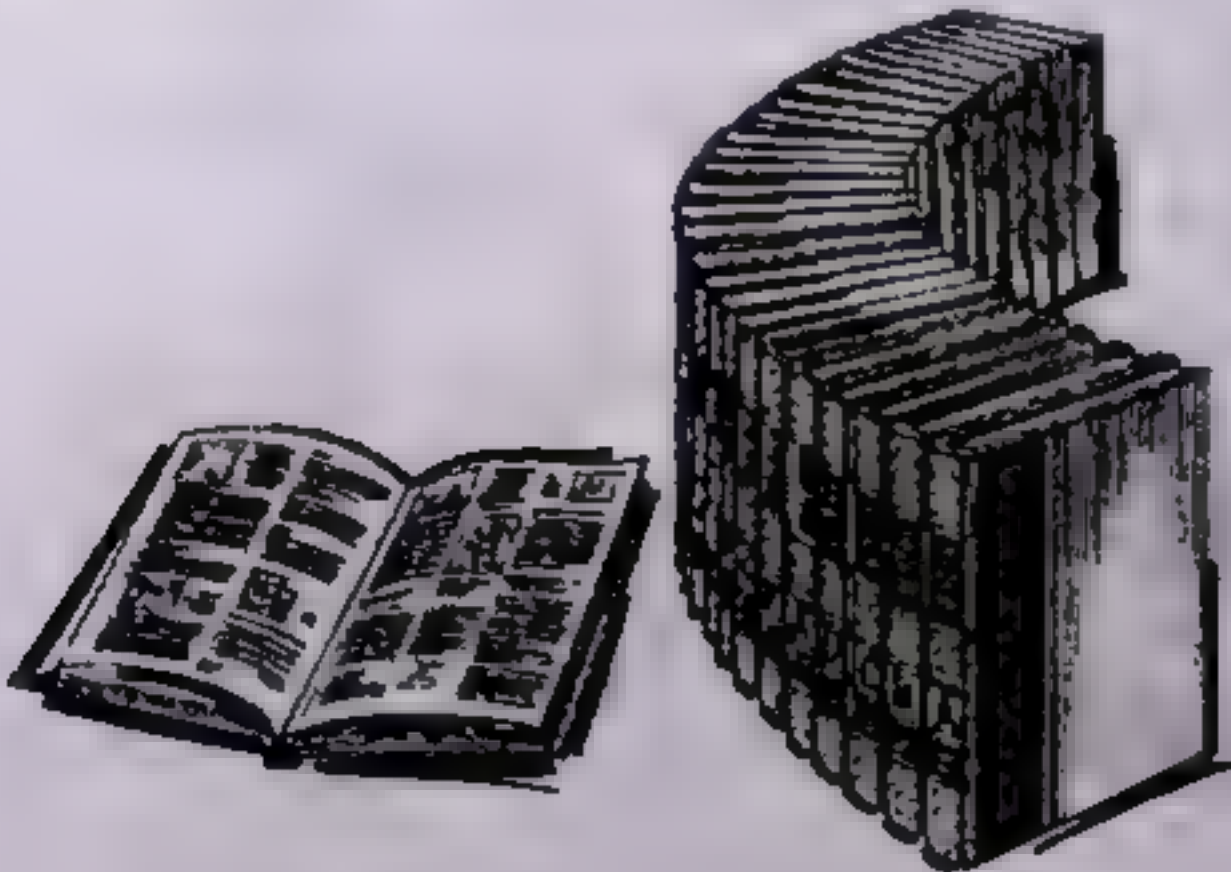
حضرت امیر خسرو ابن ابی الحسن لاچین کا کلام

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگار سرو قد ولالہ رخسارے
سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم
رقیباں گوش بر آواز ، اودر ناز، من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com
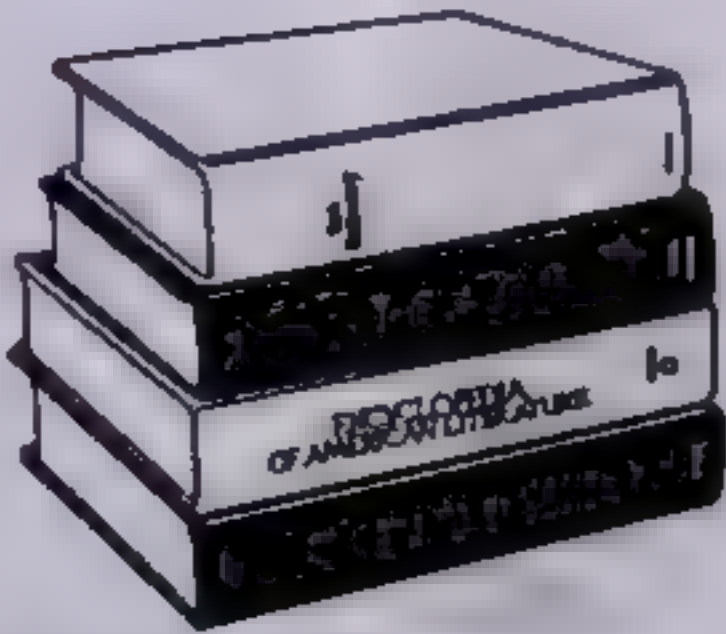
مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت و نام و نسب:

آپ کا اصل نام نامی اسم گرامی عبدالرحمٰن جامی ہے اور اصلی لقب عماد الدین اور مشہور نور الدین ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت صوبہ خراسان میں ہوئی۔ آپ کے جدِ امجد وطن کے پر آشوب حالات کے سبب دشت (اصفہان) سے ہجرت کر کے آ بسے تھے۔ تاریخ ولادت معتبر روایات کے مطابق 23 شعبان المعظم 817ھ بمطابق نومبر 1414ء ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق تاریخ ولادت 20 شعبان المعظم (شب جمعۃ المبارک) 817ھ بھی بیان کی گئی ہے۔ آپ کے والد محترم کا نام ایک روایت میں احمد دشتی آیا ہے۔ اور دوسری روایت میں نظام الدین احمد دشتی بیان کیا گیا ہے۔ اور اس طرح آپ کے دادا جان کا نام ایک روایت میں محمد دشتی آیا ہے اور دوسری میں شمس الدین محمد دشتی بیان کیا گیا ہے۔

مولانا جامی کا تخلص

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ شروع شروع میں دشتی تخلص رکھتے تھے۔ لیکن جلد ہی انہوں نے جامی تخلص اختیار کر لیا۔ یہ تخلص انہوں نے ایک تو اپنی جائے ولادت جام کی نسبت سے اور دوسرا شیخ الاسلام حضرت جام رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 536ھ) سے عقیدت کی بناء پر اختیار کیا۔

تعلیم:

مولانا نے ابتدائی تعلیم گھر پر مکمل کی اور آپ کے والد محترم اپنے نونہال کو اعلیٰ تعلیم کی خاطر جام سے ہرات لے آئے اور مدرسہ نظامیہ میں داخل کرا دیا جو اس وقت

Marfat.com

اسلامی علوم اور ایرانی ادب کا مرکز تھا۔ مدرسہ نظامیہ ہرات میں مولانا شہاب الدین محمد جاجری کا اسم گرامی قابل ذکر ہے۔ مدرسہ نظامیہ ہرات سے علم حاصل کرنے کے بعد مولانا عبدالرحمٰن جامی سمرقند تشریف لے گئے۔ وہاں کے علماء میں قاضی زادہ روم کو جامع علوم تسلیم کیا جاتا تھا۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ سیدھے آپ کی درس گاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کے دریائے علم سے خوب خوب سیراب ہوئے۔ جب مولانا عبدالرحمٰن جامی نے سمرقند سے سند تکمیل حاصل کی تو اس وقت تمام علوم فقہ، اصول فقہ، صرف، نحو، منطق، حکمت، مصالح حکمت، اشراقی حکمت، طبی حکمت، ریاضی، نعت وادب، عربی زبان پر اس عجمی کو ایسا عبور حاصل ہوا کہ وقت کے ساتھ ساتھ خود اہل عرب بھی آپ پر رشک کرنے لگے۔ اکثر روایات کے مطابق مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ دینی عقائد میں مسلک حنفی کے پیروکار تھے۔ الغرض مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ ظاہری علوم کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو آپ کے دل میں علوم باطنی کے حصول اور راہ طریقت پر چلنے کی تڑپ پیدا ہوئی۔

<u>بیعت:</u>

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اشارہ غیبی ملتے ہی سمرقند سے ہرات پہنچے اور سیدھے جامع مسجد ہرات میں مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ذکر میں جا شامل ہوئے۔ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے نہایت کامل بزرگ اور صوفی تھے۔ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری حضرت مولانا نظام الدین خاموش رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اور آپ خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ اور مولانا عطار حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفہ تھے۔ یوں مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ دو واسطوں سے سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ جس وقت مولانا

Marfat.com

عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد پاک حضرت سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو دیکھ کر حضرت سعد الدین کاشغری نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا۔ایک شہباز ہمارے جال میں آپھنسا ہے۔مولانا جامی نے بھی حضرت سعد الدین کاشغری کی صورت میں ایک مرشد کامل کو تلاش کرلیا تھا۔بلا تامل آپ کی بیعت کرلی۔مرشد کامل نے خاص توجہ فرمائی اور بہت تھوڑے عرصے میں مرید صادق کو سلوک و عرفان کی تمام منازل طے کرادیں۔مرشد کی اجازت سے مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک مجاہدات و ریاضات سے میں مشغول رہے۔اس دوران لوگوں سے میل جول اور بات چیت بند کردی۔اور بالکل عزلت نشین ہوگئے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ کسی اللہ والے کے فیض سے اثر و جذب ہاتھ آجائے۔

مرشد پاک کا وصال:

آپ کے مرشد پاک حضرت سعد الدین کاشغری 7 جمادی الآخر 860ھ بروز چہارشنبہ نماز ظہر پڑھتے ہوئے اس عالم فانی سے آخرت کو کوچ فرما گئے۔

بیعت ثانی:

حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد حضرت مولانا جامی اپنی زندگی میں گہرا خلا محسوس کرنے لگا۔اور اس خلا کو پر کرنے کیلئے کسی دوسرے مرد کامل کی تلاش میں مشغول ہوگئے۔مولانا عبدالرحمٰن جامی خود صاحب دل تھے۔اس لیے آپ کی نظر کسی معمولی ہستی پر نہ پڑتی تھی۔چنانچہ آپ نے جس ہستی کو اپنا مرشد ثانی منتخب کیا اس شخصیت کا اسم گرامی خواجہ ناصر الدین عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ تھا۔حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے سے پہلے مولانا جامی اور حضرت عبیداللہ احرار کے

Marfat.com

درمیان کافی عرصہ خط و کتابت رہی۔ چنانچہ خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ مرزا سلطان ابو سعید گورگان کے عہد حکومت (861ھ تا 873ھ) میں ماوراء النہر سے خراسان تشریف لائے تو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی آپ کی زیارت کیلئے ہرات سے مرو تشریف لے گئے۔ غالباً اسی موقع پر آپ خواجہ عبیداللہ احرار کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ مختلف تذکروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرو کی ملاقات کے علاوہ مولانا جامی دو مرتبہ اور حضرت خواجہ عبیداللہ احرار سے 870ھ میں سمرقند اور 873 فاران تاشقند میں ملاقات کی۔ ایک اور روایت میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کی زیارت کیلئے جب تاشقند تشریف لے گئے

مولانا عبدالرحمٰن جامی کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا:

جب آپ تاشقند شہر پہنچے تو دیکھا کہ ہزاروں من غلہ باہر جا رہا ہے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا اس غلے کا مالک کون ہے؟ تو انہوں نے کہا حضرت خواجہ عبیداللہ احرار اس کے مالک ہیں۔ یہ سن کر مولانا عبدالرحمٰن جامی کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ میں خواجہ صاحب کے فقر کا شہرہ سن کر آیا ہوا لیکن وہ تو مال و دولت میں کھیل رہے ہیں۔ چنانچہ آپ خواجہ عبیداللہ احرار کی خانقاہ میں پہنچے تو خواجہ عبیداللہ احرار وہاں موجود نہیں تھے۔ تو آپ مولانا عبدالرحمٰن جامی، خواجہ عبیداللہ احرار کی انتظار میں بیٹھ گئے۔ آپ کے دل میں خیال آیا کہ یہاں سے چلا جانا چاہیے یہ تو بہت امیر ترین بزرگ ہیں ہمارے پائے کے نہیں۔ اور دیوار پر لکھ دیا۔

نہ مرد آنکس کہ دنیا دوست دارد

ترجمہ: "وہ مرد درویش نہیں جو دنیا دوست رکھتا ہے۔"

کچھ دیر اور انتظار میں بیٹھے اور انتظار کرتے کرتے اونگھ آ گئی۔ خواب میں کیا

Marfat.com

دیکھتے ہیں کہ حشر کا میدان ہے۔ایک شخص ان سے اپنا قرض طلب کر رہا ہے۔لیکن آپ کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ شخص دوزخ کی طرف آپ کو گھسیٹنے لگتا ہے۔اتنے میں حضرت خواجہ عبیداللہ احرار تشریف لاتے ہیں اور ان کا قرض اپنی گرہ سے ادا کر کے رہائی دلاتے ہیں۔اس کے ساتھ مولانا جامی کی آنکھ کھل جاتی ہے۔کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سرہانے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میرا مال و دولت اسی لیے ہے کہ آپ جیسے لوگوں کو قرض سے نجات دلاؤں۔ چنانچہ حضرت عبیداللہ احرار نے مولانا جامی سے فرمایا۔یہ شعر لکھو اور شعر مکمل کرو۔

اگر دارد برائے دوست دارد

ترجمہ:"لیکن اگر دوست رکھتا ہے تو وہ دوستوں کیلئے ہی رکھتا ہے"۔

الغرض حضرت عبیداللہ احرار نے ربیع الاول 895ھ میں وفات پائی۔تو مولانا جامی نے اس سانحہ جان گداز پر ایک مرثیہ لکھا۔ چنانچہ ان بزرگوں کی صحبت نے حضرت عبدالرحمٰن جامی کے دل میں عشق و محبت کی شمع روشن کر دی تھی۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے چند ایک کلام

(المتوفی ۱۴۹۲ء/۸۹۸ھ)

تنم فرسودہ جاں پارہ ز ہجراں یا رسول اللہ
دلم پردرد آوارہ زعصیاں یا رسول اللہ

شب و روز از شکیبائی حد گشتم تمنائی
بخلوت سوئے من آئی خراماں یا رسول اللہ

چوں سوئے من گزر آری من مسکین ز ناداری
فدائے نقش نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ

زکردہ خویش حیرانم سیاہ شد روز عصیانم
پشیمانم پشیمانم پشیماں یا رسول اللہ

زپا افتادم از پیری برحمت دست من گیری
ہمیں یک حرف بپذیری ز ناداں یارسول اللہ

زجام حب تو مستم بہ زنجیر تو دل بستم
نمیگویم کہ من ہستم سخنداں یارسول اللہ

بصدیقت خریدارم عمر را دوست میدارم
فدا سازم دل و جاں را بعثماں یارسول اللہ

نہادم پیش گاہے سرپپائے ساقی کوثر
اماماں راشدم چاکر باایقاں یارسول اللہ

Marfat.com

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از: عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

بوقتِ نزع درمانم، رود از تن بروں جانم
نگاہ داری تو ایمانم ز شیطاں یارسول اللہ

چو اندر حشر بر خیزم بدامان تو آویزم
زدیدہ خونِ دل ریزم فراداں یارسول اللہ

چو بازوئے شفاعت راکشائی برگنہ گاراں
مکن محروم جامی رادراں آں یارسول اللہ

Marfat.com

نعت رسول مقبول ﷺ

از: عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

ز رحمت کن نظر بر حال زارم یا رسول اللہ
غریبم بے نوایم خاکسارم یا رسول اللہ

زداغ ہجر تو کے دل فگارم یارسول اللہ
بہار صد چمن در سینہ دارم یا رسول اللہ

توئی تسکین دل آرام جاں صبر و قرار من
رخ پر نور بنما بے قرارم یا رسول اللہ

توئی مولائے من آقائے من وائی جان من
تو می دانی کہ جز تو کس ندارم یا رسول اللہ

دم آخر نمائی جلوہ دیدار جامی را
ز لطف تو ہمیں امید دارم یا رسول اللہ

گل از رخت آموختہ نازک بدنی را بدنی را بدنی را
بلبل ز تو آموختہ شیریں سخنی را سخنی را سخنی را

ہر کس کہ لب لعل ترادیدہ بہ دل گفت
حقا کہ چہ خوش کندہ عقیق یمنی را یمنی را یمنی را

خیاط ازل دوختہ برقامتِ زیبا
در قدِ تو ایں جامہ سرو چمنی را چمنی را چمنی را

در عشق تو دندان شکست ازدمِ الفت
تو جامہ رسانید اویسِ قرنی را قرنی را قرنی را

Marfat.com

از جامی بے چارا رسانید سلامے
بردر گہہ دربار رسول مدنی را مدنی را مدنی را
گل از رخت آموختہ نازک بدنی را بدنی را بدنی را
بلبل ز تو آموختہ شیریں سخنی را سخنی را سخنی را

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com
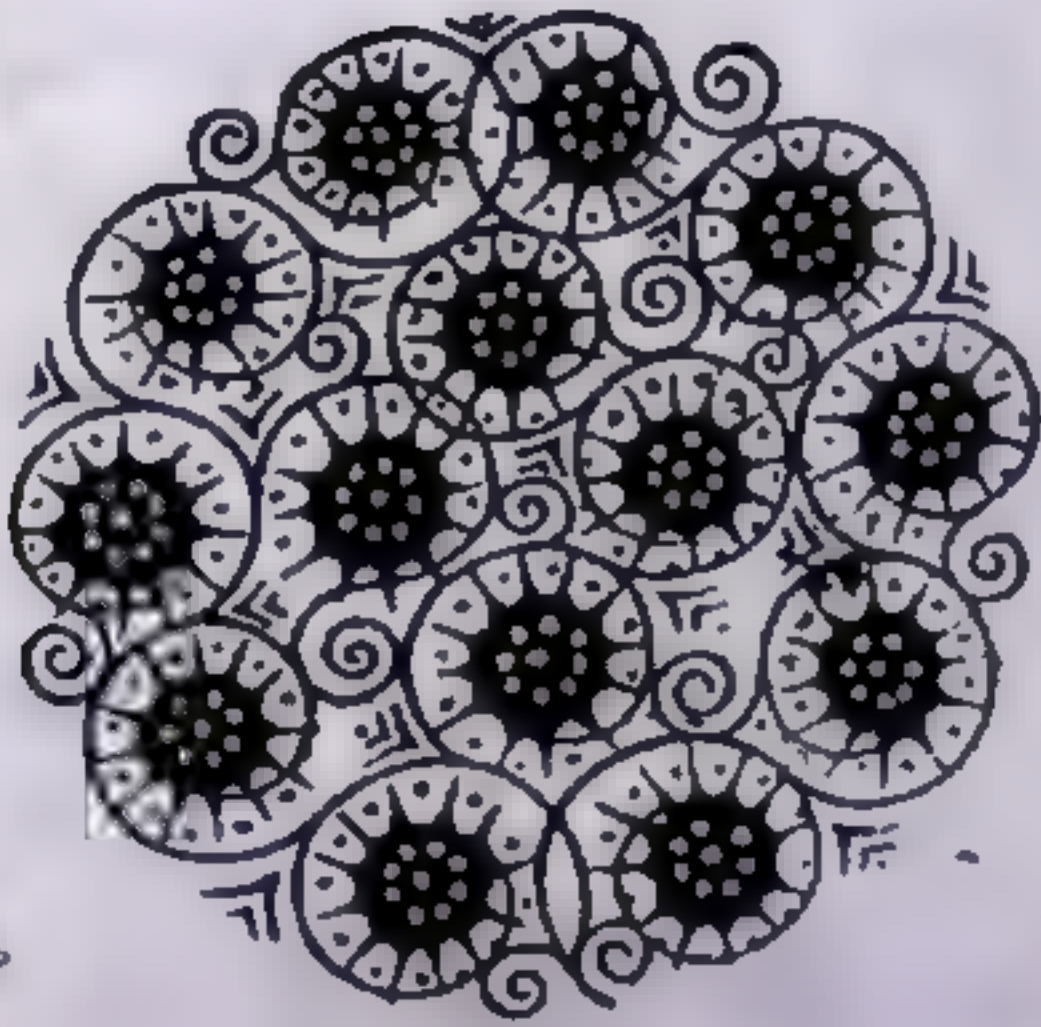
نعت رسول مقبول ﷺ

از: عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

نسیما جانب بطحا گزر کن
ز احوالم محمد را خبر کن
ببر ایں جان مشتاقم بہ آں جا
فدائے روضہ خیر البشر کن
توئی سلطان عالم یا محمد
ز روئے لطف سوئے من نظر کن
مشرف گرچہ شد جامی ز لطفت
خدایا ایں کرم بار دگر کن

Marfat.com
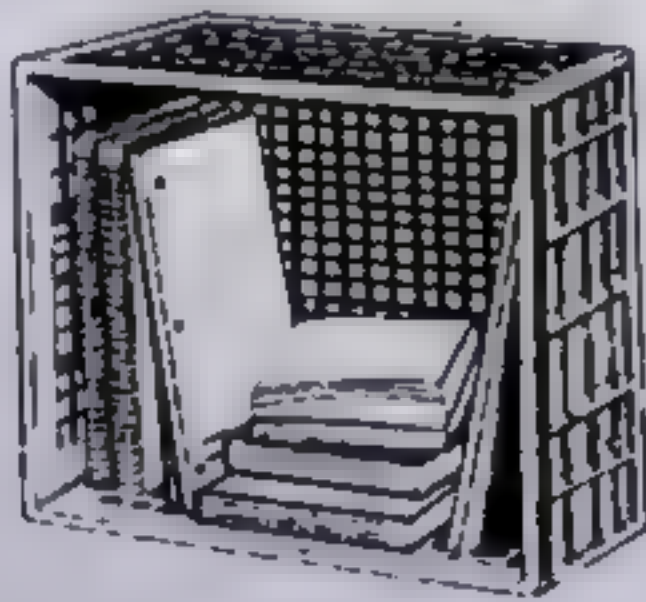
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

از: عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

من کیستم کہ چشم کشایم بروئے تو
ایں بسکہ می کنم بزباں گفتگوئے تو

اے آرزوئے جاں نظرے کن بحال من
زاں پیشتر کہ جاں وہم از آرزوئے تو

خالی نیم زفکرِ میانت دمے مراست
پیوند دیگر است بہر پارہ موئے تو

ہر صبح می کنم چو صبارہ سوئے چمن
باشد کہ یابم از گل نو رستہ بُوئے تو

پایم چو سودہ شد برہت بعد ازیں چو اشک
غلطم بخون و خاک پے جستجوئے تو

من اہل خواں وصل نیم کاش چوں سگاں
سنگے خورم بہ سر ز مقیمان کوئے تو

ایں نقش نوکشیدہ غزل نیست اے غزال
مومار تحفت زجامی بسوئے تو

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

نعت رسول مقبول ﷺ

از: عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

وصلی اللہ علیٰ نور کزو شد نورہا پیدا
زمین از حب اوساکن فلک درع عشق او شیدا

ازو در ہر تنے ذوقے و در ہر دلے شوقے
ازو بر ہر زبان ذکرے وزودر ہر سرے سودا

محمد احمد و محمود وے را خالقش بستود
ازوشد جو دہر موجود و زو شد دیدہ ہا بینا

اگر نام محمد را نیا دردے شفیع آدم
نہ آدم یافتی توبہ نہ نوح از غرق نجینا

نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت و شوکت
نہ عیسیٰ آں مسیحا دم نہ موسیٰ آں ید بیضا

دو چشم نرگسینش را کہ مازاغ البصر خواند
دو زلف عنبرینش را کہ واللیل اذا یغشیٰ

بوصفش سورہ طہٰ مزمل ہم دگر یٰسین
بموجو دات عالی ذات تلک الرسل فضلنا

ز سر سینہ اش جامی الم نشرح لک برخواں
ز معراجش چہ میخوانی کہ سبحان الذی اسریٰ

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

سلام بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از: عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

السلام اے قیمتی تر گوہر دریای جود

السلام اے تازہ تر گلبرگ صحرای وجود

السلام اے آنکہ تاز آدم متافت جبہہ

نور پاکش کس بجز از قدسیاں او را سجود

السلام اے آنکہ زنگِ ظلمتِ کفر و نفاق

میقل تیغ تو از آئینہ گیتی ز دود

السلام اے آنکہ نام درہمہ کون و مکاں

تیز بیناں را بجز نور تو درچشم شہود

السلام اے آنکہ بہر فرش راہت یافت دہر

اطلسی راکش زشب کردند تاراز روز پود

ابواب السلام اے آنکہ ابواب شفاعت روز حشر

جز کلید لطف تو برخلق نتواند کشود

السلام ای آنکہ تا بودم دریں محنت سرائے

در سرم سود ای دور جانم تمنائی تو بود

صد سلامت میفرستم ہر دم ای فخر کرام

بوکہ آید یک علیکم درجواب صد سلام

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

جامع مسجد عیدگاہ

1934ء بمطابق 1359 ہجری کو شہر گجرات جی ٹی روڈ پر واقع جامع مسجد عیدگاہ ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے اس کا تعمیری نقشہ دہلی، آگرہ اور لاہور کی شاہی مساجد سب ایک ہی طرز تعمیر کا نادر نمونہ ہیں۔ باؤ جان انجینئر نے اس طرز تعمیر کی مساجد کا شاہی نقشہ تیار کر کے ان مساجد کو تعمیر کروایا۔ اس مسجد کے پہلے صدر باؤ جان، موجودہ انجمن کے صدر ٹھیکیدار عبدالرشید اور ٹھیکیدار کرامت کے نانا جان تھے۔ اس مسجد میں گراں قدر اکابرین پاکستان اور صوفیاء نے امامت کرائی۔ ان میں حضرت سید محمد حبیب اللہ قدس سرہ کی اقتداء میں تمام مسالک کے پیروکار نماز ادا کرتے تھے اور خصوصاً عید کی نماز تو خصوصی جوش و خروش کیساتھ بغیر کسی فروعی فتنہ کے اہل گجرات جامع مسجد عیدگاہ میں ادا کرتے تھے۔ یہ ایسا عظیم اور مذہبی ہم آہنگی کا دور تھا کہ تمام مکاتب فکر آپ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔

پاکستان بننے سے قبل حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہ مئی 1917 کو سی ایم زمیندارہ ہائی سکول گجرات بطور انگریزی کے استاد مقرر ہوئے۔ آپ کی رہائش اس وقت کالری دروازے کے اندر گلی میں تھی۔ آپ کے پاس آپ کے دو شاگرد جورات دن رہتے تھے ان میں چوہدری اکبر آف بھدر اور عثمان شاہ آف گندرہ تھے ایک دفعہ آپ کا ایک مرید جعفر کوٹ انڈیا سے آپ کو ملنے آیا تو کافی رات گزر چکی تھی اس وقت اتنی زیادہ آبادی نہ تھی۔ یہ سادہ منش آدمی کالری دروازے کی طرف چل پڑا۔ اس کو آپ کے گھر کا علم نہ تھا۔ اس نے سادہ سا اندازہ لگایا کہ تہجد کے وقت جس گھر سے وضو کا پانی آرہا ہوگا وہی حضرت صاحب کا گھر ہوگا اور اسی طرح ہوا اس نے ایک

Marfat.com

مکان سے پانی باہر گرنے کی آواز سنی اور دستک دے دی۔ واقعتاً وہ حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہ کا گھر تھا اور تہجد کے لیے وضو فرما رہے تھے۔ آپ نے اسے اندر آنے کا حکم دیا۔

پاکستان بننے کے بعد عید کی نماز کے علاوہ جمعۃ المبارک قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ پڑھاتے تھے اور انہوں نے ہی عیدگاہ میں جمعہ کی نماز کا آغاز کیا۔ اس مسجد کے بانیوں میں میاں محمد اکبر مرحوم، ملک عبدالکریم اور ملک عبدالعزیز قابل ذکر ہیں۔ مسجد کی انجمن کے سیکرٹری ملک محمد اسلم 1959ء میں بنے۔ تو سب سے پہلی رسید تنخواہ مبلغ ساٹھ روپے قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کی کاٹی۔ قاری احمد حسین ایک ایسی پُر وقار شخصیت ہیں جنہوں نے مسجد عیدگاہ میں رہ کر اسلام کی خدمت کے ان مٹ نقوش چھوڑے۔ ایک دفعہ جب آپ نماز جمعہ کا وعظ فرما رہے تھے تو یہاں وزیراعظم پاکستان خان لیاقت علی خان کا گزر ہوا تو نماز جمعہ کے لیے ٹھہر گئے۔ وزیراعظم آپ کی تلاوت کی آواز اور شیریں بیان وعظ سے بہت متاثر ہوئے۔ خان لیاقت علی خان نے کہا اتنے اچھے قاری اور واعظ اتنی بڑی مسجد میں بغیر لاؤڈ سپیکر جمعہ پڑھا رہے ہیں۔ انہوں نے جامع مسجد عیدگاہ کو لاؤڈ سپیکر کا عطیہ دیا۔ جمعہ کی نماز کے بعد گجرات کی بہت سی شخصیات نے وزیراعظم اول سے ملاقات کی اور مسجد عیدگاہ سے وابستہ خدمات کا اعتراف کیا۔ ان میں سے غریب اور خستہ حال دو افراد سے خان لیاقت علی خان کی ملاقات کروائی گئی ایک شخص نے پکڑ کر ان کو آگے کیا اور بتایا کہ یہ وہ دو افراد ہیں جنہوں نے دو دو روپیہ مسجد کی خدمت کی ہے۔

ایک فرد نے بتایا کہ میں نے گھاس فروخت کی اور دو دن گھر خرچہ نہیں دیا

Marfat.com

اور مسجد کی خدمت کی۔ جبکہ دوسرے شخص نے کہا کہ میں مزدور ہوں اور خالص مزدوری اور حق حلال کی رقم مسجد کی خدمت میں دی ہے اور گھر میں باسی روٹیاں پانی سے بھگو کر کھا کر گزارہ کیا ہے۔ یہ بات سن کر خان لیاقت علی خان نے کہا کہ باقی رقم کا تو مجھے علم نہیں مگر یہ چار روپے خالص حق حلال کی کمائی ہیں جو کہ اس مسجد میں لگے ہیں، میں ان کی خدمت کو سراہنے کیلئے کوئی الفاظ بیان نہیں کر سکتا۔

اس وقت کو سادہ لوگ اور حاکم بھی رزق حلال کے متلاشی رہتے تھے اسی لیے اس وقت کے وزیر اعظم کا ان غریب افراد کو سراہنا، اس امر کا غماز ہے کہ حق حلال کی کمائی کی تمام لوگ قدر کرتے تھے قاری احمد حسین کے دور میں معاشرہ بھی نہایت اصول پسند تھا اس وقت پنجاب ٹرانسپورٹ کا کرایہ نامہ اس طرح تھا کہ اگر سات فرلانگ کا سفر ہوتا تو آٹھ فرلانگ کا کرایہ لیا جاتا تھا کہ بس سٹاپ کرنے پر جو تیل خرچ ہوتا وہ صرف ایک فرلانگ کے زائد کرایہ میں مکمل ہو جاتا۔ لالچ اور ہوس اس دور کی طرح نہیں تھی کہ تیل کے نرخوں میں 2 روپے لٹر اضافہ ہو تو فی سٹاپ پانچ روپیہ کرایہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس دور میں محکمہ جنگلات کے بیلدار کی اجازت کے بغیر کوئی گھاس نہیں کاٹتا تھا بلکہ باقاعدہ طور پر افراد اس کی اجازت محکمہ جنگلات سے لیتے تھے اور بغیر معاوضہ کے کوئی گھاس نہیں کاٹتا تھا۔ لوگ بہت اصول پسند اور قانون پسند ہوتے تھے اسی طرح اگر کوئی درخت خریدتا تو قومی خزانہ میں اس کا معاوضہ جمع کروا کے رسید اور اجازت لے کر درخت کاٹتا۔

الغرض قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے بزرگان دین کی صحبت میسر آئی۔ حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہ کو کہیں مریدوں سے ملنے جانا ہوتا تو قاری

Marfat.com

احمد حسین صاحب سے فرماتے کہ آپ گاؤں چلے جائیں تو متعلقہ گاؤں والے قاری احمد حسین صاحب کو لینے آجاتے اس وقت سفر بہت دشوار ہوتا تھا اس وقت دو بیلوں والی گاڑی یعنی بیل گاڑی استعمال ہوتی تھی۔ قاری صاحب قرآن پاک کی تلاوت کے بعد اپنے مرشد کی نعت پڑھتے۔

اے احمد مرسل نور خدا تیری ذات صفا کا کیا کہنا
پڑھتے ہیں ملائک صل علیٰ تیری شانِ علا کا کیا کہنا
چہرے پہ میں قرباں شمس و قمر زلفوں پہ تصدق شام و سحر
رخساروں پہ ٹھہرے کس کی نظر تیرے منہ کی جلا کا کیا کہنا
سوگند ہے چہرے کی شمس الضحیٰ والیل ہے تیری زلف دوتا
سینے کی صفت ہے الم نشرح تیرے دل کی فضا کا کیا کہنا
والعصر ہے تیرے زمانے کی قسم والعمرک ہے تیری جاں کی قسم
والبلد ہے تیرے مکاں کی قسم تیرے رہنے کی جا کا کیا کہنا
جبریل رہے براق تھکے رف رف بھی آگے جا نہ سکے
رب اُدن منی بھیسی کہے تیرے قرب خدا کا کیا کہنا
کھایا نہ کبھی بھی جی بھر کر خود بھوکے رہے باندھے پتھر
اوروں کو دیا جھولی بھر بھر تیرے دستِ عطا کا کیا کہنا
سائل جو کبھی در پر آیا خالی نہ کبھی اُس کو پھیرا
جو اس نے مانگا وہی دیا تیری جود و سخا کا کیا کہنا
بدبخت جو تھے وہ نیک ہوئے لڑتے تھے جو ہمیشہ ایک ہوئے

Marfat.com

تو نے جھگڑے سارے میٹ دیئے تیرے فہم و ذکا کا کیا کہنا

کفار نے کیا کیا کچھ نہ کیا پر تو نے نہ کی کچھ ان پہ جفا

رب احد قوی حق سے کہا ترے مہر و وفا کا کیا کہنا

صابر سے کہاں ہو مدح تیری

تیرے خلق میں قرآن سبھی

جب تیری ثناء اللہ نے کی

پھر مجھ سے گدا کا کیا کہنا

کبھی اعلیٰ حضرت کا کلام پڑھتے:

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

بعد ازاں حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرماتے تھے گجرات میں سید حبیب اللہ شاہ صاحب واحد شخصیت ہیں جو کہ مولوی صاحب یا حضرت صاحب کے نام سے یاد کیے جاتے تھے جہاں سے مرضی پوچھ لیں تو لوگ اس شخص کو حضرت حبیب اللہ صاحب کے پاس پہنچا دیتے تھے۔ آپ کے شاگردوں میں گجرات شہر میں سید محمود شاہ گجراتی اور ٹھیکیدار عبدالرشید قابل ذکر ہیں۔

پاکستان بننے سے قبل سید ولایت اللہ شاہ اور سید محمود شاہ باپ بیٹا دونوں کے سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے گہرے تعلقات تھے اسی بناء پر محمود شاہ صاحب، حبیب اللہ شاہ کے شاگرد بنے۔ حضرت حبیب اللہ شاہ میں ایک صفت پائی جاتی تھی کہ عمومی طور پر ہر فرد کو بیعت نہیں کرتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے مخصوص روحیں طلب کر رکھی ہیں جن کو بیعت کرنا ہے اگر ہم چاہتے تو پورا پاکستان چل

Marfat.com

کر ہمارے پاس آجاتا مگر عمل نہ کرتا اس لیے ہم نے اللہ تعالٰی سے مخصوص روحیں مانگی ہیں بیعت کرنے کیلئے۔

حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالٰی نے عقابی نگاہیں اور بصیرت دی تھی جو شخص آپ کے سامنے آتا آپ فرماتے کہ تمہارا فیض فلاں شخص کے پاس ہے اس کے پاس جا کر بیعت ہو جاؤ ایک بزرگ جو کہ حضرت سید حبیب اللہ اور ولایت شاہ صاحب کے دور میں موجود تھے انہوں نے حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب سے سوال کیا کہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں کس کی بیعت کروں؟ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ کا فیض پیر سید حافظ جماعت علی شاہ آف علی پور شریف کے پاس امانت ہے لہذا وہاں جا کر بیعت ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ محمود شاہ صاحب اور ان کا گھرانہ علی پور شریف جا کر بیعت ہوا۔ ایک روز پیر جماعت علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ امرتسر تشریف فرماتے کہ آپ کے مریدین نے عرض کی وہ گجرات میں ہیں آپ نے کہا کہ میں نے یہاں محمود شاہ سے تقریر کروانی تھی شام ہونے میں ابھی تین چار گھنٹے باقی تھے اس پر مریدین نے عرض کی گجرات یہاں سے کافی دور ہے اتنے قلیل وقت میں محمود شاہ گجرات سے یہاں نہیں آسکتے۔ تو آپ نے حکم دیا کہ میری چھڑی لو اور گجرات کی طرف چل پڑو اور محمود شاہ کو یہاں لے کر آؤ۔ اس مرید نے حکم کی تعمیل کی اور گجرات آ کر محمود شاہ کو ساتھ لے کر آ گیا۔ ابھی تقریب میں ایک گھنٹہ کا وقت باقی تھا یہ کرامت پیر جماعت علی شاہ صاحب کی تھی یہ واقعہ مہر فضل حسین مرحوم کو جو گجرات کے تھے اس شخص نے سنایا جو کہ امرتسر میں موجود تھا اور یہی واقعہ مہر فضل حسین نے صوفی مہر منظور آف چاہ ماندہ گجرات کو سنایا۔

Marfat.com

الغرض محمود شاہ امرتسر پہنچ گئے اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نے فرمایا کہ تقریر کرو محمود شاہ نے جواب دیا میں حضور تقریر نہیں کر سکتا تو پیر جماعت علی شاہ نے حکم دیا کہ میری چھڑی پکڑو اور تقریر کرو وہاں موجود سامعین جو کہ بعد میں پاکستان میں بھی موجود رہے انہوں نے بتایا کہ جیسی تقریری محمود شاہ نے وہاں کی اس طرح کی تقریر بقیہ زندگی میں نہ ہو سکی۔

قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سید محمود شاہ جامع مسجد عیدگاہ میں عرصہ گیارہ سال تک نماز جمعہ پڑھاتے رہے، اس دوران قابل ذکر بات یہ ہے کہ راولپنڈی میں تمام مکاتب فکر کے علماء "حیات النبی ﷺ" کے موضوع پر بیان کرنے کیلئے اکٹھے ہوئے۔ جب محمود شاہ صاحب کی باری آئی، اس وقت کے دیوبندی عالم غلام اللہ نے اپنے شاگرد مولوی اورنگزیب کو کھڑا کیا اور اس نے حیات النبی کے موضوع پر مناظرہ کا چیلنج محمود شاہ صاحب کو کیا۔

یہ بات سن کر محمود شاہ صاحب نے فرمایا "بندے دیا پترا میں کوئی عالم تے نئیں" یہ محمود شاہ صاحب کا تکیہ کلام تھا اور کہا کہ میں یہاں سیدھی سادھی دو چار باتیں کروں گا اگر آپ اجازت دیں گے اگر مناظرہ کرنا ہے تو میرے چھوٹے بھائی حامد شاہ سے کر لینا۔ چاہے کھلے میدان میں یا بند کمرے میں، اس پر جلسہ گاہ کے افراد نے پرزور اپیل کی آپ "حیات النبی ﷺ" کے موضوع پر تقریر کریں۔ محمود شاہ صاحب نے مختصر خطبہ پڑھا۔ اور قرآن وحدیث سے دو گھنٹہ کے طویل وقت میں دلائل بیان کرتے رہے۔

اس بات پر مولوی غلام اللہ کا شاگرد مولوی اورنگزیب پکار اٹھا کہ جو شخص عالم

Marfat.com

ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور سادہ الفاظ میں دو گھنٹہ سے قرآن وحدیث سے دلائل دے رہا ہے اگر عالم ہو تو کیا بیان کرے گا اس نے اسی وقت بھرے مجمع میں اٹھ کر سعید احمد شاہ صاحب کے ہاتھ پر دیو بندی مسلک سے تائب ہو کر شاہ صاحب کی بیعت کر لی۔

گجرات قلعہ کی تاریخ

گجرات قلعہ کی تاریخ کے متعلقہ ''قطعہ تاریخ'' میں اس کا نام ''بستی اکبر آباد'' ہے اور یہ قلعہ 997 ہجری میں تعمیر ہوا۔

اکبر بادشاہ اس کے بعد 1000 ہجری میں پھر آیا اور حضرت شیخ اللہ داد سری کے ہاں حاضری دی اور نذرانے کے طور پر 1500 بیگھہ زمین اراضی کا شاہی فرمان جاری کیا۔ قلعہ پر ایک باؤلی تعمیر کی گئی اور ایک ''اکبری حمام'' تعمیر ہوا۔ جو کہ اب ختم کر دیا گیا ہے۔ اس حمام کی خصوصیت یہ تھی اس میں ایک چراغ جلا کر رکھ دیا جاتا تھا۔ اور اسی چراغ سے یہ حمام گرم ہو جاتا تھا یہ حمام بعد میں تمام لوگوں کیلئے کھول دیا جاتا تھا جس میں ''فالج کے مریض آ کر بھاپ اور غسل کرتے تھے اور انہیں اس پانی کی گرمائش سے اعضا میں حرکت محسوس ہوتی تھی اور جسم کے اعضاء کھل جاتے تھے اس کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ اس حمام میں سیڑھیاں نیچے اتر کر جانا پڑتا تھا اور شدید گرمی میں بھی تر و تازہ اور ٹھنڈی ہوا لگتی تھی۔

دوسری روایت کچھ یوں ہے کہ شہنشاہ اکبر نے 997 ہجری تا 1556 عیسوی میں یہ قلعہ تعمیر کروایا۔ یہ قلعہ کامل نامی فرد کی سرکردگی میں تعمیر ہوا۔ ''چنار باغ'' پنجلب مصنف منشی گنیش داس وڈیرا قانونگو میں لکھتا ہے کہ گجرات کا قلعہ کامل کے لڑکوں کی سرکردگی میں تعمیر ہوا۔ (صفحہ 25)

Marfat.com

حضرت شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش اگر 938 ہجری یا 1531 عیسوی یا 988 ہجری 1587 عیسوی تسلیم کر لی جاوے تو حضرت شاہدولہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک قلعہ گجرات کی تعمیر کے وقت 58 برس یا 8 برس بنتی ہے۔ دونوں روایات واضح ہیں مصنفین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت مجدد الف ثانی محبوب سبحانی، شیخ شہاب الدین سہروردی کی کتاب ''عوارف المعارف'' کا مطالعہ کرنے کیلئے سیالکوٹ تشریف لائے تو اسی دوران حضرت شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ میں موجود تھے اس دور میں شہنشاہ اکبر کی لادینیت کے خلاف اسلامی شریعت کی حفاظت کیلئے اکبر کے آس پاس بہت سے بزرگان دین موجود رہتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی اس معاملے میں سرفہرست تھے کیونکہ 1582ء میں اکبر نے دین الٰہی کی بنیاد رکھی تھی۔ گجرات قلعہ کی تاریخ میں آثار قدیمہ میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قلعہ کے اوپر ایک مندر اور ایک مسجد بھی ہے۔ قلعے کی فصیل دیوار کے نیچے تحصیل کی طرف ایک بابا سمن کا مزار ہے جس کی نشاندہی محلہ چابکسواراں کی طرف سے انسان بخوبی کر سکتا ہے جہاں اکبر دین الٰہی کا قائل تھا۔ دوسری طرف اس قلعے سے یہ بھی نشاندہی ہوتی ہے سیالکوٹ کے راجہ سل کی طرح، اکبر کا بھی عقیدہ یہی تھا قلعہ کی دیوار کے نیچے کسی مسلمان بزرگ کا مزار ہو تو قلعہ کی دیوار نہیں گرے گی۔

قلعہ کی ایک طرف محلہ چھٹی باشاہی بھی ہے۔ جو کہ چھ بادشاہیوں کی غمازی کرتا ہے اسی محلہ میں سکھوں کا ایک گردوارہ بھی ہے یوں انگریزوں نے بھی ان تاریخی آثار کو مٹانے کی کوشش کی۔ ہندو پہلے ہی اکبر کے حمایت کنندہ نہیں تھے کیونکہ اکبر نے

Marfat.com

بہاری کل کی بیٹی سے شادی کی اور پورا کشمیر لکھ کر دیدیا جس سے دین الٰہی کی بنیاد واضح ہوئی۔ گجرات بھی اسی تاریخ کو آثار قدیمہ کی صورت میں واضح کر رہا ہے۔

اسی قلعہ کی تاریخ میں یہ بات واضح ہو گئی کہ اس حمام میں سب ننگے ہیں۔ ہر شخص اپنی خواہشات لے کر اس دنیا سے چلا گیا مگر چراغ مصطفوی کو بجھا نہ سکا۔ خواہشات کے چراغ ہمیشہ بجھتے رہتے ہیں۔

جس چراغ کی حفاظت خود خدا کرے اسے کون بجھا سکتا ہے۔ اس کا دوسرا پہلو عبرت ہے۔ نبی ﷺ کے دور میں عرب کے کچھ لوگ ایسے تھے جو توحید کے قائل تھے ان میں زید بن عمرو بن نفیل کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا۔ اکیلے اُمت کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے اسی طرح یہ قلعہ اس بات کی علامت ہے کہ جب تک نبی ﷺ کا ایک اُمتی بھی دنیا میں رہے گا تو قیامت نہیں آئے گی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا جبہ مبارک ہند کی جانب

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جبہ مبارک اپنے خلفاء کے ذریعے ہند کی طرف روانہ فرمایا اور ساتھ فرمایا کہ ہند میں ایک مرد خدا پیدا ہوگا جس کا نام شیخ احمد سرہندی ہوگا۔ آپ کا یہ جبہ مبارک آپ کے وصال کے 500 سال بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ملا۔ اس وقت ہند میں بہت سے فتنے اُٹھ چکے تھے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے شیخ احمد سرہندی المعروف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شہاب الدین سہروردی کی کتاب عوارف والمعارف (معرفت کی

Marfat.com

پہچان) کے مطالعے کیلئے سیالکوٹ تشریف لائے۔ اس دور میں مُلا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے سیالکوٹ میں علم وعرفان کی شمع روشن کی ہوئی تھی۔ آپ کی کتاب ”دلائل التجدید“ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ جو مجددیت کے ثبوت اور دلائل پر مبنی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے ملا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مجدد ہونے کے دلائل دیئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مجدد ہونا واضح کیا اس دور میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اکبر کی بے دینی کا سامنا تھا اس دور میں بہت سے فتنے برپا ہو چکے تھے۔

ا)۔ اکبر کا خودساختہ ”دین الٰہی“ سب سے بڑھ کر تھا جس کا سیدھا سادھا مفہوم ” بُت پرستی اور خدا پرستی ایک ہے“ تھا جتنی بھی اشیاء ہیں خدا کا مظہر ہیں اور اس کا وجود ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ خدا پرستی اور بُت پرستی جدا جدا ہیں۔ جتنی بھی اشیاء ہیں وہ خدا کا وجود نہیں بلکہ خدا کی پیدا کردہ اور بنائی ہوئی ہیں۔ آپ نے ”وحدت الشہود“ کا نظریہ پیش کیا۔ یعنی تمام اشیاء خدا کی شہادت دیتی ہیں۔

۲)۔ نبوت کی ضرورت نہ ہونیکا فتنہ: اُن لوگوں کا کہنا تھا کہ ہزار سال کے بعد نبوت کی ضرورت رہتی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ نبوت کو نکال دیا جائے اور بت پرستی اور خدا پرستی ایک ہی ہو جائے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”نبوت ہے تو خدا کی پہچان ہے“۔ اگر نبوت کو بیچ سے نکال دیں تو صرف بُت پرستی ہی رہ جاتی ہے اور توحید کی

Marfat.com

پہچان ختم ہو جاتی ہے۔

آپ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام ''اثبات النبوۃ'' ہے جس میں نبوت کے متعلق آپ نے عقلی ونقلی دلائل تحریر فرمائے ہیں۔

الغرض حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ سے لاہور تشریف لے آئے اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالی میں چلہ کشی کی یہ دوسری نامور شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد داتا گنج بخش حضور کے مزار پر چلہ کشی کی اور فیض یاب ہونے کے بعد ہندوستان میں سب سے بڑے بے دینی کے حملہ کو روکا اور باطل فتنوں کا سد باب کیا۔

سیالکوٹ کا تاریخی پس منظر

تاریخی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر کو پانڈو کے چچا راجہ سال نے بسایا تھا اس کے بعد راجہ سالباہن نے اس کو نئے سرے سے آباد کیا اور اپنا دارالخلافہ بنایا یہ وہی راجہ سالباہن ہے جس کے بیٹے راجہ رسالو کے کارناموں کے بہت سے قصے ہندوؤں میں مشہور ہیں۔

راجہ رسالو گکھڑوں کے سردار راجہ ہودی سے بہت عرصہ تک جنگ لڑتا رہا آخر شکست ہوئی اور اس نے اپنی بیٹی راجہ ہودی کے نکاح میں دے دی اور صلح کر لی۔ راجہ ہودی کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ اس کی وفات کے بعد راجہ رسالو کی بیٹی راج کی وارث ہوئی۔ (بحوالہ کتاب رفیق مسافراں۔ اشاعت ریلوے بورڈ انڈیا صفحہ نمبر ۰۷ تا ۱۳۹)

Marfat.com

حضرت شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ اور ملا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ

ملا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ اکثر گجرات تشریف لاتے اور حضرت شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرتے۔ ایک روز حضرت کبیرالدین شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ملا عبدالحکیم تشریف فرما تھے۔ تو حضرت شاہدولہ دریائی نے فرمایا: یہ ہماری اور آپ کی آخری ملاقات ہے اس ملاقات کے بعد ملا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ اجازت لے کر سیالکوٹ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں دوران سفر سوہدرہ کے مقام پر ملا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے۔ اور یوں حضرت شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی بات کہ "یہ ہماری آخری ملاقات ہے" سچ ثابت ہوئی۔ پھر آپ کے جسد خاکی کو آپ کا بیٹا سوہدرہ سے سیالکوٹ لے گیا جہاں آپ مدفون ہیں۔

(بحوالہ: تذکرہ شاہدولہ دریائی اور ان کا خاندان)

حضرت شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

حضرت شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کرامت ہے کہ آپ زندہ انسان کا چڑھاوا لیتے ہیں۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ایسا دوسرا مزار نہیں جس پر زندہ انسان کا چڑھاوا لیا جاتا ہو۔ یہ فقط حضرت کبیرالدین شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہے جن کے آستانے پر ایسے افراد ملتے ہیں جن کے والدین انہیں نذر کے طور پر آپ کے مزار اقدس پر چھوڑ جاتے ہیں۔ بے اولاد افراد منت مانتے ہیں اور پہلی اولاد آپ کے نذر کرتے ہیں۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ پہلا بچہ جو پیدا ہوتا ہے اس کا سر چھوٹا ہوتا ہے۔ جبکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ دوسرا بچہ ہر لحاظ سے تندرست ہوتا ہے یہ اس صورت میں ہے کہ وہ پہلا بچہ نذر کے طور پر دربار چھوڑ جائیں اگر نہ چھوڑیں

Marfat.com

تو دوسرا بچہ بھی اسی طرح کا ہوتا ہے وہ تندرست پیدا نہیں ہوتا۔

(بحوالہ: رفیق مسافراں 1890ء مطبوعہ 1908)

حضرت شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت انجینئر

سیرت نگار اور تذکرہ نگار تحریر کرتے ہیں کہ آپ بہت بڑے انجینئر تھے اور آپ کو تعمیراتی کاموں کا وسیع تجربہ حاصل تھا۔ جو نذر نیاز آپ کو حاصل ہوتی آپ اس رقم سے عمارتیں تعمیر کرتے اور لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

اس وجہ سے گجرات قلعہ کے ارد گرد آبادی بڑھی اور شہر کی رونقیں دوبالا ہوئیں چونکہ ساتھ ہی دریائے چناب بہتا تھا اس لیے کئی عمارتیں دریا برد ہو گئیں علاوہ ازیں سیالکوٹ اور گجرات کے گردونواح میں بھی کئی پل تعمیر کروائے۔ حضرت امام الحق سرکار کا روضہ مبارک بھی آپ نے تعمیر کروایا۔ اگر آپ کے متعلق تحریر کیا جائے تو الگ کتاب رقم ہو سکتی ہے۔ (بحوالہ رفیق مسافراں، ریلوے بورڈ، انڈیا)

سجدہ تعظیمی کا شرعی حکم

شہنشاہ اکبر کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کو جہانگیر سے واسطہ پڑا ۔ جہانگیر کے درباری علماء نے جہانگیر کو کہا کہ حضرت مجدد ثانی کو سجدہ تعظیمی پر مجبور کیا جائے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی کو طلب کیا گیا اور آپ نے سجدہ تعظیمی سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا سجدہ تعظیمی پہلی امتوں پر جائز تھا۔ امت محمدی پر حرام ہے۔ چنانچہ جہانگیر اور ان کے حواریوں نے ایک ترکیب سوچی کہ حضرت مجدد الف ثانی کو بلایا جائے اور ایک دیوار میں تنگ راستہ رکھا جائے جس سے وہ سر جھکا کے گزریں تو ہم کہہ دیں گے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے سجدہ تعظیمی کر دیا۔ الغرض حضرت مجدد

Marfat.com

الف ثانی کو بادشاہ کے دربار میں بلایا گیا تو اس راستے سے گزرے کہ آپ نے دیکھا کہ رستہ تنگ ہے۔ تو سب سے پہلے آپ نے اپنے پاؤں آگے کیے۔ اور پھر سر اُٹھا کر اُس راستے سے گزر گئے۔ اس طرح اُن کا ناپاک ارادہ ناکام ہوگیا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
اللہ نے کیا جس کو بروقت خبردار وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

سجدہ تعظیمی نہ کرنے کے عوض حضرت مجدد الف ثانی کو جہانگیر نے قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ اس پر نبی ﷺ خواب میں جہانگیر کو حکم فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کو فوراً رہا کرو۔ جب جہانگیر بیدار ہوا تو فوری طور پر حضرت مجدد الف ثانی کو رہا کرنے کا حکم دیا۔

حضرت خاوند محمود المشہور حضرت ایشاں اور جہانگیر کی وفات

حضرت خاوندؒ محمود المشہور حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ نے کشمیر میں ایک بڑی عالی جاہ خانقاہ تعمیر کروائی۔ آپ وہاں بیٹھ کر صبح شام ہدایت خلق میں مشغول رہتے۔ اُس دور میں کشمیر میں شیعہ سنی فساد ہوا۔ جس میں بہت سے آدمی مارے گئے۔ جب یہ خبر جہانگیر بادشاہ کو پہنچی تو اس نے حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلا لیا۔ بالآخر جہانگیر ایک روز کشمیر گیا۔ تو حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے۔ راستے میں راجوری کے متصل ایک روز لشکر شاہی پانی کیلئے بہت تنگ ہوا۔ اور جہانگیر اور بھی بہت گھبرایا۔ اس نے حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کی اپیل کی۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اور کہا۔ الٰہی! بارانِ رحمت کا نزول ہو۔ ہنوز خاتمہ دعا کی

Marfat.com

نوبت نہیں آئی تھی کہ آسمان سے ایک ابر سفید نمودار ہوا۔ اور اس قدر برسا کہ تمام چھپٹر اور تالاب پُر ہو گئے۔ کشمیر پہنچ کر نور جہاں بیگم (بادشاہ کی زوجہ) بہت بیمار ہو گئیں۔ جہانگیر بادشاہ نے حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ حضرت ایشاں نے فرمایا! تم میں سے ایک ضرور اچھا ہو جائیگا، جس کیلئے تم کہو دعا کی جائے۔ اس پر جہانگیر بادشاہ نے اپنی بیگم نور جہان کیلئے دعا کی درخواست کی۔ نور جہان اُسی روز شفایاب ہو گئیں۔ اور جہانگیر نے کشمیر میں وفات پائی۔ تو اس پر حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ بھی لاہور تشریف لائے۔ اور چند روز لاہور رہے پھر شاہجہان کے ہمراہ دلی تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر ملکہ زمانی زوجہ بادشاہ شاہ جہان حضرت ایشاں کی مرید ہوئی۔

(بحوالہ اولیائے لاہور۔ از محمد لطیف ملک ایم اے۔ صفحہ نمبر 16 تا 66)

جہانگیر کے بعد شاہ جہان تخت نشین ہوا۔ تو وہ کشمیر گیا اس نے راجہ چتر سین کی بیٹی جو شاہدولہ دریائی کی مرید تھیں اس کی درخواست کی جس کا عقد اورنگزیب سے ہوا۔ راجہ چتر سین، حضرت شاہدولہ دریائی کی تبلیغ سے مسلمان ہوا۔

یہ راجہ اپنی بیٹیوں کو قتل کر دیتا تھا۔ حضرت شاہدولہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کہا کہ اب جو بیٹی ہوگی اس میں سے بادشاہ پیدا ہوں گے۔ لہذا یہ مجھے دے دو۔ راجہ چتر سین نے اپنی بیٹی حضرت شاہدولہ رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی۔ اور بعد میں یہی اورنگزیب کی بیوی بنی جس کا مزار حضرت شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں ہے اس کے ساتھ ایک مسجد ہے جس کا نام بیگم اورنگزیب ہے۔ شاہ جہان کا جب وقت قریب آیا تو اس نے شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ میرے بعد اولاد میں

Marfat.com

سے کس کو تخت کا وارث بنایا جائے؟ آپ استخارہ کریں اور بتائیں کہ تخت کیلئے کون موزوں رہے گا اس پر شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ نے چند شعر لکھے اور اورنگزیب کی طرف اشارہ کر دیا۔

گجرات کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے

گجرات قلعہ کے قریب محلہ چھٹی بادشاہی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہاں بہت سے حکومتیں ہو گزریں۔ جن میں محلہ چھٹی بادشاہی کے قریب ایک سکھوں کا گردوارہ بھی ہے اور اس طرح قلعے کے اوپر ہندوؤں کا مندر بھی ہے۔ جیل چوک موجودہ فوارہ چوک میں انگریزوں کا ایک بہت بڑا ہسپتال تھا۔ جس کی انچارج ڈاکٹر ملن تھی۔ ڈاکٹر ملن کے بعد بدھ سنگھ انچارج بنی۔ اس کے بعد یہ ہسپتال سردار ٹرسٹ کے نام سے موسوم ہو گیا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ بدھ سنگھ نے اس کو فروخت کیا یا کہ سرکاری تحویل میں چلا گیا۔ الغرض جتنی بھی یہاں امتیں آئیں۔ جاہل حاکم مسلط رہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ معاشرے کا بگاڑ تین چیزوں سے ہوتا ہے۔

۱)۔ جاہل حاکم ۲)۔ بے عمل عالم ۳)۔ بے توکل فقراء

نیز یہ شیطان کے قرین وانیس ہیں۔ (بحوالہ کشف المحجوب۔ صفحہ 290)

حضرت ابوبکر محمد بن وراق فرماتے ہیں کہ آدمی تین قسم کے ہیں۔

۱)۔ علماء ۲)۔ امراء ۳)۔ فقراء

۱)۔ علماء: جب علماء میں فساد پیدا ہو گا تو اطاعت الٰہی اور شریعت مطہرہ میں فساد ہو جائے گا۔

Marfat.com

۲)۔امراء: جب امراء میں فساد پیدا ہو جائے گا تو لوگوں کی معیشت تباہ ہو جائے گی

۳)۔فقراء: جب فقراء گزر جائیں گے تو لوگوں کے اخلاق و عادات خراب ہو جائیں گی یعنی ان کے دل تباہ ہو جائیں گے۔

۴)۔جب امراء علماء کے ساتھ رہیں گے اور شریعت مطہرہ کے پابند رہیں گے ان میں تباہی نہیں آئے گی۔

۵)۔فقیری میں فساد ریاست طلبی اور بے توکلی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۶)۔سارا فساد بے علمی کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔

(بحوالہ: کشف المحجوب۔صفحہ 289)

نیز حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جاہل حاکم کے متعلق فرماتے ہیں۔

۱)۔جب بادشاہوں کی حرص بڑھ گئی تو انہیں ظلم و جور کی طرف مائل کر دیا۔

۲۔اور زمانہ میں عوام کے اندر بدکاری، زناء اور فسق و فجور عام ہونے لگا۔

۳۔اس طرح جب زہد و ورع میں ریا پیدا ہو جاتا ہے تو وہ زاہد کو نفاق کی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے اور ہوا و حرص شیطانی صوفی کو رقص و سرود کی طرف مائل کر دیتا ہے۔

۴۔اچھی طرح یاد رکھو اگرچہ اہل طریقت تباہ ہو جائیں گے مگر اصول طریقت تباہ نہیں ہو سکتے۔

(بحوالہ: کشف المحجوب۔صفحہ 137)

حقیقت یہی ہے کہ آج تک ہم جاہل حکام کے ظلم و ستم کا شکار رہے ہیں اور ہم اسلامی حاکم پیدا نہیں کر سکے۔یہی المیہ ہے گجرات کے قلعے کی تاریخ کا۔

Marfat.com

ہندوؤں کی ریسرچ بے حیائی پیدا کرتی ہے

ایک ہندو نے اپنی کتاب میں شہد کی مکھی کے بارے میں لکھا کہ شہد کی مکھیوں کی ملکہ آتی ہے تو وہ اپنے چھتے کے آس پاس ایک آواز پیدا کرتی ہے۔ تو اس کے پیچھے نکھٹو لگ جاتے ہیں۔ ملکہ کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے جو اس کی رفتار کے ساتھ مل جاتا ہے وہ اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ تو ہوا میں یہ مکھی جنسی میلان کرتی ہے۔ میلان کے ساتھ ہی نر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور بلندیوں سے نیچے گر آتا ہے۔ علامہ اقبال نے یہاں فرمایا۔

بھلا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

یعنی نبی ﷺ کی تعلیم دے کر اولیاء اکرام جو آئے تھے اس کو ہم نے فراموش کر دیا۔ کفار کے نظریات کو اپنا لیا۔ اسی نظریات کے تحت اکبر نے بھیاری مل کی بیٹی سے شادی کی اور اس نے پہلے مسجد بنائی پھر مندر۔ اسی کوشش کا نتیجہ یہ نکلا۔ اکبر نے دین الٰہی ایجاد کیا۔

دوسرے نمبر پر شہد کی مکھی ملکہ جب چھتے میں آتی ہے تو تمام کرندہ مکھیاں اس کے گرد جمع ہو جاتی ہیں اس کی شرمگاہ کو صاف کرتی ہیں۔ اس کی شرمگاہ سے جنسی آلہ نکال کر چھتے سے باہر پھینک دیتی ہیں۔ کبھی نکھٹو ملکہ کے ساتھ چمٹا ہوتا ہے اسے علیحدہ کر کے چھتے سے باہر پھینک دیتی ہیں۔ یہاں اقبال نے فرمایا۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیاں بنے گا وہ ناپائیدار ہوگا۔

Marfat.com

ہندو یا یہود و نصاریٰ کا معاشرہ ہم جنسی کا شکار

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے معاشرے کی اصلاح کیلئے فرمایا کہ مرد کا عورت تک پہنچنا دونوں کے مختلف جنس ہونے کے باعث مشکل ہے کیونکہ کئی رکاوٹیں ہیں۔ بہ خلاف ایک عورت کے دوسری عورت تک پہنچنے کے۔ یہاں نہایت احتیاط کرنی چاہیے اور مرد کو عورت کی طرف اور عورت کو مرد کی طرف بنظر شہوت دیکھنے اور مس کرنے کی نسبت عورت کو عورت کی طرف بنظر شہوت دیکھنے اور مس کرنے سے اچھی طرح منع کرنا اور ڈرانا چاہیے۔

(بحوالہ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب نمبر 41، صفحہ 373)

نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ارشاد فرمایا جب تمہاری نظر غیر محرم پر پڑے تو پہلی نظر خیر ہے اور دوسری نظر شر۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں رقم کیا ہے کہ بے ریش لڑکوں کو شہوت کی نظر سے دیکھنا اور مس کرنا حرام ہے۔ اسی قانون خداوندی کو چھوڑ کر خصوصاً اہل مغرب نے معاشرے کو جنسی آزادی دے رکھی ہے اور ہم جنس پرستی کی بھی اجازت ہے۔ اسلام نے اس کو سختی سے روکنے کا حکم دیا ہے جس پر سخت سزائیں بھی رکھی ہیں جن پر عمل کرنا فرض ہے۔

معاشرے میں غیر اسلامی نظریہ

عام طور پر معاشرے میں یہ کہا جاتا ہے کہ شہد کی مکھی کے چھتے سے جو موم لی جاتی ہے اس سے شمع بنائی جاتی ہے، تو پروانے آتے ہیں۔ اور اس پر مرمٹتے ہیں۔ اسی نظریے کے تحت بہت سے شاعروں نے شمع کو پروانے کے ساتھ منسوب کر کے بہت

Marfat.com

سے نوجوانوں عشق ومحبت میں مبتلا کر کے خودکشی پر مجبور بھی کر دیا۔اس مقام پر دوسری بار شہد کی مکھی نے شہادت دی۔شہد کی مکھی کو اللہ تعالیٰ نے پھر فصیح و بلیغ زبان عطا کی۔ اور کہنے لگی۔ میں نور کا پروانہ ہوں۔ میں وہ پروانہ نہیں ہوں زاہد۔یعنی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق چلتی ہوں۔میرا راستہ آگ کی طرف نہیں جو یہ پروانے آگ پر کٹ مرتے ہیں۔اسی طرح تیسری شہادت کتاب فیضان سنت میں نقل ہے کہ شہد کی مکھی کو کسی نے پوچھا۔کہ جو پھولوں سے رس لیتی ہو وہ تو پھیکا ہوتا ہے ۔اس میں مٹھاس کیسے آتی ہے۔تو شہد کی مکھی کہتی ہے کہ میں نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتی ہوں تو تب شہد میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے۔

شہد کی مکھی نے کہا کہ میں نور کا پروانہ ہوں۔ میں وہ پروانہ نہیں ہو زاہد

۱)۔ نور کے پروانے سے مراد نبی ﷺ سے ہی روشنی پانا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔محمد ﷺ آپس میں رحیم و کریم ہیں اور کفار کیلئے سخت شہد کی مکھی کے چھتے میں 50 ہزار مکھیاں ہوتی ہیں۔اور چھتے کے آس پاس ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر لٹکی ہوتی ہیں یہ ان کے اتحاد کی علامت ہے اگر کوئی شخص ان کے چھتے کے پاس،ان کے خلاف کوئی حرکت کر دے تو یہ سب مل کر ٹوٹ پڑتی ہیں۔

۲)۔ میں وہ پروانہ نہیں ہوں زاہد:۔اس مقام پر علامہ اقبال کا ایک شعر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

الفاظ معانی میں گو فرق نہیں

زاہد کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

Marfat.com

اس شعر میں زاہد سے مراد وہ حاکم جس کی قوم جہنم کی طرف دھکیل دی گئی ہو اور وہ اپنے عیش وعشرت میں کھویا ہو یعنی جاہل حاکم۔

شہد کی مکھی نے کہا کہ میں وہ پروانہ نہیں ہوں زاہد۔ معاشرے میں شمع اور چراغ کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ شہد کی مکھی کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ تناور شاخ پر اپنا آشیانہ بناتی ہے اور دو سال وہاں رہتی ہے اور بتاتی ہے ہم اتحاد سے رہتی ہیں۔

اسی درخت پر بھڑ مکھی جو کہ زرد رنگ کی ہوتی ہے اس نے اسی شجر کی باریک ٹہنیوں پر اپنے چھتے بناتی ہے اور کبھی جب تیز ہوا آتی ہے تو اس کا چھتہ ٹوٹ کر زمین پر آگرتا ہے۔ اس مکھی میں اتحاد نہیں ہوتا نہ ہی شہد بنانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

ان دونوں کے موازانہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو حکومتیں خواہش نفسانی لیکر آباد ہیں وہ کسی بھی شخص کی ہمدردی کے قائل نہیں ہوتیں اسی وجہ سے آج امت مسلمہ کی بہت سی حکومتیں ہیں جن کو اسلامی وحدت اور اسلامی تعلیمات کی روح سے کوئی سروکار نہیں۔

شہد کی مکھیاں جو مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس لیکر آتی ہیں۔ ماہرین اس بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک ہزار پھولوں کے رس سے شہد کی مکھی ایک تولہ رس تیار کرتی ہے اس سے مراد حاکم وقت، قوم کا مال ناجائز ضبط کرتا ہے۔ اگر وہ فی کس کسی سے ایک روپیہ لے تو لاکھوں افراد ملت سے وہ لاکھوں ناحق اور ناجائز جمع کرتا ہے۔

سود خور بھی جس جس کو سود دیتا وہ اصل رقم کے علاوہ بھی دوسرے شخص کی تجوری خالی کر دیتا ہے مگر سود خور کا اصل زر وہیں قائم رہتا ہے۔ کفار مسلمانوں سے بہت سے طریقوں سے فائدہ حاصل کر رہا ہے اور اپنی حکومت مستحکم کر رہا ہے۔

Marfat.com

اور اپنے ایک روپیہ کے بدلے 90 یا 100 زائد وصول کرتا ہے اگر پوری قوم سے وہ اس طرح کرتا ہے وہ مسلم قوم و ملک جو اس کی مقروض ہیں ان کا خون نچوڑتا ہے اور یہ صرف جاہل حکمران کی بدولت ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ مسعود احمد انور جیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کی کرنسی کاغذ نہیں بلکہ سونا، چاندی، تانبہ وغیرہ کی ہے یعنی ان کے عوض تجارت کرے تو سونے کے بدلہ سونا، چاندی کے بدلے چاندی حاصل ہوتی ہے۔ کاغذ کے بدلے کاغذ نہیں کیونکہ یہ جعلی کرنسی بھی بن جاتی ہے جس سے مسلم قوم کا بہت بڑا نقصان ہے یہی دعوت فکر شہد کی مکھی دے رہی ہے۔

جو عورتیں گناہ کی دعوت سرعام دیتی ہیں وہ مسلمان معاشرہ میں خرابی پیدا کرتی ہیں جاہل اور بدکار لوگ ان راستوں پر چل پڑتے ہیں۔ ہنود، یہود اور کفار کے معاشرے میں یہ چلن عام ہے۔ اسی بات کو اقبال نے کہا

شمع کو باغ میں آنے نہ دو

ناحق پروانوں کا خون ہوگا

چوہدری غلام رسول، ایم اے، اپنی کتاب "مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ" میں لکھتے ہیں۔ "زنا" قوموں اور ملکوں کو تباہی و بربادی کے گڑھے میں دھکیلنے کا سب سے بڑا سبب زنا اور فواحش ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جو اقوام قعرِ مذلت میں گری ہیں ان سب میں زنا کا مرض بہت عام تھا۔ (صفحہ نمبر 570)

اسلامی سرحدوں کی حفاظت

یاایھا الذین امنوا اصبرو وصابرو ورابطو واتقوالله لعلکم

Marfat.com

تفلحون o (سورۃ آل عمران آیت نمبر 199، پارہ نمبر 4)

ترجمہ: اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس اُمید پر کامیاب ہو۔ (ترجمہ کنز الایمان)

معاشرے کی نگہبانی

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دو آنکھیں ایسی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ حرام کردی ہے۔ ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روتی ہے دوسری وہ جو اسلامی ملک میں اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے"۔

۱)۔ ملکی سرحدوں کا دفاع کرنا

۲)۔ معاشرہ کی نگہبانی کرنا: اس سے مراد یہ ہے کہ وعظ و نصیحت کرنا۔

۳)۔ اپنے نفس کی نگہبانی کرنا   ۴)۔ تدبر و تفکر

وعظ و نصیحت

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ وعظ شریف فرما رہے تھے تو کیا دیکھتے ہیں ہر روز ایک مرید کم ہوتا جا رہا ہے۔ ایک روز اپنے مرید سے پوچھتے ہیں کیا وجہ ہے تمہارے پیر بھائی کدھر چلے گئے ہیں؟ وہ عرض کرنے لگا۔ ایک فاحشہ عورت راستے میں رہتی ہے۔ اس کی زلفوں کے اسیر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

ایک روز حضرت خواجہ سید محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ میرے مریدین کی تعداد کچھ کم ہے اسی طرح مریدین کی تعداد کم سے کم ہوتی چلی گئی حتیٰ کہ بہت کم افراد رہ گئے آپ نے پوچھا تو پتہ

Marfat.com

چلا ایک زانیہ عورت آپ کے مدِ مقابل آ ٹھہری ہے آپ نے اس کا جائزہ لیا اور ایک شام اپنا سامان لے کر اس کے دروازے پر بیٹھ گئے جب وہ عورت باہر نکلی تو آپ کا ہدیہ دیکھ کر وہ سمجھی کہ اب یہ مرد خدا بھی مجھ سے نہیں بچ سکا۔ آپ نے اس زانیہ عورت سے کہا کہ ایک رات کا کتنا لے گی؟ الغرض سودا طے ہو گیا۔ آپ اندر داخل ہو گئے آپ نے اس عورت کو فرمایا یہ کپڑے لو اور چلی جاؤ غسل کر کے میرے پاس آنا جب وہ غسل کر کے آئی تو آپ نے اس کے قدموں میں مصلی رکھ دیا۔ وہ حیرت سے دیکھنے لگی کہ میں کس غرض سے آئی ہوں اور یہ بزرگ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے اس عورت کو مصلے پر بیٹھنے کا حکم فرمایا اور خود سجدے میں گر گئے۔

عرض کرنے لگے "یا رب قدوس! یہاں تک تو میں اسے لے آیا ہوں اے دلوں کو پھیرنے والے تو اس کا دل پھیر دے"۔ الغرض ایک مرد خدا کی نگاہ فیض سے اسے توبۃ النصوح کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

ہمارا المیہ 1971ء کی جنگ ہے ملک کے دو ٹکڑے ہو گئے اس کا بڑا سبب بھی "زنا" بنا تھا مجید نظامی نے ایک پروگرام میں انکشاف کیا کہ یحیٰی خان کی ریکارڈ بک میں بہت سی عورتوں کے نام درج ہیں جن میں "اقلیم اختر رانی" سرفہرست تھی۔ زنا کے ساتھ ساتھ شراب نوشی بھی تھی جس میں جنرل یحیٰی مدہوش رہتا تھا۔ اس وجہ سے ملک دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔

اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام و مرتبہ

ا۔ نبی پاک ﷺ کے ابتدائی دور میں عرب میں بچیوں کو زندہ در گور کر دیا جاتا تھا حضور ﷺ نے بچیوں کے قتل سے منع کیا اور فرمایا کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو دو بچیوں کو پال کر ان کی اللہ کی رضا کیلئے شادی کرے گا قیامت کے دن وہ میرے اس طرح ساتھ ہو گا جس طرح دو انگلیاں ملی ہوتی ہیں آپ نے دو انگلیوں کا اشارہ کیا۔

Marfat.com

۲۔ حضور ﷺ کے دور میں ایک مسلمان عورت صراف کی دکان پر گئی وہاں پر کھڑے دو یہودیوں نے مسلمان عورت کی تذلیل کی وہاں ایک صحابی یہ منظر دیکھ کر یہودیوں پر ٹوٹ پڑے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے مسلمانوں کے دلوں میں غیرت ایمانی کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی اور صحابی مسلمان عورت کی تذلیل کس طرح برداشت کر سکتا تھا یہودیوں نے اس مسلمان کو شہید کر دیا اور لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اس کے بعد جب حضور ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کی سرکوبی کی اور یہودیوں کو مدینہ پاک سے باہر نکال دیا۔

۳۔ جولین قرطبہ کا امیر تھا اور اس کی لڑکی کو سپین کے بادشاہ راڈک نے زبردستی اپنے حرم میں لے لیا تھا جولین موسیٰ بن نصیر شمالی افریقہ کا گورنر تھا کے پاس حاضر ہوا اور اس سے انسانیت کے نام پر امداد طلب کی موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کو فوج دے کر سپین بھیجا مسلمانوں نے تقریباً آٹھ سو سال تک سپین پر حکومت کی

۴۔ فتح سندھ: سندھ کے بحری بیڑوں نے مسلمان تاجروں کے جہاز پر حملہ کر دیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔ اس پر ایک عورت نے فریاد کی کہ ہے کوئی ہمیں ظالموں کے پنجے سے چھڑانے والا اس پر حجاج بن یوسف نے اپنے سترہ سالہ بھتیجے محمد بن قاسم کو سندھ پر حملہ کیلئے بھیجا محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا اور بڑھتا ہوا ملتان تک پہنچ گیا اس لیے سندھ کو باب السلام بننے کا شرف حاصل ہوا۔

غیر اسلامی معاشرے میں عورت کی توہین و تذلیل

۵۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی غیر مسلم معاشرے میں کوئی عزت نہیں مطالعہ سے عرب کے سردار کا واقعہ ملتا ہے کہ جب کوئی دلہن ڈولی میں بیٹھ کر سسرال جاتی تھی وہاں کا سردار اپنے آدمی بھیجتا اور دلہن کو بلا کر سہاگ رات اس کے ساتھ

Marfat.com

گزارتا کمزور اور ناتواں انسان ہر بار اپنی بیٹی کو ہر بار لٹتا دیکھتا لیکن کوئی چارہ نہ چلتا ایک بار ایک عورت نے دلہن کا لباس پہننے سے پہلے اپنے بھائی کو غیرت دلائی کہا اس بے غیرت کو لگام نہیں دے سکتے کیا میں اس ظالم کیلئے ہوں یا اپنے شوہر کیلئے تمہیں غیرت آنی چاہیے کہ اس بے غیرت کی سرکوبی کرو الغرض عورت کا بھائی دلہن کا لباس پہن کر بہن کی جگہ بیٹھ گیا جب سردار کے آدمی اٹھا کر لے گئے اور سردار اسے عورت سمجھ کر اپنی ہوس کا نشانہ بنانے لگا تو اس شخص نے سردار کو قتل کر دیا یہ واقعہ ایک تاریخی کتاب سے مطالعہ کے دوراں ملتا ہے۔

دوسرا واقعہ اسی طرح کا ایک راجہ کا تھا جو دلہنوں کو اٹھا کر لے جاتا تھا اسلام نے حاکم وقت کو ایک باپ کی جگہ عطا کی ہے جس کی رعایا اس کے ماں بہن اور بیٹی کی حیثیت رکھتی ہے یہ عورت کا تقدس ہے جس کی وہ حق دار ہے اور صرف اسلام نے عطا کیا ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر 5

آستانہ عالیہ حبیبیہ کے تین عظیم تاجدار

حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ مجددی محبوبی قدس سرہ العزیز

﴿دو دروازے﴾

پہلا دروازہ: حضرت سید محمد یوسف حبیبی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا دروازہ: حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

باب نمبر 5

حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ مجددی محبوبی قدس سرہ العزیز

حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ مجددی محبوبی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے عہد کے انتہائی محترم اور حد درجہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم رکھنے والے اور شریعت کی پابندی کے جذبے سے سرشار بزرگ ہستی تھے۔آپ کی زندگی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آئینہ دار تھی۔

ولادت باسعادت:

آپ موضع جعفر کوٹ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں 13 رجب الرجب 1312ھ بروز بدھ بمطابق 9 جنوری 1895ء کو پیدا ہوئے اور آپ کے والد محترم کا نام سید عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ تھا اور والدہ محترمہ کا نام رحیم بی بی تھا۔

بیعت وخلافت:

حضرت مولانا سید حبیب اللہ مجھوی علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ محبوب عالم توکلی سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خرقۂ خلافت بھی حاصل کیا۔البتہ روحانی فیض وبرکات دین میں فکروتدبر کی دولت حاصل کرنے کے بعد آپ نے اپنی زندگی کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح رنگ لیا کہ اور کوئی رنگ اس پر غالب نہیں آنے دیا۔آپ اپنی غیر فانی عملی نعمتوں کی صورت میں ایک ایسی شمع روشن کر گئے جو ہمیشہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اجالا پھیلاتی رہے گی۔

اولیاء اللہ کی شان بے مثال:

اللہ اللہ کئے جانے سے اللہ نہ ملے

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

Marfat.com

شریعت کی پابندی کرنا بڑا ہی دشوار راستہ ہے۔اس کیلئے بڑے دل گردے کی ضرورت ہوتی ہے۔ضعیف شریعت کو قوت انہی مردوں سے حاصل ہوتی ہے۔اولیاء کرام میں جذبہ خدمت خلق جوایثار وقربانی کی روح کی طرح سرشار ہوتا ہے البتہ یہ بزرگ وقت آنے پر اپنا تن من دھن قربان کرنے سے ذرا بھر دریغ نہیں کرتے کیونکہ وقت صحت دولت اور دیگر لوازمات حیات، اللہ تعالیٰ کی خاطر سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔اسی لئے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے ابدال اولیاء کرام محض نماز روزے کی وجہ سے جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ اپنے نفسوں کی سخاوت، سینوں کی سلامتی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔(بحوالہ احیاء العلوم صفحہ نمبر 535)

حضرت سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام رفیع:

آپ کو کافی حد تک بارگاہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے فیض باطنی نصیب ہوا تھا جس کی ایک ہلکی سی جھلک یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کی مجلس وعظ میں ہزاروں کا مجمع ہوتا۔آپ کی کرامت یہ تھی کہ دور ونزدیک تک آپ کی آواز ایک جیسی سنی جاتی۔حضرت حبیب اللہ قدس سرہ العزیز کی مجلس وعظ میں بھی جو لوگ قریب بیٹھے ہوتے ان کو بھی اتنی آواز پہنچتی جو دور بیٹھے ہوتے ان کو بھی اتنی ہی آواز پہنچتی۔آپ نے اپنی مسجد میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال نہیں کیا۔کیونکہ آپ کی کرامت تھی کہ سب کو ایک جیسی آواز پہنچتی تھی۔

حضرت صاحب کی منصب امامت پر فائز اپنے ایک مرید کو ہدایات:

حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہ العزیز نے حافظ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ کو

Marfat.com

جب بیعت کیا تو آپ پر کچھ پابندیاں عائد کیں۔ آپ نے فرمایا کہ انگریزی ادویات کا استعمال نہ کرنا حافظ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ ادویات کیلئے اگر ضرورت پڑتی تو ایک دو حکیم آپ کے پاس آتے تھے جو آپ کو مرض کے مطابق ادویات استعمال کیلئے دیتے تھے۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری پابندی یہ لگائی جس مسجد میں آپ امامت کرتے ہیں وہاں اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر کھانا۔ حافظ غلام نبی امامت بھی کرتے تھے اور جمعۃ المبارک بھی پڑھاتے تھے۔ اس لیے پورا ہفتہ مطالعہ میں گزار دیتے تھے۔ تو کھانا پکانے کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ مسجد میں طالب علموں کیلئے کھانا اہل محلہ سے آتا تو کچھ نمازیوں سے آپ نے کہا کہ آپ میرا کھانا پہنچا دیا کریں تو طالب علم جب اپنا کھانا لینے جاتے تو آپ کا کھانا بھی ساتھ آجاتا۔ حضرت صاحب نے جو پابندی لگائی تھی حافظ غلام نبی صاحب اپنے ہاتھ سے کھانا پکانے کی پابندی نہ کرسکے جس وجہ سے آپ کو دمے کی تکلیف ہوگئی۔

حافظ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے کہ حضرت صاحب کی میں نے یہ بات نہیں مانی تو مجھے یہ سزا مل رہی ہے اور یہ دمے کی مرض ہی جان لیوا ثابت ہوئی۔ تیسری پابندی حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ صاحب پر یہ لگائی کہ جب بھی خطاب فرمائیں تو منبر رسول ﷺ کا حیا کریں یعنی ایسی گفتگو سے پرہیز کریں کہ کسی پر طنزیہ الفاظ استعمال کئے جائیں۔ ایسی عبارت بیان نہ کی جائے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو بلکہ ایسا بیان کیا جائے کہ مسلمان اسے سن کر کسی سے اختلاف نہ کریں۔ اس وجہ سے حافظ غلام نبی رات دن مطالعہ کرتے اور پھر جمعۃ المبارک کو جب بیان کرتے تو کوئی ایسا اختلافی مسئلہ بیان نہ کرتے۔

اسلام میں علم دین اور علم طب کی اہمیت

حضرت حبیب اللہ قدس سرہ العزیز علم دین کے ساتھ علم طب کو بہت اہمیت

Marfat.com

دیتے تھے کیونکہ

العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان ٥

ترجمہ: علم دو ہیں ایک علم دین، اور ایک علم طب۔

علم دو قسم کا ہے ایک مذاہب کا علم اور ایک بدن کی بیماریوں کا۔

اس سلسلہ میں دینی پختگی کے علاوہ طبی ضروریات کیلئے آپ نے علم طب کو بہت اہمیت دی۔ آپ کے صاجزادے حکیم محمد عالم طب کے بہت ماہر تھے۔ حکیم غلام محمد آف سدھ، حکیم نور محمد آف سدھ، حکیم محمد شریف آف چونیاں، حکیم محمد یوسف آف محلّہ کالوپورہ آپ کے مریدین میں سے تھے۔ علم طب دین کیلئے بہت ضروری اہمیت کا حامل ہے۔ اسلامی طب، احکام الٰہی اور علم فقہ کی اطاعت کے مدنظر ہوتی ہے جبکہ انگریزی ادویات میں حرام وحلال کی تمیز نہیں رکھی جاتی جبکہ اسلام حلال وحرام کی تمیز رکھتا ہے اور اسلامی طب میں ان اُمور کو مدنظر رکھ کر ادویات تیار کی جاتی ہیں۔

حضرت حبیب اللہ قدس سرہ کے پوتے، حضرت علامہ سید محمد کبیر احمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ بھی علم طب سے بہت محبت رکھتے تھے، اور بہت سے نسخے آپ کے پاس تھے آپ نے اپنے ایک مرید ماسٹر محمد مشتاق کو علم طب کے متعلق بہت سے نسخے عطا کیے اور طب کے بارے میں آپ ماسٹر مشتاق کو بہت ہدایات دیتے تھے۔ اگرچہ ماسٹر مشتاق ٹیلر ماسٹر تھے لیکن طبی تجربہ اور علم کی وجہ سے ہم انہیں حکیم صاحب بھی کہتے تھے۔ ماسٹر اشتیاق علامہ صاحب کو ارجن کے پتے لا کر دیتے جس کا حضرت علامہ صاحب قہوہ تیار کر کے پیتے تھے۔ ایک روز میں لاہور میں تھا کہ حضرت علامہ کبیر احمد مظہر نے فرمایا: وہاں سے چھری لو اور میرے ساتھ چل پڑو۔ پنجاب یونیورسٹی ہاسٹل کے پیچھے ایک درخت ہے اس کے پتے اتارنے ہیں۔ علامہ کبیر احمد مظہر پنجاب یونیورسٹی میں پروفیسر تھے۔ راستہ میں دوران گفتگو

Marfat.com

میں نے عرض کی کہ میرے پاس انگریزی ادویات کی ایک کتاب ہے۔ جس میں انکشاف ہوا ہے جو عورتیں بچوں کو دودھ نہیں پلاتیں طبعی طور پر بھی وہ بچے صحت سے محروم ہو جاتے ہیں اور زیادہ تر کمزور رہتے ہیں کیونکہ قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ نے ماں کے دودھ میں بڑی طاقت رکھی ہے۔

انگریزوں نے عورتوں کے دودھ کو خشک کر کے گولیاں تیار کی ہیں جو کہ وہ کمزور بچوں کو استعمال کرواتے ہیں تاکہ وہ طاقتور ہو سکیں۔ یہ بات سن کر علامہ صاحب نے فرمایا: برخوردار کوئی بھی ادارہ اتنا عورتوں کا دودھ مہیا نہیں کر سکتا اور نہ ہی کر سکے گا۔ یہ ناکام رہیں گے۔ دوران گفتگو دو تین چیزوں پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔

۱)۔ جو عورتیں بچوں کو دودھ نہیں پلاتیں وہ چھاتی کے کینسر میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

۲)۔ ماں کے دودھ سے محروم بچے طبعی طور پر لاغر اور کمزور ہوتے ہیں۔

۳)۔ خشک دودھ پینے والے بچے جسمانی طور پر اس طرح صحت مند نہیں رہ سکتے۔ جیسے قدرتی دودھ پینے والے اپنی ماں کا دودھ پیتے ہیں اور بچے صحت مند ہوتے ہیں۔ اب ہومیو پیتھک کی ایک دوا منظر عام پر آئی ہے۔ جو عورتیں اپنے بچوں کو دودھ نہ پلانا چاہیں وہ یہ دوا استعمال کریں تو ان کا دودھ خشک ہو جائے گا۔ اس دوا کا نام (Laccaninum) ''لیک کینیم'' ہے جو کہ کسی بھی عورت کا جو ماں بنی ہو اس کا چھاتیوں سے دودھ خشک کر دیتی ہے۔ جن اجزاء سے یہ دوا بنتی ہے اس میں کتیا کا دودھ شامل ہوتا ہے۔

۴)۔ اس کے علاوہ اسلام میں اگر کسی دوسری عورت کا دودھ بچہ پی لے جو کہ اس کی حقیقی ماں نہ ہو تو رضاعی ماں بن جاتی ہے اس طرح بچے پر وہ عورت اور اس کی اولاد رضاعی ماں اور بہن بھائی بن جاتے ہیں۔ اسلامی شریعت میں وہ بچہ ان کے حرم میں داخل اور رضاعی ماں کی اولاد اس کے بہن بھائی ہو جاتے ہیں۔ اس لیے حضور نبی اکرم ﷺ

Marfat.com

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بہت احترام کرتے تھے اور ان کی اولاد کو بھی شرف عزت بخشتے تھے۔

ادب مصطفیٰ ﷺ کا درس:

آپ اپنے دیگر مریدین کو بھی ادب رسول ﷺ اور تعظیم رسول ﷺ کا درس دیتے۔ اور جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے محبوب نبی اکرم ﷺ کا ادب کرتے تھے، صحابہ کرام کی اتباع میں قبلہ حضرت صاحب بھی اپنے مریدین کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ کا ادب سکھاتے۔ صحابہ کرام کے ادب کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ منبر پر تشریف فرما ہوتے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو آپ اس سے نیچے والی سیڑھی پر بیٹھے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو جس جگہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا کرتے تھے اس سے نیچے جو سیڑھی تھی اس پر بیٹھ کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ اور جب حضرت عثمان غنی کی باری آئی تو جس جگہ حضرت عمر فاروق خطبہ دیا کرتے تھے اس سے نیچے والی سیڑھی پر بیٹھ کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی باری آئی تو آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی کا ادب کرتے ہوئے آپ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضور قبلہ عالم حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ادب کو پیش نظر رکھتے ہوئے مریدین کو منبر رسول ﷺ کے ادب کا درس دیتے تھے۔

ادب والدین کا درس:

حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب اپنے گرد و پیش کے حالات پر نظر رکھتے۔

Marfat.com

اپنے مریدین کی تربیت کا خصوصی اہتمام کرتے۔اور انہیں فرماتے کہ اپنے اوپر اپنے والدین کا ادب لازم کرلو۔

رزق حلال کمانے کی تلقین:

حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے مریدین کے سیرت وکردار کی اصلاح کی۔اور انہیں دین کا پابند بنایا۔آپ نے تلقین کی کہ رزق حلال کھاؤ اور حرام اور مشتبہ لقمہ سے بچو۔حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں (حلال وحرام) کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔بس جو شخص ان مشتبہ امور سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا اور جو مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا۔
(بخاری ومسلم)

حضرت ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات حفظ کی کہ جو چیز تمہیں شک میں ڈالتی ہے اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہیں ڈالتی (نسائی وترمذی) امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت مولانا سید حبیب اللہ صاحب قدس سرہ العزیز اکثر مریدین کو دودھ دہی اور گھی گھر سے ہی حاصل کرنے کی تلقین فرماتے۔آپ کے جو مریدین دیہات میں ہوتے اور جن کے پاس بھینسیں وغیرہ ہوتیں اور دودھ دیتیں آپ انہیں سختی سے یہ حکم فرماتے۔ جو لوگ شہروں میں رہتے،آپ انہیں بھی یہی حکم فرماتے۔

ایک عمومی صورتحال:

آپ اگر بازار سے گھی لائیں تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس میں ملاوٹ ہوتی ہے۔ اور کبھی بناسپتی گھی میں چربی استعمال ہوتی ہے۔سابقہ دور میں ایک یورپین گھی کمپنی نے

Marfat.com

عرب کنٹری کو گھی فروخت کیا جب عربوں کو معلوم ہوا کہ اس میں سور کی چربی ملائی گئی تو عرب حکومت نے ایک فرمان جاری کیا جس میں کہا گیا کہ یہ گھی مسلمانوں کے استعمال کا نہیں کیونکہ اس میں سور کی چربی استعمال کی گئی ہے۔ اور یہ مسلمانوں کیلئے حرام ہے۔ لہٰذا اس بناسپتی گھی کو باہر پھینک دیا جائے اور نہ کوئی آدمی اس گھی کو استعمال کرے۔

آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں انسان کو عطا کی ہیں ان کا استعمال آدمی ٹھیک کرے تو ایسی حرام خوری سے جو خفیہ کی جاتی ہے اس سے آدمی محفوظ رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حلال اور طیب چیزیں استعمال کرنے کا حکم فرمایا۔ ان بزرگوں کی تعلیمات ہمیں بہت سی خرابیوں سے بچاتی ہیں۔ ہمارے حضرت صاحب نے اپنے مریدین کو یہی پڑھایا کہ دوسروں پر انحصار نہ کرو۔ کیونکہ جو آدمی دوسروں کے رحم وکرم پر ہوتا ہے کبھی کبھار کہیں نہ کہیں اسے حرام لقمہ کھانا ہی پڑتا ہے۔ بظاہر آدمی رزق حلال کی تلاش کرتا ہے اور اسے حاصل کرتا ہے لیکن اس کے باوجود آدمی جب رقم خرچ کرتا ہے اور کسی دوسرے کے رحم وکرم پر ہوتا ہے تو اسے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ آدمی شریعت کے تابع چل رہا ہے یا شریعت کی نافرمانی کر رہا ہے۔

جو لوگ حرام کھاتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے ارشاد فرمایا جو جسم حرام اشیاء سے پرورش پاتا ہے ایسا جسم جہنم کے ایندھن کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ دوسری حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ایک لقمہ حرام کھانے سے چالیس روز تک آدمی کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ان حرام اور مشتبہ اشیاء سے اسی صورت بچا جا سکتا ہے کہ آدمی اپنا محاسبہ خود کرے۔

اگر انسان کو نگاہ حاصل ہوتی ہے تو کسی بزرگ ہستی کی تربیت سے حاصل ہوتی ہے۔ ان بزرگوں نے مشتبہات سے بچنے کی از حد کوشش کی ہے اور دوسروں کو بچانے کی بھی

Marfat.com

بے حد کوشش کی ہے۔ ہندوؤں میں حلال وحرام کا کوئی امتیاز نہیں ہے کیونکہ وہ ہندو گائے کے دودھ دہی مکھن اور گوبر اور پیشاب کو مقدس سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ گوبر اور پیشاب مقدس نہیں ہے بلکہ جانور سے حاصل ہونے والا دودھ اور مکھن مقدس ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ ہم نے گوبر اور خون کے بیچ میں سے صاف شفاف دودھ عطا کیا۔ (سورۃ النحل، آیت نمبر ۶۶)

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک نے آدمی کو پاکیزہ اشیاء کھانے کی تربیت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پیروکار آپ ﷺ کی شریعت پر چلنے والے لوگوں کی تربیت اور راہنمائی فرماتے ہیں۔

اپنے مریدین کی تربیت کا اعلیٰ اہتمام:

حضور سیدنا حبیب اللہ قدس سرہ العزیز نے بزرگوں کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے مریدین کی راہنمائی بڑے ہی احسن انداز میں کی۔ غریب اور تنگدست کیلئے اور امیر خوشحال آدمی کیلئے علیحدہ علیحدہ تربیت فرمائی۔ آپ نے امیر آدمی کی تربیت اس طرح فرمائی کہ جب کبھی اُس آدمی کو تنگدستی گھیر لے تو اس صورت میں بھی وہ پریشان نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ اور غریب آدمی کو بھی فقط نماز روزہ ہی نہیں بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے ان کے معاملات کی اصلاح کی۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ" (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۳۶)

ترجمہ: اور خرچہ دو انہیں مقدور والے پر اس کی حیثیت کے مطابق اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق۔ یہ خرچہ مناسب طریقہ پر ہونا چاہیے۔

حضرت صاحب کے پاس جو بھی لوگ آتے جو قلم چلاتا وہ قلم ہی چلاتا جو بیلچا

Marfat.com

چلاتا وہ بیلچا ہی چلاتا، ایسا نہیں ہوتا تھا کہ قلم چلانے والے کو بیلچا پکڑا دیتے تھے۔ یعنی آپ نے اپنے مریدین کی تربیت فقط نماز اور روزے تک محدود نہیں رکھی بلکہ زندگی کے دوسرے معاملات میں بھی راہنمائی فرمائی۔ عام آدمی شریعت کا مکمل علم حاصل نہیں کر سکتا لیکن آپ نے عام آدمی کیلئے اتنا علم حاصل کرنے کی تربیت فرمائی کہ عام آدمی فرض، واجب، سنت، مستحب ومباح کا علم حاصل کرے۔

اپنی اولاد امجاد کی مثالی تربیت کا اہتمام:

آپ نے اپنی اولاد کی بہترین تربیت فرمائی۔ آپ کی اولاد میں سے شریعت کو تقویت ان افراد سے ملی۔ حضرت محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید مسعود انور مدظلہ العالی، حضرت یوسف رحمۃ اللہ علیہ بہترین عالم اور پابند شریعت تھے۔ حضرت صاحب نے اپنے صاحبزادگان میں سے حضرت مسعود انور مدظلہ العالی کی تربیت اس طرح فرمائی کہ پیدا ہونے سے لیکر بالغ ہونے تک آپ نے کسی شخص کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دی۔ حضور قبلہ عالم نے اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ اس بچے کو جب بھی ہاتھ لگائیں تو وضو کر کے لگائیں ۔ ان بزرگوں کی باتوں میں بہت سی حکمتیں نظر آتی ہیں۔ ہر آدمی دعا کرتا ہے یارب مجھے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما کیونکہ یہاں نبی اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ لیکن ہر آدمی جنت الفردوس کی تیاری کم ہی کرتا ہے۔ بہت سے آدمی وضو سے ہی محروم رہتے ہیں تو حضرت حبیب اللہ قدس سرہ العزیز کے نظریات میں یہ بات واضح نظر آتی ہے کہ جب بھی سرور عالم ﷺ کے سامنے میری اولاد حاضر ہو تو اس حال میں ہو کہ سارے جسم میں سے طہارت کی وجہ سے روشنی نظر آتی ہو۔

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خواتین اسلام کیلئے ہدایات:

حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہ العزیز نے عورت کو گھریلو مشاغل میں مصروف

Marfat.com

رہنے کے ساتھ درود پاک پڑھنے کا حکم دیا۔آپ نے عورتوں کو کوئی بڑا وظیفہ کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔کیونکہ عورتوں کا وظائف، گھر کا کام کاج، اسلامی تعلیم و تربیت ہی سب سے بڑا وظیفہ ہے اگر عورت دینی تعلیم یافتہ ہے تو وہ بچوں کی تربیت اسلامی احکام کے مطابق کرے گی۔ اور شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے مال و آبرو کی حفاظت کرے گی۔اور اپنے خاوند اور بچوں کو دوسروں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑے گی۔

قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔کھیتیوں سے مراد یہ نہیں ہے کہ انسان فقط عورتوں سے اپنی نفسانی خواہشات پورا کرے بلکہ ایک تو وہ بقائے نسل کیلئے ہیں اور دوسرا دل کی کیاریوں کو ذکر الٰہی سے معطر کرنے کا ایک ذریعہ بھی ہیں۔قرآن پاک میں عورت اور مرد کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے۔

حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہ العزیز نے عورت کی تربیت کی بنیاد بچپن ہی سے رکھ دی۔آپ نے آٹھ برس کی بچی کو برقعہ پہننے کی تربیت دی۔آپ نے اپنے مریدین کو تربیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی بچیوں کے کپڑے اپنے گھر کے اندر ہی اپنی بیوی سے سلا کر پہنایا کرو۔آپ نے بازار جانے سے عورتوں کو روکا۔کیونکہ اسلام نے عام لوگوں سے عورت کے میلان کو منع فرمایا ہے۔یہ بات تقویٰ اختیار کرنے والے لوگوں کیلئے بہت ضروری ہے۔آج کے ماحول کو دیکھا جائے تو معاشرے کی حالت ابتر ہوتی جا رہی ہے۔اسلام نے عورت کے سوائے مجبوری کے باہر نکلنے پر پابندی عائد کی ہے۔ہاں اگر عورت کو کوئی مجبوری ہو تو وہ باپردہ باہر نکل سکتی ہے۔لیکن ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔بصورت دیگر اجازت نہیں ہوگی۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت صاحب نے عورتوں کو کوئی وظائف نہیں

Marfat.com

بتائے بلکہ حضرت صاحب کی نظر میں وہ صاحب کردار عورتیں تھیں جن کا کردار قیامت تک آنے والی عورتوں کیلئے ایک نمونہ ہے۔ حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ ﷺ نے جہیز میں دو چکیاں بھی عطا کی تھیں۔ تو حضرت صاحب نے ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان امور کی تربیت فرمائی وہ یہ ہیں: گھر کا بجٹ کم کرنے کیلئے عورتوں سے یہ کام لیے۔ دیسی گھی خود ہی گھر میں تیار کیا جاتا۔ اور خالص آٹا اسی صورت میں ہی آدمی کو مل سکتا ہے کہ وہ آدمی اپنے گھر میں ہی گندم کو صاف کر کے اس کو پسائے۔ بازار سے اگر آٹا لائیں گے، اس میں ملاوٹ کی گئی ہوگی بازار سے جو آٹا ملتا ہے اس سے سوجی اور میدہ نکال لیا جاتا ہے کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ چھان اور پرانی روٹیاں پیس کر آٹے کو فروخت کیا جاتا ہے۔ دوسرے نمبر پر جو مصالحہ جات آدمی بازار سے لاتا ہے ان میں پسی ہوئی مرچوں میں ملاٹ کی جاتی ہے۔ لکڑی کا بورا مرچوں کے ساتھ ملا کر اس پر سرخ رنگ کیا جاتا ہے اور پھر اینٹوں کا سفوف ملا کر تنکوں اور بیجوں کے ساتھ ملا کر پیسا جاتا ہے۔ اسی طرح مصالحہ جات کو بھی رنگ دیا جاتا ہے یا دوسرے طریقے کے ساتھ ملاوٹ کی جاتی ہے۔ حضرت سیدنا حبیب اللہ شاہ صاحب کے وقت میں یہ چیزیں عورتیں اپنے گھر میں ہی تیار کر لیتی تھیں۔ حضرت صاحب جب ہجرت کر کے پاکستان آئے تو آپ نے تمام بھینسیں کھول کر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی تھیں۔ آپ کے وقت میں مستورات کا یہ معمول ہوتا تھا کہ صبح تہجد کے وقت اٹھتیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتیں اور سات مدھانی سے لسی تیار کرتیں اور اللہ کے ذکر سے آٹے کو گوندھتیں اور نماز فجر ادا کرتیں اس کے بعد ذکر اذکار کرتیں۔ پرانے لوگوں میں اکثر لوگ ملتے ہیں جن کا کردار ایسا تھا۔

نیک عورت کے ثمرات:

معاشرے میں رہ کر ایسے اچھے لوگوں کے کردار واضح ہوتے ہیں جس سے انسانیت کو تقویت

Marfat.com

ملتی ہے۔ دوعورتوں کے واقعات جو مشاہدے میں آئے ہیں ایک آدمی بیمار تھا اس کی تیمار داری کرنے والا قریب کوئی آدمی نہ تھا۔ وہ اکثر بیماری کی وجہ سے ہر وقت گندگی اور نجاست سے لپٹا رہتا۔ ایک نیک عورت کو اس آدمی پر رحم آیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنے ایک عزیز سے کہا کہ اس شخص سے میرا نکاح کرا دیں۔ چنانچہ اس عورت نے اس بیمار شخص کے ساتھ اپنا عقد کرا لیا۔ اس مقصد کیلئے کہ اس کی زندگی کے آخری ایام میں اس کی خدمت کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے اپنے انعام سے نوازے وہ عورت اس کی خدمت کرتی رہی جب اس کی خدمت کرتی اور کپڑوں سے نجاست لگتی تو اپنے کپڑوں کو دھو لیتی۔ اسی حالت میں وہ آدمی دنیا سے چلا گیا۔ ایسی عورتوں سے اللہ اور اس کا رسول ایسی عورتوں کو کیسا انعام عطا فرمائے یہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ دوسری عورت کا واقعہ یوں ہے کہ اس کا خاوند فروٹ لگا کر اپنی بیوی بچوں کا پیٹ بھرتا تھا۔ جو بھی شام کو منافع ہوتا وہ اپنی بیوی کو دے دیتا۔ وہ عورت رقم لیکر مختصر رقم اپنی ضرورت پر صرف کرتی اور بقیہ رقم سے وہ دیسی گھی لے آتی اور اپنے خاوند کو کھلاتی اور اس کو خاوند کہتا کہ اللہ کی بندی کہ اتنی رقم تم میرے پہ خرچ کرتی ہو یہ اولاد پر بھی خرچ کیا کرو۔ عورت جواب دیتی ہے کہ تمہاری صحت ٹھیک رہے گی تو یہ بچے پلتے رہیں گے جتنا وزن آپ اٹھاتے ہو اس کیلئے خوراک کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ایک نیک عورت کے ثمرات ہیں۔

نیک مردوں کے ثمرات:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک مسئلہ درپیش ہوا تو آپ غور و فکر میں پڑ گئے تو اس وقت ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف آپ نے رجوع کیا فرمایا بیٹی! ایک مسئلہ درپیش ہے۔ اس معاملے میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر تھیں اس لئے آپ ہی بتا سکتی ہیں۔ فرمایا: عورت مرد سے کتنی دیر جدا رہ سکتی

Marfat.com

ہے؟ آپ نے اشارے سے چار انگلیوں سے اشارہ کیا۔ یعنی چار ماہ۔ تو حضرت عمر فاروق کسی بھی مجاہد کو محاذ پر جہاد کیلئے چار ماہ سے زیادہ مجبور نہ کرتے۔ اس دور میں پاک مردوں کے کچھ ثمرات نمودار ہوتے ہیں۔ ایک شخص اپنی بیوی بچوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے بیرون ملک ملازمت کیلئے چلا گیا۔ اس کی عورت کسی بے حیا مرد کے ہاتھ لگ گئی۔ عورت جو تھی وہ نیک مرد کی بیوی تھی۔ لیکن نفسی خواہشات نے اس کو مجبور کیا اور بدکاری کی طرف مائل ہو گئی۔ الغرض ایک روز اس نے مردوں کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور چلی گئی۔ جب وہاں پہنچی تو وہ لوگ شراب میں مست تھے اور یہ عورت اپنی نفسانی خواہش کو پورا کرنے کیلئے اپنے تمام بدن کے کپڑے اتار دیتی ہے لیکن اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر تھی۔ اس عورت کے دل میں خوف خدا پیدا ہوا تو یہ اس خوف سے لرز اٹھی۔ لیکن وہ آدمی شراب میں مست اس کے منتظر تھے۔ عورت نے بہانہ تلاش کیا۔ کہ میں باتھ روم جانا چاہتی ہے تو ساتھ ہی ایک باتھ روم تھا۔ جب عورت باتھ روم میں گئی اس کا ایک روشن دان باہر کی طرف کھلتا تھا۔ کیونکہ مکان زیر تعمیر تھا اس لئے وہ روشن دان سے باہر کود گئی۔ تو ساتھ ہی سڑک تھی ایک رکشے والا آیا اس نے اس کو ہاتھ دیا تو اس میں بیٹھ گئی۔ اور اپنے گھر پہنچ گئی۔ رکشے والا باہر کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر بعد عورت باہر آئی اس کے ہاتھ میں بہت سے روپے تھے وہ ہاتھ جوڑ کر رکشے والے سے کہنے لگی میرے ساتھ جو سلوک کرنا چاہتے ہو اور یہ دولت بھی لے لو لیکن کسی کو مت بتانا کہ میں کس حالت میں گھر پہنچی ہو؟ اس شخص نے عورت سے کہا بی بی میں نے تمہاری کوئی صورت ایسی نہیں دیکھی جس میں اعتراض ہو تم کس وجہ سے میرے ساتھ یہ بات کر رہی ہو؟ عورت نے جواب دیا کہ جس جگہ سے تم مجھے بٹھا کے گھر لے کر آئے ہو میں وہاں بدکاری کیلئے گئی تھی اور میرے دل میں خوف پیدا ہوا وہاں سے بھاگ کر تمہارے پیچھے برہنہ بیٹھی ہوئی تھی اس بات پر اس آدمی نے کہا کہ میں نے تمہیں

Marfat.com

برہنہ بالکل نہیں دیکھا بلکہ تمہارے جسم پر لباس موجود تھا۔ تو اس آدمی نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ تھی اس عورت نے کہا کہ میرا خاوند جب گیا تھا تو میرا خاوند مجھے اور میرے بچوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے گیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت خود فرمائی اور میں توبہ کرتی کہ میں بدکاری کے قریب بھی نہیں جاؤں گی۔ یہ واقعہ ایک رکشہ ڈرائیور جس کا نام اختر تھا اس نے ہمارے سامنے بیان کیا۔

دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ کبھی کبھار حکومت اپنے قوانین میں ترامیم کرتی ہے اور جرائم پیشہ افراد کی سرکوبی کرتی ہے۔ اسی طرح حکومت نے بدکار عورتوں کے خلاف کاروائی کی۔ تو یہ عورتیں مختلف علاقوں میں روپوش ہو گئیں۔ ایسے میں مختلف علاقوں میں شریف عورتیں بن کر کرایوں کے مکانوں میں زندگی بسر کرنے لگیں۔ تو نیک سیرت ظاہر کر کے کسی پڑوسی کا سہارا لیتیں اور کہتیں کہ میں نے بازار جانا ہے اپنی بیٹی یا بہن کو ہمارے ساتھ بھیجیں خود تو بدکار ہوتیں اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتیں اور ایسا واقعہ نمودار ہوا کہ عورت بازار میں مردوں کے ساتھ بدکاری کرنے میں مصروف ہو گئی تو جو لوگ اس کے ساتھ آمادہ تھے دوسری دفعہ انہوں نے ارادہ کیا کہ پھر یہ عورت آئی تو اس کے ساتھ جو لڑکی ہے اس کے ساتھ بدکاری کریں گے۔ دوسری بار بھی ان لوگوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہوا پھر ان لوگوں نے قسمیں اٹھائیں اگر یہ عورت پھر یہ لڑکی ساتھ لیکر آئی تو اس کے ساتھ بدکاری کرنے سے ہم باز نہیں آئیں گے۔ تیسری بار وہ عورت آئی وہ بچی اس کے ساتھ تھی۔ لیکن ان لوگوں نے اس عورت کے ساتھ بدکاری کی لیکن ان لوگوں کے وہم وگمان میں نہ رہا کہ ہم نے بچی کے ساتھ ایسا کرنا ہے۔ جب عورت چلی گئی تو ان لوگوں کے خیال میں آیا ہم نے تو قسمیں اٹھائیں تھیں لیکن ایسی کونسی بات ہے کہ ہم اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکے انہوں نے تحقیق کرنا شروع کر دی۔ کہ یہ کیا بات ہے؟ کہ ہم اپنے ارادے میں کامیاب

Marfat.com

نہیں ہو سکے۔ تو انہیں یہ معلوم ہوا کہ اس عورت کے ساتھ جو بچی تھی وہ یتیم تھی والدین اس کے فوت ہو چکے تھے۔ یا یہ بچی سیدزادی ہے یا کسی بزرگ کے ساتھ اس بچی کا تعلق ہے اور وہ سید ہیں یعنی اہل سلسلہ کے ساتھ منسلک ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہستی کے طفیل ان لوگوں کے ناپاک خیالات کی بھینٹ نہیں چڑھ سکی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اچھی فطرت والے بھی ہیں اور بری فطرت والے بھی ہیں۔ کبھی نیکی غالب آجاتی ہے اور کبھی برائی غالب آجاتی ہے لیکن برائی کو روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہٗ العزیز نے عورت کو گھریلو مشاغل میں مصروف رہنے کے ساتھ درود پاک پڑھنے کا حکم دیا اور مختلف آداب زندگی فطری خواہشات کو شریعت کی حدود کا لباس عطا ہی نہیں کیا بلکہ میں یوں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور ان بزرگ ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے شریعت کا لباس آدمی کو پہنانے کیلئے پیدا کیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"**لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم**" ترجمہ: تحقیق ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا فرماتا ہے اور ساتھ ایسی صورت شریعت کا لباس پہنانے کیلئے بزرگ ہستیوں کو پیدا فرماتا ہے شریعت کے مطابق آدمی کو چلاتے ہیں۔ انسان کی فطرت ہی ایسی ہے جو آدمی کو اصل کی طرف لے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو الگ الگ ذمہ داریاں سونپی ہیں کیونکہ قانون خداوندی کا ایک دائرہ ہے۔ یعنی یہ نظام جو قرآن پاک کی صورت میں انسان کے پاس موجود ہے اور یہی نظام مسلم قوموں کا سرچشمۂ حیات ہے۔ جس میں آدمی کو محدود رہ کر زندگی بسر کرنا ہوتی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ دنیا کے بعد ہم کیا چیز اختیار کریں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر کرنے والی زبان، شکر کا خوگر دل اور مومن عورت، رحمت عالم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمیوں کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی اوپر اٹھتی ہے۔

۱......بھگوڑا غلام جب تک کہ وہ اپنے مالک کے پاس واپس نہ آجائے۔

۲......وہ عورت جس سے اس کا خاوند ناخوش ہو۔

۳......بے ہوش آدمی تا آنکہ وہ ہوش میں آجائے۔

ایک دوسری حدیث پاک میں اہل خانہ سے احسان کا حکم صادر فرمایا ہے۔ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اہل خانہ میں والدین کے ساتھ زوجین یعنی میاں بیوی کا ذکر آتا ہے۔ ان دونوں کے باہمی تعلقات گھریلو زندگی پر بہت اثر انداز ہوتے ہیں کیونکہ گھر کے خوشگوار حالات کیلئے دونوں میں ہم آہنگی نہایت ضروری ہے۔ قرآن پاک میں گھریلو زندگی پرسکون بنانے کیلئے مرد کو عورت کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اگر گھریلو زندگی پرسکون نہ ہوگی تو بہت سے مسائل پیدا ہوں گے۔ جس کا انجام بدسلوکی کی نااتفاقی، تکبر، کینہ پرور جیسی برائیاں ہوں گی۔ عورت اور مرد اس صورت میں ایسے پیر کی تلاش میں اپنی دولت صرف کریں گے کہ پیر ایسا تعویذ دے کہ ہم اپنی خواہشات کے مطابق زندگی بسر کرسکیں۔ کبھی عورت اس خیال سے تعویذ لے گی کہ میں اپنی ساس کو اپنے راستے سے ہٹاؤں اور کبھی اس کی ساس اس لئے تعویذ لے گی کہ میرا بیٹا میرا فرمانبردار نہیں رہا اور مجھ سے محبت نہیں کرتا اور وہ میرا ہی فرمانبردار رہے اور بیوی کی کوئی بات نہ مانے۔ ایسے ہی خیالات کے جو بھی لوگ ہوئے ہیں، یہ لوگ اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ شریعت کے قریب تک نہیں جاتے اسی کشمکش میں اپنی دولت برباد کرتے رہتے ہیں اور اپنا گھر برباد کر بیٹھتے ہیں۔ اور جو بزرگ شریعت کے پابند ہوتے ہیں وہ بزرگ ان لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول

Marfat.com

ﷺ کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ لوگ قائل ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ ان باتوں کو انہونی باتیں سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے پاس ہی جاتے ہیں جو بنیاد ہی سے شریعت کے قائل ہوتے ہیں اور اپنی پیری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایسے میں ان بزرگ ہستیوں کی طرف ہمیں رخ کرنا چاہیے یا ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے یا بنیاد ہی سے شریعت کو اپنے اوپر نافذ کرنے کا پابند بنانا ان بزرگوں کی تعلیمات سے استفادہ کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ انسان ایک ذمہ دار ہستی ہے اسے دنیا میں رہتے ہوئے راہ حق پر استقامت کیلئے ایسا راستہ اختیار کرنا چاہیے جس سے عبادت میں بے غرضی پیدا ہو اور خلق خدا سے محبت و پیار، غربا پر مال خرچ کرنے کا جذبہ، رحمت خداوندی پر یقین اور گناہوں سے اجتناب وغیرہ۔

وصال پر ملال:

آپ کا وصال 24 ربیع الثانی 1381ھ بروز جمعرات کو ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کو اپنا زیور سمجھ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔

حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب کی بارگاہ میں شعراء کا اظہار عقیدت

پیر سید فضل شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حبیب اللہ شاہ قدس سرہ العزیز کے شریعت پر پابند ہونے کے بارے میں ایک منقبت لکھی ہے:

زاہد زہد پرور، با صفا صوفی — شب بیدار حبیب اللہ
باعمل عالم ، بے ریا مفتی — مرد فخر احرار حبیب اللہ
شاہ توکل ، توکل دی راہ دسی — تے محبوب حبیب بنا دتا

، ، ،

سوہنے پاک حبیب دے عشق اندر	گئے عمر گزار حبیب اللہ
گرت منزلاں دے اُتے جا پہنچے	جمّو نال رکاب دے گئے جموڑے
اپنے نال رکھیا پاپیادیاں نوں	واہ واہ شاہ اسوار حبیب اللہ
نم آلود چشماں نظر پاک نیویں	ہر دم سوز گداز وچ رہن والے
اپنے عہد اندر نقش بندیاں دے	خاص علم بردار حبیب اللہ
گزرگاہ طریقت دے وچ آقا	سنگ میل دا مرتبہ رکھدے سن
معرفت وَل جاندیاں راہیاں لئی	روشن سَن مینار حبیب اللہ
آیا جو سائل اوہدی حسب حاجت	پردے نال ای مدد فرما دِتی
خوشی نال لیندے وَنڈ دوجیاں دے	غم الم دا بھار حبیب اللہ
اہل نظر حضرات دا فیصلہ اے	دسترس سی غیبی خزانیاں تے
خالی ہتھ نہ نکلیا جیب وچوں	پایا جتنی وار حبیب اللہ
کدی کسے دی قول یا فعل اندر	اپنے آپ دی کوئی نمائش نئیں سی
سدا من مالا تامیں پھیر دے رہے	تسی گلوں اتار حبیب اللہ
سُنی کدی نہ صفت ثنا اپنی	دتیاں زحمتاں نہ استقبال دیاں
اپنے ناں دا نعرہ نہ لان دِتا	پائے نہ پھلاں دے ہار حبیب اللہ
جلوت وچ ممبر اُتے بیٹھ کے تے	سچے دین دی رہے تبلیغ کردے
خلوت وچ رہے ونڈے طالباں نوں	کھول گنج اسرار حبیب اللہ
چکیا دست دعا دا جس ویلے	رب چٹیاں والاں دی لاج رکھ لئی
پھاتے ہوئے گرداب دے وچ بیڑے	لائے پلاں وچ پار حبیب اللہ
ٹھاٹھ باٹھ دا رہیا نہ کوئی چیتا	وسر گئے اوہ محلاں تے ماڑیاں نوں

Marfat.com

بیٹھن واسطے جہاں نوں جگہ دتی اپنی زیر دیوار حبیب اللہ

خاندان سادات دا فرد ہو کے سید آپ نے فضل اُکھوایا نہ

لقب مولوی نال مشہور ہے سن بس پار اُرار حبیب اللہ

سائیں محمد حسین نور پور شرقی والے حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں:

شاہ محبوب عالم دے محبّ پیارے ہوئے نخی صابر شاہ حبیب اللہ

گھٹ کسے دے اوہ نصیب جہڑا پایائے قرب درگاہ حبیب اللہ

حاصل اہناں نوں صبر دا گنج ہویا بارگاہ امام حسین وچوں

راضی وچ رضا خدا رہ کے چھڈی عمر نباہ حبیب اللہ

کامل علم تے حلم دے وچ آہے حسب نسب ولوں اُچے بہت سُچے

بے کساں ناداراں تے رہے کردے شفقت بے پناہ حبیب اللہ

سیرت مونہی سوہنی شکل آہی یاد حق دے وچ مصروف دم دم

راہبر بن پاندے بھلے راہیاں نوں رہے حق دے راہ حبیب اللہ

توکل شاہ دی نظر عنائت پاروں وارث غیبی خزانے دے آہے حق اے

خالی دروں سوالی کوئی موڑیا نہ کدی جھڑک تراہ حبیب اللہ

نقش بند طریقے دے ولی کامل شب بیدار تے گوشہ نشین رحمت

وچہ حیاتی بن یاد حق تلف کیتا نہیں اک وی ساہ حبیب اللہ

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

Marfat.com

ختم ہائے ہر چہار سلاسل

ختم خواجگان نقشبندیہ

۱۔ اَلْحَمْد شریف — سات مرتبہ

۲۔ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا و مَوْلٰنا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنا وَ مَوْلٰنا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ — ایک سو مرتبہ

۳۔ اَلَمْ نَشْرَحْ — (۷۹) اناسی مرتبہ

٤۔ سورہ اخلاص (قل شریف) — ایک ہزار مرتبہ

٥۔ الحمد شریف — سات مرتبہ

٦۔ درود شریف (مندرجہ بالا) — ایک سو مرتبہ

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

۱۔ یَا قَاضِیَ الْحَاجَات — ایک سو مرتبہ

۲۔ یا کا فِیَ الْمُھِمَّات — ایک سو مرتبہ

۳۔ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَات — ایک سو مرتبہ

٤۔ یَا حَلَّ الْمُشْکِلَات — ایک سو مرتبہ

٥۔ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَاب — ایک سو مرتبہ

٦۔ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَاب — ایک سو مرتبہ

۷۔ یَا رَافِعَ الدَّرَجَات — ایک سو مرتبہ

۸۔ یَا شَافِیَ الْاَمْرَاض — ایک سو مرتبہ

۹۔ یَا دَافِعَ الْبَلَا یَا وَ یَا وَاسِعَ الْعَطَا یَا — ایک سو مرتبہ

Marfat.com

۱۰۔ یَا وَھَّابُ ایک سو مرتبہ

۱۱۔ یَا وَدُوْدُ ایک سو مرتبہ

۱۲۔ یَا عَزِیْزُ عَزِّزْنِیْ بِعَفْنِ الْخَلَائِق ایک سو مرتبہ

۱۳۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْم ایک سو مرتبہ

۱۴۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل ایک سو مرتبہ

۱۵۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْن ایک سو مرتبہ

۱۶۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِا للّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم ایک سو مرتبہ

۱۷۔ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ ایک سو مرتبہ

۱۸۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ایک سو مرتبہ

آمین آمین آمین آمین

آمین آمین آمین

ایصال ثواب

ختم خواجگان کا ثواب حضور سید المرسلین ﷺ کے طفیل حضرت صدیق اکبر سے لیکر جملہ خواجگان نقشبند خصوصاً سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی، حضرت خواجہ محمد یوسف ہمدانی، حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری، حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی، حضرت خواجہ محمد بابا ساسی، حضرت خواجہ امیر کلال، حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤالدین نقشبند، حضرت خواجہ ابومنصور ماتریدی، حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی، حضرت خواجہ محبوب عالم شاہ سیدوی، حضرت خواجہ محمد صدیق شاہ سیدوی کی ارواح پاک کی خدمت بابرکت میں پہنچے۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

Marfat.com

ختم مجددی

ا۔	درود شریف مندرجہ بالا	ایک سوایک مرتبہ
۲۔	لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ	پانچ سو مرتبہ (پانچ تسبیح)
۳۔	درود شریف مندرجہ بالا	ایک سوایک مرتبہ

ایصال ثواب

ختم مجددیہ کا ثواب حضور سید المرسلین ﷺ کے طفیل بخدمت محبوب سبحانی، قطب ربانی غوث صمدانی واقف اسرار ربانی حضرت سید مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کی روح پاک کو پہنچے۔

بعد ازاں دعائے حاجات بہ خلوص قلب کی جاوے بفضلہٖ مقبول ہوگی۔

ختم شریف قادری

درود شریف ۱۱۱ مرتبہ کلمہ تمجید ۱۱۱ مرتبہ

شیئًا لِلّٰہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی ۱۱۱ مرتبہ

سورۂ یٰسین ایک بار درود شریف ۱۱۱ مرتبہ

ختم شریف چشتیہ

اول آخر درود شریف ۷ بار

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِا للّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم لَا مَلْجَاً وَلَا مَنْجَاۃَ مِنْہُ اِلَّا اِلَیْہِ

۳۶۰ مرتبہ

سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ ۳۶۰ مرتبہ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِا للّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم لَا مَلْجَاۃَ وَلَا مَنْجَاۃَ مِنْہُ اِلَّا اِلَیْہِ

(۳۶۰ مرتبہ)

Marfat.com

حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب کا ایک عظیم اور یادگار فرمان

حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں دو دروازے چھوڑ کر جا رہا ہوں تم میں سے جو ان میں سے گزرے گا وہ مجھے ہی پائے گا۔ پہلا دروازہ حضرت سید محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرا دروازہ حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

پہلا دروازہ

حضرت سید محمد یوسف حبیبی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت

حضرت سید محمد یوسف حبیبی رحمۃ اللہ علیہ مجیٹھ شریف تحصیل اجنالہ امرتسر نزدیک قصبہ جعفر کوٹ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء بروز جمعۃ المبارک بوقت فجر پیدا ہوئے۔

پیدائش کی بشارت

آپ کی پیدائش کی بشارت آپ کے دادا پیر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدد توکلی سیدوی رحمۃ اللہ کو ایک خط کے ذریعے دی۔ تو آپ نے خود آکر آپ کا نام نامی رکھا اور فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔

یوسف نام رکھنے کی وجہ

جب سید محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو قرآن پاک کھولا گیا تو سورۂ یوسف کا ہی صفحہ کھلا۔ اس لیے آپ کا نام یوسف رکھ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہوتا ہے اس نے اپنے بندے کے ذریعے گمراہی کا خاتمہ کرنا ہوتا ہے یعنی اپنے پسندیدہ بندے کو اس کے لیے پیدا کرتا ہے کہ اس سے امت محمدی کو درس دینا ہے کہ شریعت کی ایک حقیقت ہے۔

یوسف علیہ السلام اور زلیخا دو نظریات کی واضح دلیل ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی اس کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں:

عالم آئینہ راز است نہ بازیچۂ کفر
عارف آں بہ کہ اندیشہ ز غوغا ماند
قدم یوسف اگر در راہ ایمان لغزد
بے از دور نمایند کہ برجا ماند

Marfat.com

ترجمہ: یہ جہاں اسرار کا آئینہ ہے کفر کا کھیل ہرگز نہیں۔ اچھا عارف وہ ہے جو ڈر کی وجہ سے شور نہ مچائے۔ اگر ایمان کے راستے میں یوسف کے قدم لڑکھڑا جائیں تو اس کو دور سے کوئی صورت دکھاتے ہیں تاکہ استقامت پر رہے۔

تعلیم و تربیت

حضرت محمد یوسف نقشبندی حبیبی رحمۃ اللہ نے بجیٹھ شریف چرچ مشن ہائی سکول سے میٹرک کرنے کے بعد حضرت مولوی محمد اللہ صاحب سے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی۔

بیعت و خلافت

حصول تعلیم کے بعد اپنے والد محترم سید حبیب اللہ کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ، مجددیہ، توکلیہ، محبوبیہ میں بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے۔

بیعت کرتے وقت حضرت سید محمد حبیب اللہ قدس سرہٗ نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ درویش کو عریاں کرنے کی بجائے پردہ اخفا میں رکھو۔ رزق حلال کھاؤ اور صدقِ مقال کو اپنا شعار بناؤ۔ ابھی ترویج طریقت کی اجازت نہیں۔ وقت آئے تو یہ منصب بھی آپ کے سپرد کر دیا جائے گا۔ الغرض حضرت محمد یوسف رحمۃ اللہ نے اکیس سال محکمہ زراعت میں بطور جونیئر و سینئر کلرک ملازمت اختیار کی۔ یہاں تک کہ آپ کے والد محترم نے ۱۹۵۶ء میں ارشاد فرمایا کہ اب ملازمت سے استعفیٰ دے دو اور میرے پاس قیام کرو۔ میری عمر چار سال باقی ہے۔ لہٰذا ضروری اور آخری اسباق مکمل کر کے میرے اہل سلسلہ کو سنبھالو حضرت سید محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ حبیبیہ کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دینے کے بعد خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

Marfat.com

حضرت سید محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو اپنے وعظ میں ایک روز اس طرح بیان فرمایا ہمارے پیر و مرشد نے پہلے بھائی جان کو ایک کرسی پر بٹھایا پھر اچکن نما کوٹ پہنایا پھر عمامہ شریف پہنایا اور بھی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا یعنی اس طرح مجھے بھی کرسی پر بٹھایا گیا۔ اچکن پہنائی گئی، عمامہ شریف پہنایا گیا اور پھر ارشاد فرمایا کہ "یہ میرے دو دروازے ہیں جو بھی ان سے گذرے گا مجھے ہی پائے گا۔"

حضرت حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہو گیا تو سلسلہ کی باگ ڈور حضرت سید محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھالی۔ اور یوں مخلوق خدا کو رشد و ہدایت کی تلقین کرتے رہے۔

خرقہ کے متعلق ایک واقعہ

ایک روز دوران وعظ یہ واقعہ رونما ہوا کہ حضرت صاحبزادہ محمد صدیق سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ عطا کرنے کی کوشش کی تو آپ نے قبول نہ کیا۔ کیونکہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے علماء سے فتویٰ لیا تھا کہ ایک پیر کا مرید دوسرے پیر سے خرقہ نہیں لے سکتا۔ البتہ تبرکاً لے سکتا ہے۔ (بحوالہ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر 221) مگر آپ نے تبرکاً بھی خرقہ خلافت نہ لیا۔

اسی وجہ سے حضرت صدیق صاحب سے ناراضی ہوئی اور اس رنجش کا نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں سلسلوں میں اپنی اختلافات پیدا ہوئے۔ حضرت محمد یوسف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب سے فرمایا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ تو اس کے بعد صاحبزادہ صدیق صاحب یہاں سے چلے جائے۔ حضرت خواجہ سید مسعود احمد انور حبیبی فرماتے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم نے اپنے گھر کے علاوہ مریدین رشد و ہدایت کیلئے الگ جگہ خریدی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ رشتے دار گھر ہی میں معاملات طے کریں اور مریدین کے معاملات

Marfat.com

آستانہ پر حل ہوں گے اس میں کسی رشتے دار کو دخل اندازی کی اجازت نہیں دیں گے۔

وصال پر ملال

18۔ اکتوبر 1982ء کو آپ کا وصال ہوا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو مغرب کے بعد نماز جنازہ ادا ہوئی۔ لوگوں کے ہجوم اور زیارت کی وجہ سے تدفین رات ڈیڑھ بجے ہوئی۔ جب آپ کو قبر مبارک کی طرف لے جایا گیا تو آپ کی پیشانی سے پسینے کے قطرے ظاہر ہونے لگے اور قطرے پیشانی سے کچھ گرنے لگے۔ اور اس کے بعد آپ کو لحد میں اتار دیا گیا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوف کے کئی مقام ہیں۔

۱)۔ گناہ گاروں کا خوف عذاب کے سبب سے ہوتا ہے۔

۲)۔ عابدین کا خوف عبادت کا ثواب کم ملنے کے سبب ہوتا ہے۔

۳)۔ عاشقان الٰہی کا خوف، بقائے الٰہی کے سبب سے ہوتا ہے۔

یہی اعلیٰ درجہ کا خوف ہے کیونکہ یہ زائل نہیں ہوتا بلکہ یہ ہمیشہ رہتا ہے۔ اسی مقام پر اپنے نظریے کے مطابق حضرت علامہ اقبال یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

گر تو بینی حسابم ناگزیر　　　　از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

ترجمہ: یارب العزت اگر تو فیصلہ کرے کہ روز قیامت میرا حساب و کتاب لینا ناگزیر ہے اور ٹل نہیں سکتا تو اے مالک میری ایک عاجزانہ درخواست قبول فرما۔ وہ درخواست یہ ہے کہ میرا حساب و کتاب جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے سامنے نہ لینا ان کی پاک نگاہوں سے اوجھل میرا محاسبہ کرنا۔ میں پر تقصیر امتی ان کا سامنا نہ کرسکوں گا۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

دوسرا دروازہ

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت

حضرت خواجہ سید محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ ۲۳، دسمبر ۱۹۳۳ء بروز جمعۃ المبارک مجھیٹھ شریف (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام سید محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ محترمہ کا نام سیدہ مہر النساء تھا۔

وصال

صاحبزادہ خواجہ سید مسعود احمد انور حبیبی کا وصال 9 ذوالحج 1426ھ بروز منگل بمطابق 10 جنوری 2006ء صبح 10 بج کر 27 منٹ پر آپ کا وصال پر ملال ہوا۔

وصال پر اہم انکشاف

حضرت خواجہ سید مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ وصال کے کچھ دن بعد جنوں کی ایک جماعت دیکھنے میں آئی۔ فضا میں ان کا تخت ہے۔ حضور نبی ﷺ کے امتیوں کو وہ خلافت عطا کی گئی ہے اور وہ نعمت عطا کی گئی جو کسی اور قوم کو عطا نہیں کی گئی۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تخت ہوا میں بھی چلتا تھا۔ آپ کے وصال پر یہ معلوم ہوا کہ جنوں کی بھی حکومت ہے۔ اور اس کا کنٹرول حضور نبی ﷺ کے امتیوں کے پاس ہے۔ آپ کے وصال پر جنوں کی دو جماعتوں میں بہت بڑا فساد دیکھنے میں آیا اور تخت کے قریب قالینوں کو آگ لگی ہوئی دیکھی۔ دو گروہ آپس میں تکرار رہے تھے ایک شریعت محمدی پر تھا اور ایک کفار کی طرف۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنوں کے پاس اتنی ٹیکنالوجی ہے کہ وہ انسان کے پاس نہیں۔ اگر ہم شریعت محمدی پر عمل کریں تو یہ چیز ہمارے لیے کوئی مشکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کو سمجھنے کو توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

زندگی کے آغاز سے ہی طہارت کا عالم

آپ فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ نے مجھے بغیر وضو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ کیونکہ حضور قبلہ والد محترم نے میری والدہ کو فرمایا تھا کہ اس بچے کو بغیر وضو کے ہاتھ نہیں لگانا اور میری والدہ محترمہ نے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا۔ بلکہ دیگر افراد خانہ کو بھی اس پر عمل کرنے کی ہدایت کی۔ یہ ظاہری طہارت کی ابتداء تھی جو کہ آپ کی والدہ محترمہ کی گود سے شروع ہو گئی تھی۔

عبادت و ریاضت میں مقام

مرشدی حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور حبیبی اس دور کے ایک عظیم گوشہ نشین بزرگ گزرے ہیں۔ عبادت و ریاضت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ کی گوشہ نشینی میں حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ کی جھلک بھی نظر آئے گی اور حضرت جعفر صادق کی جھلک بھی نظر آئے گی۔

ریاضت کے معاملے میں حضرت امام جعفر صادق نے گوشہ نشینی اختیار کی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت سفیان ثوری عرض کرنے لگے مخلوق آپ کے ارشادات عالیہ سے فیض یاب ہو رہی ہے۔ آپ نے کیوں گوشہ عزلت اختیار کر لیا ہے؟ جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب میرا منہ ایسا ہی ہے۔

آپ نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

"وفا اب جانے والوں کی طرح چلی گئی ہے لوگ اپنے خیالات اور امیدوں میں محو ہیں۔ اگرچہ ظاہر میں باہم دوستی اور وفاداری کا دم بھرتے ہیں۔ لیکن ان کے دلوں میں دغا، فریب کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔"

اسی بات کو حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا لوگ پیروں کے

Marfat.com

پاس بھی دنیا لینے آتے ہیں۔ ہم انہیں زبردستی دین جھولیوں میں بھر کر بھیجتے ہیں۔ اصل جملہ آپ نے اس طرح ارشاد فرمایا:

"سوہنی دے پیراں کولوں وی دنیا لین آندے نے، اسیں دھکے نال دین اینادی جھولی وچ پا کے بھیجنے آں۔"

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا

السَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ.

ترجمہ: تنہائی میں سلامتی ہے۔

قرآن پاک سے محبت

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"و اعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا"

ترجمہ: اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے زمین کی طرف لٹکائی ہوئی رسی ہے۔ بہرکیف قرآن پاک ہی ذریعہ نجات ہے۔ بعض مفسرین نے "حَبْلٌ" سے مراد قرآن پاک ہی لیا ہے۔ حضرت خواجہ سید محمد مسعود احمد جیبی رات دن قرآن پاک کو سینے سے لگائے رکھتے اور رات دن قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور سفر میں بھی اپنے ساتھ قرآن پاک رکھتے۔ چلتے پھرتے، حجرے میں آپ ہمہ وقت تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہوتے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، قرآن پاک اور میری سنت۔ جب تک تم انہیں تھامے رکھو گے ہدایت پر رہو گے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک

Marfat.com

علم کے مطابق عمل نہ کرے۔ (بیہقی)

آں کتاب زندہ قرآن حکیم
حکمت او لازوال است و قدیم
گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

(اقبال)

ترجمہ: ”قرآن پاک وہ کتاب ہے جو کہ زندہ ہے۔ اور اسکی حکمت لازوال ہے جو کہ ہمیشہ سے ہے۔ اگر تو مسلمان کہلانا پسند کرتا ہے تو یہ نسبت قرآن کے بغیر ممکن نہیں۔“

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور جیبی کی ریاضت کے خاص پہلو

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور جیبی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل امور پر ریاضت کی۔

۱۔ گوشہ نشینی کی زندگی بسر کی۔
۲۔ راہ حق پر استقامت
۳۔ صبر و تحمل
۴۔ اصلاح نفس
۵۔ احساس ذمہ داری
۶۔ دائمی زندگی کی تیاری
۷۔ عبادت بے ریا
۸۔ اطمینان و سکون قلبی
۹۔ خلق خدا سے پیار و محبت

Marfat.com

۱۰۔ غرباء پر مال و دولت خرچ کرنے کا جذبہ

۱۱۔ رحمت خداوندی پر کامل یقین

۱۲۔ نیکی کا جذبہ اور گناہوں سے اجتناب

آپ کی گوشہ نشینی کا سبب

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو صاف و شفاف روح عطا کی ہے۔ پھر قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "جس نے اپنا تزکیہ کر لیا وہی کامیاب ہوا۔"

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی روح کو معاشرہ کی خرابیوں سے بچائے کیونکہ غیر اسلامی معاشرہ تمام خرابیوں کی جڑ ہوتا ہے۔ اور اکثر انسان شریعت کو چھوڑ کر فریب کاری اور غیر فطری افعال میں زیادہ دلچسپی لینا شروع کر دیتا ہے۔ اس لیے انسان اپنی حقیقت اور بلند نظری کو کھو بیٹھتا ہے۔ اسی لیے بزرگان دین مخلوق سے دور ہٹ کر گوشہ نشینی اختیار کر لیتے ہیں اور شریعت کو آئینہ بنا لیتے ہیں یعنی اپنے آپ کو شریعت کے سانچے میں ڈھال لیتے ہیں۔

حضرت فضیل بن ایاز فرماتے ہیں کہ تدبر و تفکر ایک آئینہ ہے۔ جس میں تم اپنے اچھے برے اعمال کا عکس دیکھ سکتے ہو۔

گوشہ نشینی

اولیاء کرام میں دو شخصیات ایسی ہیں جو کہ ایک ماہ یا دو ماہ تک اپنے حجرے میں تشریف لے جاتے اور باہر نہ نکلتے یعنی گوشہ نشینی اختیار فرماتے۔

۱۔ حضرت شیخ ابو محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت خواجہ سید مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ مہینہ مہینہ اپنے حجرے میں تشریف لے جاتے اور کسی

Marfat.com

کو اپنا چہرہ مبارک نہ دکھاتے۔ آپ حضرت جنید بغدادی کے منظور نظر تھے اور حضرت جنید بغدادی آپ کی بہت عزت فرماتے تھے۔

حضرت شیخ ابو محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اے زجاج! آج میں تمہیں نہایت اہم باتیں بتانا چاہتا ہوں۔ قیامت کے دن سب انسانوں کو پل صراط کے اوپر سے گذارا جائے گا تو وہاں دوسروں کی نسبت صوفیاء کو بہت مشکل پیش آئے گی۔ یہ بات سن کر حضرت زجاج نے عرض کی کہ حضور صوفی تو عام لوگوں کی نسبت زیادہ دیندار اور اللہ کا تابع ہوتا ہے۔ پھر اسے کیونکر مشکل پیش آئے گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دوسری جماعتوں کے لوگوں کو ظاہری شریعت کے متعلق باز پرس ہوگی اور صوفیاء کرام کو باطن کے متعلق پوچھا جائے گا۔

تو اس دور میں حضرت خواجہ سید محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ گوشہ نشین شخصیت گذرے ہیں آپ اکثر دو دو ماہ تک اپنے حجرے سے باہر نہ نکلتے۔ آپ کی صحبت میں رہ کر اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ آپ یکدم اس طرح اپنے حجرے میں کیوں جاتے اور دو دو ماہ تک اس قید میں کیوں رہتے۔ قرآن پاک، پارہ نمبر 16، سورۃ مریم۔ آیت نمبر 57 میں ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔ "تو ان کے بعد وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے عنقریب وہ دوزخ میں غیّ کا جنگل پائیں گے۔"

اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ "غیّ" جہنم میں ایک وادی ہے جس کی گرمی سے جہنم کی وادی بھی پناہ مانگتی ہے۔ یہ ان لوگوں کیلئے ہے جو زنا کے عادی ہیں۔ اور اس پر ہی مُصر ہوں۔ اور جو شراب کے عادی ہوں اور سود خوری کے خوگر ہوں۔ اور جو والدین کی نافرمانی کرنے والے ہوں اور جھوٹی گواہی دینے والے ہوں

Marfat.com

ان کی سزاء میں کچھ بھی کمی نہیں کی جائیگی۔

حضرت مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ اکثر قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور روزہ سے رہتے اور جب کبھی اپنے پیر و مرشد کے مریدین اور انکی اولاد میں سے کوئی بھی سامنے آجاتا آپ ان کو ایک نگاہ میں دیکھ لیتے تو اس غم میں گوشہ نشینی اختیار کر لیتے اور اس چیز پر کڑھتے کہ ان کا تعلق ہمارے ساتھ ہے اور پھر بھی غلاظت بشری سے اجتناب نہیں کرتے۔ اس طرح آپ کبھی ایک اور کبھی دو ماہ گوشہ نشین رہتے ان لوگوں میں کوئی آپ کو ہدیہ نذرانہ کرنا چاہتا تو ہرگز قبول نہ کرتے۔ ایک روز آپ نے اس کیفیت کو یوں فرمایا کہ میرے پیر و مرشد حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی چاہنے والے نے عرض کی جب میں مروں تو آپ میرا جنازہ پڑھائیں تو جب یہ شخص فوت ہوا تو اسکی اولاد نے آپ سے عرض کی میرے والد کا جنازہ پڑھائیں جب آپ جنازہ پڑھانے کیلئے گئے تو خلاف توقع پانی کا بہت زیادہ استعمال کیا وضو کے موقع سے پتہ چلا کہ آپ نے کئی گھڑے پانی وضو کے لئے استعمال کیا۔ بعد میں لوگوں نے استفسار فرمایا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ آج آپ نے بہت پانی استعمال کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کا میں نے حال یہ دیکھا ہے کہ لوح محفوظ میں اس کا نام جہنمیوں میں لکھا جا چکا تھا۔ اس لیے میں طویل وضو سے اللہ تعالیٰ سے اس کے گناہوں کی استغفار کرتا رہا اور اس کے گناہ دھوتا رہا۔ اس لیے زیادہ پانی استعمال ہوا۔ جب اس کے گناہ دھل گئے تب نماز جنازہ کے لئے کھڑا ہوا۔

''الغرض مرشد پاک نے فرمایا کہ پیر وہ جو آخرت میں کام آئے''

جہاد بالنفس

دوسری ریاضت آپ کی جہاد بالنفس ہے ایک حدیث مبارک ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

ترجمہ: "ہم سب چھوٹے جہاد (یعنی کافروں سے جنگ) سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے ہیں لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا نفس کیساتھ جہاد کرنا۔"

آپ کی ریاضت جنگ خندق کا منظر پیش کرتی ہے۔ میں نے آپ کی صحبت میں رہ کر دیکھا پہلے پہل آپ کے ہاں جاتا تو آپ کے پاس آپ کی ہمشیرہ صاحبہ آپ کی خدمت میں ہوتیں اور ہمیں پردے کا حکم ہوتا۔ اس وقت بھی آپ روزے سے رہتے۔ اور کبھی کبھار ہم نے آپ کو افطاری کے وقت یا سحر کے وقت ایک چھوٹی سی چپاتی کھاتے دیکھا۔ ہر لقمہ کیساتھ تسمیہ پڑھتے یہاں تک کہ ایک وقت آیا کہ مجھے آپ گھر جانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ رات کو آپ کے ہاں قیام کرتا۔ صبح کام پر چلا جاتا اور شام کو پھر واپس آجاتا۔ اکثر آپ سحری کے وقت ایک کھجور تناول فرماتے اور تھوڑا سا پانی پیتے اور روزہ رکھ لیتے اور شام کو افطاری بھی اسی طرح ایک کھجور اور تھوڑی سی مقدار پانی پی لیتے۔ کبھی کبھار طاق اعداد کھجوریں یعنی 3 یا 5 تناول فرماتے یہ وہ وقت تھا جب مجھے صبح اشراق کے بعد ناشتہ دیتے اور حکم دیتے جاؤ کام پر اور شام سے پہلے واپس آجانا کبھی ایسا ہوتا کہ آپ نہ فرماتے کہ شام کو واپس آنا مجھے بڑی خوشی ہوتی کہ شام کو اپنے گھر واپس جاؤں گا اور خوب آرام کروں گا یہ خیال اکثر عصر سے پہلے آتا جب یہ وسوسہ میرے دل میں آتا تو آپ اسی وقت شہادت کی انگلی میرے تختے پر مارتے جس پر میں کام کرتا تھا۔ سر اٹھا کر دیکھتا تو حضرت صاحب کھڑے ہوتے اور میں دکان بند کئے بنا ان کے ساتھ آستانہ عالیہ حبیبیہ آجاتا۔

ایسا میرے ساتھ قریباً دو ماہ مسلسل ہوتا رہا۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی آپ عصر اور مغرب کے درمیان مجھے بازار میں ہی رہنے دیتے تھے۔

Marfat.com

اس کی وجہ ایک روایت سے معلوم ہوئی۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابلیس کے ایک بیٹے کا نام زنبور ہے وہ اپنے باپ کا نائب بن کر بازار میں رہتا ہے ابلیس اسے سکھاتا ہے کہ تو بازاروں میں جا کر جھوٹ، مکر، حیلہ، دغا بازی اور قسم کھانے کی لوگوں کو ترغیب دے۔ اور ایسے شخص پر مسلط رہ جو سب سے پہلے بازار میں آتا ہو اور سب سے آخر میں بازار سے جاتا ہو۔ یہاں دو چیزیں واضح ہوتی ہیں۔

مجھے مغرب تک بازار میں نہ رہنے دیتے اور دوسرے نمبر پر مجھے اور تمام مریدین کو حکم تھا جو بھی اپنے گھر سے پیر خانے کی طرف آئے راستے سے کوئی کھانا یا کوئی چیز لیکر نہ کھائے اور آپ سے ملنے والوں کی حالت یہ ہوتی کہ وہ راستہ سے کوئی چیز لیکر نہ کھاتے اور تبرکا جو لنگر آپ کے آستانے سے ملتا اسی پر قناعت کرتے آج قوم کی یہ حالت ہے کہ ابلیس کا بیٹا بازاری قسم کے کھانے کی ترغیب دیتا ہے اور قوم لذت کے چکر میں بازار کا پکا ہوا کھانا پسند کرتی ہے اور اسی لذت کی خاطر ہزاروں روپے خرچ کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ ہمارا معاشرہ بری طرح اس کا شکار ہو چکا ہے۔

جہاد بالمال اور معاشرے کی تربیت

حضرت صاحب اپنا مال و دولت ان امور پر خرچ کرتے۔ والدین کے ایصال ثواب کے لئے سالانہ عرس کا اہتمام کرتے، پیر و مرشد کے علاوہ ان بزرگان دین کا ختم پاک پڑھتے اور ان امور پر خرچ کرتے جن بزرگوں نے شریعت پر عمل کر کے امت محمدی کو گمراہی سے بچانے کیلئے سر توڑ کوشش کی۔ کبھی کبھار معاشرے میں یعنی پیر خانے کے باہر بھی دخل اندازی کرتے۔ دخل اندازی سے مراد یہ ہے کہ فقیر کو آنکھ اور کان کی حفاظت میں تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ جس کی باز پرس ہر شخص سے ہوگی۔ یہ قرآن کا فیصلہ ہے۔ کان کی حفاظت یہ ہے کہ کسی کی غیبت نہ سنی جائے نہ کی جائے۔ آنکھ کی حفاظت کسی کی آلودہ حرکت

Marfat.com

دیکھ کر اس کا گواہ بن جاتا ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری شہادت بہت سخت ہے۔ ہمیں کسی کا گواہ مت بناؤ۔ ان امور سے بچنے کیلئے آپ معاشرہ کے افراد کی تربیت اس انداز سے کرتے کسی نہ کسی شخص کو بھیجتے کہ جاؤ رکشہ والا لے آؤ جب وہ آجاتا اس کو بٹھا لیتے اور فرماتے کہ رکشہ تمہارا ذاتی ہے یا کرایہ پر۔ رکشہ والا عرض کرتا رکشہ کرایہ پر ہے۔ تو پھر فرماتے کتنا کرایہ ادا کرتے ہو۔ تم کتنا کماتے ہو۔ اور پٹرول کا خرچ کتنا ہے۔

یہ تین سوال تفصیل سے پوچھتے اور پوچھنے کے بعد اس کو بٹھا دیتے سر پر باندھنے کیلئے ٹوپی یا رومال عطا کرتے اور پانچ وقت نماز کی ادائیگی کا حکم دیتے۔ پھر شام کو یا عشاء کے بعد اسے اجازت دیتے دن بھر کی مزدوری رکشہ کا کرایہ اور پٹرول کا خرچ بھی ساتھ دیتے۔ پھر فرماتے کل دوبارہ آنا۔ اسی طرح رکشہ ڈرائیور کو نماز روزہ کا پابند بنا دیتے اور اسلامی احکام کی طرف رجوع کر کے آہستہ آہستہ پختہ ہو جاتا۔

دوسرے نمبر پر آپ ہر آنے والے کو سردیوں میں چائے، رس اور اسی طرح کھیر یا گاجر کا حلوہ اور فروٹ وغیرہ، سبز چائے اور لنگر مہیا کرتے خود روزہ میں رہتے اور عوام الناس مریدین کو سیر کرتے۔

لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے کیلئے افراد کو اجرت دیتے اور لنگر کی اقسام میں ایسی بہترین اشیاء مہیا کرتے جن کو لوگ غربت کی وجہ سے خرید نہیں سکتے تھے۔ جب کہ موسم گرما میں مشروبات کا استعمال کرواتے۔ جو بزرگ زیادہ دیر بیٹھ نہ سکتے ان کیلئے بہترین بستر مہیا کرتے اس طرح آپ کے پاس آنے والے لوگ آپ کی عملی زندگی کو دیکھ کر ہی شریعت پر عمل کرنے لگتے اور شریعت کا حیا رکھتے ہوئے شریعت کے پابند ہو جاتے۔

آپ کا یہ عمل قرآن پاک کے عین مطابق رہا ۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

ترجمہ: "ان کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیاں ہر بالی میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جسے چاہے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔" (آیت نمبر 260 پارہ نمبر ۲)

حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی اس کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل تمام ابواب خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی جائے یا شفا خانہ بنایا جائے یا اموات کے ایصال ثواب کیلئے مساکین کو کھانا کھلایا جائے اگانے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دانہ کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے۔

ایک بار آپ نے مجھے حکم فرمایا ایک رکشہ لے کر آؤ اور ساتھ یہ بھی فرمایا رکشہ کا ڈرائیور دل کا تنگ نہ ہو۔ میں آپ کے حکم کے مطابق چوک پاکستان آ گیا چوک میں عالم ٹینٹ سروس کی دکان پر کھڑا ہو گیا۔ خواجگان روڈ پر دیکھا تو شیرازی ہسپتال تک رکشوں کی لائن لگی ہوئی ہے۔ میرے دل میں خیال کہ رکشہ والا تنگ دل نہ ہو، مجھے کیسے علم ہو گا؟ میرے دل میں خوف پیدا ہو گیا کہ میں کسی کے دل کو کیسے پڑھ سکوں گا؟ پھر میں نے سوچا کہ جس رکشہ ڈرائیور کے چہرے پر داڑھی ہو اس کو لے چلتا ہوں۔

میں نے دو تین چکر لگا کر رکشہ والوں کو دیکھا۔ اتفاق کی بات یہ ہے تمام رکشہ والوں میں ایک رکشہ والا ایسا تھا جس نے چھوٹی چھوٹی داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس کو ساتھ لیا اور آستانہ عالیہ پر پہنچ گیا۔ آپ نے قرآن پاک لیا اور رکشہ ڈرائیور کیساتھ بیٹھ کر تلاوت شروع کر دی اور مجھے حکم دیا۔ پیچھے بیٹھ جاؤ۔

آپ جدھر جدھر رکشہ والے کو اشارہ کرتے وہ رکشہ اسی طرف موڑ دیتا۔ حتیٰ کہ تنگ سے تنگ گلیاں بھی آئیں مگر رکشہ ڈرائیور نے یہ نہ کہا کہ ادھر سے رکشہ نہیں گزر سکتا۔ اس نے ہرگز کوئی شکوہ نہ کیا۔ الغرض وہ رکشہ ڈرائیور شریعت کا پابند بھی ہو گیا اور آج تک

Marfat.com

حضرت صاحب کے مزار پر حاضری دینے بھی آتا ہے غالباً اس کا نام محمد اشرف ہے۔

منہ اور زبان کی طہارت:

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ اکثر روزے سے رہتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"روزہ دار کے منہ سے روزہ کی وجہ سے جو مہک پیدا ہوتی ہے وہ اللہ کو کستوری سے بھی زیادہ پسند ہے۔"

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ منہ کے ساتھ ساتھ زبان کی بھی حفاظت فرماتے۔ اپنی زبان کو ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رکھتے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب آدمی قرآن پاک پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کے لب اپنے منہ میں لیتا ہے۔ جب آدمی کے منہ سے کھانے پینے کی خوشبو آتی ہے تو تب فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمان عالی شان ہے کہ مسواک کیا کرو۔

آپ زبان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ کانوں کی بھی حفاظت فرماتے یعنی چغل خوری، غیبت وغیرہ جیسی خرابیاں جو اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں نہ کانوں سے سنتے اور نہ ہی زبان سے کسی کی غیبت کرتے اہل اللہ کے طریقوں کی طرح زبان، منہ اور کانوں کی حفاظت کرتے اور اس طرح پاکیزگی حاصل کرتے اور لوگوں کو بھی اس پر عمل کرنے کا درس دیتے۔ اگر ہم ان لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کریں تو ہمیں اپنے اندر جھانکنے کا سلیقہ ملتا ہے اور ہمیں شرم آتی ہے کہ ہم اس منہ سے اللہ اور اسکے رسول کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس منہ سے کیسی گندی باتیں کرتے ہیں اور اس منہ کو گندا رکھتے ہیں۔

اہل اللہ کی اس ریاضت سے منہ اور زبان کی حفاظت کے باوجود نبی کرم ﷺ

Marfat.com

کے نام مبارک کو اس قدر پاکیزہ جانتے تھے کہ پھر بھی نام نامی زبان پر لانے سے قبل ہزار بار سوچتے تھے۔ بقول مولانا جامی:

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

ترجمہ: ''یارسول اللہ ﷺ میں ہزار دفعہ بھی اپنا منہ گلاب اور خوشبوؤں سے دھوؤں تب بھی میرا منہ اس قابل نہیں ہے کہ میں آپ کا نام نامی لے سکوں وجہ یہ ہے کہ آپ اللہ ذوالجلال کے محبوب ہیں اور میری اتنی اوقات کہاں؟''

حضرت خواجہ سید محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کا نام نامی جب قرآن پاک کی تلاوت کے دوران آجاتا تو اس سے قبل درود شریف ﷺ پڑھتے یعنی جب سورۃ یٰسین کی تلات کرتے تو اس سے قبل تین یا پانچ بار درود شریف ﷺ پڑھتے اور پھر یٰسین پڑھتے اور پھر درود شریف پڑھتے اور اسی طرح اس نام نامی کو پڑھتے تو اول و آخر درود شریف پڑھتے۔

جن لوگوں نے آپ کی محفل میں بیٹھ کر سورۃ یٰسین کی تلاوت آپ سے سنی جب یہ بات ان سے دہرائی جائے تو وہی منظر اور وہی لذت دوبارہ میسر آجاتی ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے اس نام کی اس قدر حرمت کی کہ جس طرح دیگر انبیاء کو پکارا اس طرح اپنے محبوب کو نہیں پکارا۔ بلکہ اس طرح کہا اور لکھا گیا۔ یا ایھا الرسول - یاایھا النبی - یا ایھا لمدثر۔ یا ایھا المزمل، طٰہٰ، یٰس قرآن مجید میں آپ کے القاب ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ کو عام آدمیوں کی طرح مت پکارو۔

زبان۔ منہ۔ کان اور ہاتھوں کی بھی حفاظت فرمائی اور دوسروں کو بھی تلقین کی۔

آپ کے مریدین میں سے ایک شخص ''جمیل'' جو کہ فوٹو گرافری کا کام کرتا تھا۔ جب آپ

Marfat.com

کے پاس آیا تو آپ نے اسے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں کی حفاظت کرو یعنی تصویریں بنانا چھوڑ دو۔ اس نے کہا کہ اس کے علاوہ میں کوئی فن نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا کہ شریعت اسلامیہ میں تصویر بنانا حرام فعل ہے اس لیے تم کچھ اور کام کرو جو کہ رزق حلال کے لئے ضروری ہے۔

حضرت خواجہ سید مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھائی جمیل صاحب کو فوٹو بنانے کی اجازت نہ دی۔ گو علماء کرام نے فوٹو کی صرف شناختی کارڈ بنوانے کی صورت میں اجازت دی ہے جو کہ اس وقت ضرورت ہے۔ بھائی جمیل صاحب روزانہ فجر کی نماز کے بعد روزانہ حاضری کیلئے آتے اور سلام کہہ کر چلے جاتے۔ کبھی کبھار گفتگو ہوتی تو کہتے میں بہت تنگ دست ہو چکا ہوں میں اور کوئی کام نہیں جانتا۔ ایک دن علامہ سید کبیر احمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ سے بھائی جمیل نے عرض کی میں نے تصویر بنانے کے علاوہ کوئی کام نہیں سیکھا اور میں اس وقت بے روزگار ہو چکا ہوں۔ اس التجا پر حضرت علامہ سید کبیر احمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شرط پر فوٹو بنانے کی اجازت دی کہ تم صرف شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کیلئے فوٹو بناؤ اور آخری عمر تک چوک پاکستان کی مسجد کے سامنے فوٹو شاپ پر کام کرتے رہے اور اس کے بعد دنیا سے رخصت ہو گئے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ نعیمیہ کے صفحہ نمبر ۲۷۸ پر لکھتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ نے ہر دور میں تصویر سازی حرام کی ہے۔ یعنی جاندار مخلوق کا مجسمہ، کپڑے، کاغذ، دیوار پر انسانی یا حیوانی چہرہ بنانا قطعاً حرام ہے۔

خواہ قلم و برش سے مصوری ہو یا کسی مشین سے فوٹو گرافی کی گئی ہو سب حرام ہے۔

یہ سب کی سب شیطانی خباثت نفسانی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص جاندار مخلوق کی تصویر بنائے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا کہ اس میں جان ڈال۔ اور وہ شخص کبھی بھی اس میں روح نہ ڈال سکے گا۔ اور ایسے

Marfat.com

مخلص کیلئے ابدی عذاب ہے۔"

حدیث پاک ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو جس انسان کو مل جائیں اس کو دین و دنیا کی بھلائی مل جاتی ہے۔

۱۔ وہ زبان جو ذکر میں مشغول رہنے والی ہو۔

۲۔ وہ دل جو شکر میں مشغول رہتا ہو۔

۳۔ وہ بدن جو مشقت برداشت کرنے والا ہو۔

۴۔ وہ بیوی جو اپنے نفس اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے۔

حضرت خواجہ مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ چاروں چیزیں میسر تھیں۔ آپ رات دن قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ اس کے ساتھ حدیث و فقہ پر عمل کرنے والے بزرگوں کی باتیں سناتے جو ایمان میں قوت عطا فرماتیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اس طرح ادا فرماتے کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس نے کسی بندے کا شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا۔ یعنی احسان فراموشی کی۔

عورت اور مرد کے بارے میں ارشاد گرامی منقول ہے:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تین چیزیں نجات دیتی ہیں اور تین چیزیں تباہی کی طرف دھکیل دیتی ہیں۔

نجات والی اشیاء

۱۔ ناراضگی اور خوشی میں عدل و انصاف

۲۔ خلوت اور جلوت میں خوف خدا

Marfat.com

۳۔ تنگ دستی و خوشحالی میں میانہ روی

تباہی کی طرف دھکیلنے والی اشیاء

۱۔ بخل جس کی اطاعت کی جائے

۲۔ خواہشات جن کی پیروی کی جائے

۳۔ خود پسندی

بخل کی وضاحت میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بخیل آدمی جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ بخیل کے مال سے کوئی آدمی فائدہ نہیں اٹھاتا اور نہ ہی یہ خود کوئی فائدہ اٹھاتا ہے۔

دوسری جگہ حدیث میں بیان ہے کہ مال دو قسم کا آدمی کے کام آتا ہے ایک وہ جو اللہ کی راہ پر خرچ کیا جائے۔ دوسرا وہ جو اس نے کھالیا۔

خواہشات کی پیروی کی جاوے اس کی وضاحت میں حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ نفس امارہ کفر کی حد ہے۔

انسان کی خود پسندی کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ کیا خدا تمہاری مرضی سے چلے یا تم نے خدا کی مرضی سے چلنا ہے۔

انسان اپنی خواہشات کے مطابق قرآن و حدیث کو غالب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

خلوت اور جلوت میں خوف خدا سے مراد اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر ناظر جاننے کے یقین کے بعد قول و فعل میں یکسانیت کا پایا جانا۔ ظاہر و باطن بحیثیت مسلمان ایک ہونا چاہیے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو علم عطاء کیا اس کے مطابق عمل کرنا اور ہر لمحہ ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔ ہر دم خدا کا خوف مسلمان کے پیش نظر ضروری ہے۔ چاہے وہ اکیلا ہو یا بھیڑ

Marfat.com

میں ہر لمحہ قادر مطلق سے ڈرنا لازم ہے۔

حضرت ابو حازم مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگو! تم ایسے عالم میں مبتلا ہو گئے ہو کہ فعل کو چھوڑ کر قول پر راضی ہو گئے ہو۔ اور عمل کو چھوڑ کر علم پر خوش ہوتے ہو۔

اس مقام پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر و باطن میں اختلاف ہونا نفاق کہلاتا ہے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ

"گزشتہ مومنین میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں اور نہ ہی ایسا ہوگا جو منافق ہونے سے نہ ڈرتا ہو۔"

حضرت شیخ محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگو! جب تمہیں اللہ تعالیٰ قول و فعل سے نوازے پھر تم سے قول واپس لے لے تو کچھ فکر نہ کرنا۔ کیونکہ یہ ایک نعمت ہے۔ اور فعل لے کر قول تم پر چھوڑ دیا جائے تو یہ رونے کی بات ہے کیونکہ یہ ایک مصیبت ہے۔ اور اگر تم سے قول و فعل دونوں واپس لے لیے جائیں تو سمجھ لو کہ تم پر عذاب الٰہی کا نزول ہو چکا ہے۔ تنگ دستی اور خوشحالی میں میانہ روی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

"تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے۔ خوشحال اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے۔ حدیث مبارک میں بھی ہے جس نے میانہ روی اختیار کی وہ ہرگز مفلس نہ ہوگا۔

غلاظت بشری

ناحق مال مثلاً ۱۔ رشوت۔ ۲۔ ذخیرہ اندوزی۔ ۳۔ ملاوٹ۔ ۴۔ ناپ تول میں کمی۔ ۵۔ سفارش یعنی اختیارات کا ناجائز استعمال کرنا۔ ۶۔ غبن۔ ۷۔ اقربا پروری۔ ۸۔ سود خوری۔ ۹۔ ترکہ میں وارثوں کا حق ادا نہ کرنا۔ ۱۰۔ بولی پر بولی لگا کر کسی مال کو فروخت کرنا

Marfat.com

۔۱۱۔ جوا کھیلنا۔۱۲۔ ڈاکہ زنی کرنا۔۱۳۔ بدکاری کرنا۔۱۴۔ عیب لگانا یا تہمت لگانا۔۱۵۔ طعنہ دینا یا چوٹیں کسنا۔۱۶۔ کسی کو برے ناموں سے پکارنا۔۱۷۔ جاسوسی کرنا۔۱۸۔ حرام طریقوں سے کمانا۔ مثلاً سمگلنگ۔ منشیات وشراب وغیرہ فروخت کرنا۔

سید محمد کبیر احمد مظہر فرماتے ہیں: یہ تمام امور غلاظت بشری میں شامل ہیں۔

حضرت علامہ کبیر احمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ ایک وعظ میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر روزے میں اس لیے رہتے کہ مخلوق اکثر حلال وحرام میں تمیز نہ کرتی تھی اس لیے ان سے لیکر کھانے سے احتراز برتتے۔ اکثر جنگل میں نکل جاتے اور ترکاریاں لیکر کھاتے۔ اکثر مخلوق حرام کاری میں ملوث تھی۔ اس لیے ان میں حلال رزق کی فراہمی کم نظر آتی تھی۔ اکثر سبزی کھانے کی وجہ سے آپ کے جسم کا رنگ سبزی مائل ہو چکا تھا۔ اس دور میں حضرت خواجہ سید محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ اکثر روزے میں رہتے ایک وقت ایسا میسر آیا کہ مجھے رات دن آپ کے پاس رہنے کا موقع ملا۔ آپ اکثر ایک یا تین کھجوروں سے سحری کر کے کچھ پانی پی کر روزہ رکھ لیتے۔ اور افطاری بھی اسی طرح کھجور سے فرماتے۔ آپ گوشہ نشین شخصیت تھے۔ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کے بعد جو قریب قریب اولیاء گزرے ان کے عمل کے مطابق اپنی عملی ریاضت جاری رکھی۔ کیونکہ حضور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "سب سے اچھا زمانہ میرا ہے اس کے بعد میرے صحابہ کا اس کے بعد ان کے بعد آنے والوں کا"

غلاظت نفسانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "بدکار عورتیں بدکار مردوں کیلئے ہیں اور بدکار مرد بدکار عورتوں کیلئے، پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کیلئے اور پاک مرد پاکیزہ عورتوں کیلئے۔" (سوراہ النور آیت 26)

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورج کی کرنیں دھوبی پر بھی پڑتی ہیں اور کپڑے پر بھی۔ کپڑا دھوپ کی کرنوں سے سفید اور اجلا ہو جاتا ہے۔ لیکن دھوبی کے چہرے کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس کی وضاحت میں حضرت خواجہ سید محمد مسعود احمد انور جیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید اور خلیفہ بہت نیک اور پرہیز گار تھا۔ اس کے مریدین کا ایک مجمع ہر روز اس کی زیارت کیلئے آتا تھا اور وہ بہت وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ ایک روز حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید/خلیفہ کے ذہن میں گناہ کا ارادہ گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کی گرفت کر لی یعنی اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ جب یہ خلیفہ شیشہ میں اپنا عکس دیکھتا ہے تو اپنا چہرہ سیاہ پا کر شرمندہ ہوتا ہے اور رب کریم کے حضور رو رو کر استغفار کرتا ہے۔ ساری رات اسی طرح گزر جاتی ہے۔ صبح صبح مریدین حاضر ہوتے ہیں لیکن حجرے کا دروازہ بند پاتے ہیں دستک دینے پر جواب آتا ہے کہ میری طبیعت خراب ہے۔ واپس چلے جائیں دوسری رات آئینہ دیکھ کر چہرے کی سیاہی کم نظر آتی ہے۔ اور پھر رب کریم کے حضور رو رو کر استغفار کرتے ہوئے رات گزرتی ہے۔ اگلی صبح پھر مریدین حاضر ہوتے ہیں اور التجا کرتے ہیں کہ کسی اچھے طبیب سے آپ کا علاج کرواتے ہیں لیکن وہ انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں میرے علاج کے لئے طبیب بے بس ہیں۔ چنانچہ اسی طرح تیسری رات بھی زار و قطار استغفار میں گزارتے ہیں تب کہیں جا کر چہرے کی رنگت بحال ہوتی ہے۔ اور وہ علی الصبح اپنے مریدین کا انتظار کرتے ہیں اور دروازہ کھولتے ہیں تو ایک قاصد حضرت جنید بغدادی کی طرف سے ایک خط لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ وہ رقعہ اس خلیفہ کے حوالے کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ حضرت جنید بغدادی نے یہ رقعہ ارسال کیا ہے۔ وہ خلیفہ پڑھتا ہے اس میں یہ تحریر رقم ہوتی ہے۔

"عزیزم! تم نے مجھے کس کام پر لگا دیا۔ تین دن سے مسلسل دھوبی کا کام کر رہا

ہوں۔" یہ پڑھ کر حضرت جنید بغدادی کا مرید زار و قطار روتا ہے اور بار بار اپنے مرشد کے خط کو چومتا ہے۔ الغرض یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اہل اللہ کے دل میں بھی اگر کوئی گناہ کا ارادہ ہو تو پکڑ ہو جاتی ہے اور پیر کو بھی مرید کی کو معافی دلانے کیلئے خدا کے حضور التجا کرنی پڑتی ہے اور یوں رب قدوس بھی اپنے پیارے بندوں کی بات کو رد نہیں کرتا۔

رذائل اخلاق سے پرہیز

جس طرح انسانی جسم کو ٹی بی، دمہ، سرطان وغیرہ لگ جاتا ہے اسی طرح انسانی روح بھی بیمار ہو جاتی ہے۔ روح کی ان بیماریوں کو رذائل اخلاق کہتے ہیں۔ ان میں کفر و تکبر، خوشامد، بہتان، منافقت، بدگوئی جھوٹ وغیبت وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے غلبہ سے مسلمانوں کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور اخلاق کو نقصان پہنچتا ہے۔ رذائل کی واحد رذیلہ ہے جس کے معنی ہیں کمینہ پن، بے شرمی اور بے حیائی۔ چنانچہ رذائل سے مراد وہ خرابیاں ہیں جن سے انسان گھٹیا اور برے اخلاق کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس لیے انہیں رذائل اخلاق کہا جاتا ہے۔ ان سے معاشرہ میں مادی و روحانی نقصان ہوتا ہے۔ ان برائیوں میں سے ایک جھوٹ ہے جو ضد ہے سچ کی۔ جھوٹ رذائل اخلاق میں سے سب سے زیادہ مذموم اور قابل نفرت ہے۔ خواہ زبان سے بولا جائے یا عمل سے ظاہر کیا جائے۔ شریعت اسلامی میں جھوٹ کو گناہ کبیرہ کہا گیا ہے۔ حدیث پاک میں جھوٹ کی بار بار بڑی شدت سے مذمت کی گئی ہے اور اسے بڑی سختی سے روکا گیا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ کسے جھوٹے یا احسان فراموش کو ہدایت نہیں دیتا۔" (سورہ الزمر)

شافع روز جزاء حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ تک پہنچاتا ہے اور جھوٹ والا آدمی اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے

Marfat.com

ایک صحابی نے رسالتمآب ﷺ سے عرض کی کہ کیا کوئی مسلمان بزدل ہو سکتا ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا "ہاں" پھر عرض کی کہ کیا مسلمان بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہو سکتا ہے۔ پھر دریافت کیا: کیا مسلمان جھوٹا بھی ہو سکتا ہے؟ جواب دیا ہرگز نہیں۔ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفیاء کی روح میں غلاظت بشری اور غلاظت نفسانی سے مبرا ہوتی ہیں۔

☆☆☆.................☆☆☆.................☆☆☆

Marfat.com

حضرت خواجہ مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ کے چند وعظ

وعظ نمبر 1

ایک روز اپنے وعظ شریف میں فرما رہے تھے کہ انگریزوں نے "عمامہ شریف" کی بے حرمتی کی حد کر دی۔ یعنی انہوں نے چپڑاسیوں کو پگڑی بندھوائی، بیروں کو پگڑی بندھوائی، ریلوے کے قلیوں کو پگڑی بندھوائی، مزدوروں کو سرخ پگڑی بندھوائی اور اسی طرح دفتروں کے گن مینوں کو پگڑی بندھوائی۔ پھر فرمایا کہ مسلمانوں کو اس حد تک ذلیل کیا کہ کشمیر کے مسلمانوں کو پرالی کے جوتے پہنائے۔ بنگال کا بھی ذکر کیا اور اسی طرح دوسرے علاقوں کا بھی ذکر کیا کہ انگریزوں نے مسلمانوں کو ذلیل و رسوا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

ہنرمند مسلمانوں کے ہاتھ کاٹے گئے، سکھر، روہڑی کے مقام پر دریائے سندھ پر ایک لوہار نے پل تعمیر کیا اور ستونوں کو لوہے کے ذریعے تیار کیا اور اس کے درمیان میں ایک بڑا تالا لگا کر بند کر دیا۔ اس پل کا تمام نظام اس تالے میں ہے انگریزوں نے مسلمانوں کی اس ہنرمندی کو دیکھ کر حاصل کرنے کی کوشش کی تاکہ یہ فن مسلمانوں سے چھین لیا جائے۔ انہوں نے اس لوہار سے اس تالے کی چابی مانگی تو اس نے دینے سے انکار کر دیا اور چابی اس دریا میں پھینک دی، جس پر سیخ پا ہو کر انگریزوں نے اس ہنرمند کے ہاتھ کاٹ دیئے۔

اس کے علاوہ مسلمان کپڑے کی صنعت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ انگریز یہ چاہتے تھے کہ یورپ میں تیار کردہ کپڑا برصغیر میں فروخت ہو اور مارکیٹ بنائی جائے۔ مگر ان کا کپڑا اس قابل نہ تھا کہ مقامی کپڑے کا مقابلہ کر سکے۔ اس طرح انگریزی مصنوعات کو ہندوستان میں جگہ نہ مل سکی اور انگریز اس سلسلہ میں ناکام رہا۔ اس نے اپنے مال کو بیچنے کیلئے بہت سے حربے استعمال کیے۔ یہاں تک کہ "ریشم بافوں" کے انگوٹھے کاٹ دیئے۔ تاکہ وہ ریشم کی کوئی چیز تیار نہ کر سکیں۔ اس طرح انگریزوں نے زبردستی مسلمان تاجروں کو اپنا مال

Marfat.com

فروخت کرنے پر لگایا مسلمان کپڑا ساز اس قدر ہنر مند تھے کہ انہوں نے ململ کپڑے کا تھان ماچس کی ڈبیہ میں پیک کر کے فروخت کیا جو کہ عالمی ریکارڈ ہے۔ اس پر جبراً مسلمان ماہرین کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے اور یورپی مصنوعات فروخت کرنے کا حکم جاری ہوا۔

وعظ نمبر 2

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا کہ میرے پیر و مرشد کے ایک مرید نظام الدین توکلی ہندوؤں سے مناظرے کی غرض سے ملتان تک چلے گئے۔ انہوں نے ہندوؤں سے بحث و مباحثہ کیا۔ ہندوؤں کی ریاضت اور چلہ کشی اس حد تک تھی کہ مسلمان ان کی باتوں کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔ جب تک مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے مطالعہ کا حامل نہ ہو اس وقت تک دلائل نہ دے سکتا تھا۔

یہی واقعہ تفصیل کیساتھ نظام الدین توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا جب آپ عمر کے آخری ایام میں تھے تو شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے خلیب و امام تھے فرمایا میں ہندوؤں سے بحث و مباحثہ کی غرض سے چلتے چلتے ملتان پہنچ گیا۔ ان سے مناظرے ہوئے انکی ریاضت اور چلہ کشی اس حد تک تھی کہ میں ان کا جواب نہ دے سکتا۔ مگر میں نے مکتوبات ربانی مجدد الف ثانی پڑھے تھے ان کو ذہن میں رکھ کر جواب دیتا تو ہندو لاجواب ہو جاتے میں نے دیکھا کہ ہندو سادھو اس حد تک چلہ کشی کرتے کہ وہاں بیٹھے بیٹھے پیشاب اور پاخانہ کرتے اور وہ خشک ہو جاتا اور اپنی غلاظت یہ چلہ کش خود ہی کھاتے اور یہ دعویٰ کرتے کہ ہم نیکی کی بہت بلندی تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ بات دیکھ کر ملتان میں مجھے کھانے پینے کی بہت دشواری تھی۔ میرا ایک پیر بھائی ملتان میں مقیم تھا میں اس سے ملا اور پھر میرا قیام و طعام اس پیر بھائی کے گھر ہی رہا۔ ملتان میں قیام کے دوران میرے پیر بھائی حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب سے کہتے کہ نظام الدین توکلی ہندوؤں کے ساتھ ہندو ہی ہو گیا ہے۔

Marfat.com

میرے پیرومرشد نے میرے پیر بھائی کو حکم دیا کہ نظام توکلی کو فوراً واپس گجرات بھیج دو۔ جب میں واپس آیا تو حضرت صاحب نے استفسار فرمایا ملتان کیسا پایا۔ میں نے عرض کی حضور جو خدا یہاں چھوڑ گیا تھا یہی خدا میرا وہاں بھی تھا جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس طرح میرے پیر بھائیوں کو اطمینان آ گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ!

شریعت مطہرہ کو چھوڑ کر جو ریاضتیں اور چلہ کشی کی جائے وہ باطل ہے۔ مومن کی عزت شریعت پر عمل کرنے سے ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علموں باجھ جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہو

مسلمان اور کافر کے نظریات جدا جدا ہیں۔ مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کا پابند ہوتا ہے۔ اور کافر کسی چیز کا پابند نہیں ہوتا۔ یعنی وہ حلال اور حرام میں امتیاز نہیں کرتا۔ اس لیے مسلمان اور کافر کے راستے جدا ہیں۔ ہندوؤں میں گائے کی پرستش ہوتی ہے اور پانچ رتن انکے یہ ہیں۔ گائے کا دودھ، مکھن، دہی، گوبر اور پیشاب یہ ان کا مشروب اور تبرک ہوتا ہے۔ یہ خدا کے ناپسندیدہ کام ہیں۔

ہمارے نبی ﷺ نے جو ہمیں درس دیا وہ پاکیزہ احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ ایک روز آپ ﷺ اپنے غلاموں کے ساتھ قبرستان سے گزر رہے تھے کہ آپ کی سواری تھوڑی گھبرائی تو آپ رک گئے۔ غلاموں نے عرض کی کہ کیا وجہ ہے؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور جانور یہ محسوس کر کے سہم گیا ہے۔ ایک قبر والا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا غیبت کرتا تھا۔ اس وجہ سے دونوں عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ آپ نے ایک درخت کی دو شاخیں کاٹ کر

Marfat.com

دونوں قبروں پر لگا دیں اور ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں ہری رہیں گی ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔

مسلمان کوئی بھی جنازہ پڑھ کر اپنے عزیز و اقارب کی قبر پر اسی وجہ سے کوئی نہ کوئی پودا، شاخ لگا کر آتے ہیں تا کہ ہمارے مسلمان بھائی عذاب قبر سے کچھ محفوظ رہ سکیں۔

وعظ نمبر 3

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے بیان میں ارشاد فرمایا کہ ہمارے گاؤں کی عورتیں بہت پاکیزہ تھیں وہ روزانہ صبح فجر کی نماز سے پہلے اٹھتی تھیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتیں پھر ذکر کے ساتھ ساتھ آٹا گوندھتیں پھر نماز پڑھنے کے بعد روٹیاں پکاتی تھیں اور ساتھ ذکر الٰہی کرتی تھیں اور جب انہوں نے ہجرت کی تو اسلام دشمنی کی بنا پر کافروں نے ان کے پستان کاٹ دیئے کہ ان کا دودھ پی کر مسلمان ہمارے مد مقابل آتے ہیں۔ آپ فرماتے حقیقت یہ ہے کہ سب اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکتیں تھیں جس کا وہ ذکر کر کے اپنی اولاد کو خوراک کھلاتی تھیں جس بنا پر ان کی اولاد نیک و پرہیز گار ہوتی تھی پھر آپ نے ہجرت کرنے والوں کا ایک واقعہ یوں بیان فرمایا کہ جب مسلمان ہجرت کر کے امرتسر سے لاہور کی طرف آئے تو برج اٹاری ریلوے اسٹیشن پر ریل گاڑی تمام کی تمام کاٹ دی جس میں مسلمان ہجرت کر کے پاکستان آنے کے لئے سوار تھے ان تمام مسلمانوں کو سکھوں کے ہاتھوں شہید کروایا گیا جب یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیلی تو مسلمان پٹھانوں نے اس کے جواب میں گجرات ریلوے اسٹیشن پر کافروں سے بڑی ریل گاڑی کو روک کر قتل و غارت شروع کر دی کچھ عورتوں کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے گئے اس روز ریلوے اسٹیشن پر بڑے زور کی بارش ہوئی اور برف باری ہوئی پھر اولے کے دانے کا وزن 1/2 3 کلو تھا۔ اسٹیشن پر گھوڑے ہلاک ہو گئے۔

Marfat.com

وعظ نمبر 4

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا کہ پاکستان بننے سے قبل حضور قبلہ عالم حضرت حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدین سے فرمایا کہ اب ہندوستان میں رہنا خطرے سے خالی نہیں ہے جس نے چلنا ہے میرے ساتھ پاکستان چلے آپ نے اپنا گاؤں مجیٹھہ شریف چھوڑنے سے قبل اپنی بھینسیں کھول کر انہیں آزاد کیا اور انہیں اللہ کے سپرد کر دیا پھر آپ وہاں سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے آپ کے مریدین میں سے کچھ وہیں رہے ان میں سے آپ کی ایک مریدنی جو بہن جی لکھر و والی کے نام سے مشہور تھیں وہ مجیٹھہ شریف رہ چکی تھیں اور اس کی بچیاں بھی وہیں تھیں ایک روز واقعہ یوں ہوا کہ سکھوں نے آپ کے مکان کی پچھلی دیوار کو توڑا اور مکان میں داخل ہو گئے بچیاں باشریعت تھیں گھر کے اندر سبزی کاٹ رہی تھیں جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ سکھ آ گئے ہیں اور ہماری بے پردگی ہو گی تو انہوں نے اپنی چھریاں اپنے پیٹ میں ماریں اور گھر کے اندر کنویں میں چھلانگ لگا دی اور بہن جی لکھر و والی کے سامنے تڑپ تڑپ کر بچیوں نے جان دے دی یہ منظر بھی بہن جی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور رو رو کر یہ عرض کرتی تھیں کہ اگر میں حضرت خواجہ حبیب اللہ صاحب کی بات مان لیتی تو میری بچیاں زندہ رہتیں پھر وہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئیں۔ 1991ء میں بہن جی لکھر و والی حضور قبلہ حبیب اللہ کے مزار پر حاضر ہوئیں اور زار و قطار روتی رہیں اور یہ کہتی رہیں کہ اگر میں حضرت صاحب کی بات مان لیتی تو آج میری اولاد بھی میرے ساتھ ہوتی۔ یہ جملہ بار بار دہراتیں اور جب بھی کلام کرتیں تو یہی جملہ بار بار دہراتیں کہ اگر میں حضور قبلہ عالم کی بات مان لیتی تو آج میں اپنی اولاد سے محروم نہ ہوتی۔ بہن جی کے ساتھ اپنا ایک نواسہ تھا۔

Marfat.com

حضرت مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا واقعہ یوں بیان فرمایا:

حضور قبلہ عالم کا ایک مرید جو مجذوب تھا غالباً اس کا نام محمد حسین تھا پاکستان بننے کے بعد پہلی شب برات کو آپ کو تلاش کرتے کرتے گجرات آ گیا جب مسلم بازار پہنچا تو قصابوں والی گلی میں جہاں نلکا لگا ہوا ہے وہاں سے گزر رہا تھا کہ کچھ شرارتی لڑکوں نے ان کے تہبند کے ساتھ ایک آتش بازی کی شرنائی باندھ دی جب وہ چلی تو اس مجذوب نے مڑ کر غصے سے پیچھے دیکھا تو پیچھے جتنی دوکانیں تھیں سب کو آگ لگ گئی اور وہ جل گئیں اور اس کے بعد اکثر مشاہدہ میں آیا ہے کہ ہر سال شب برات کو ان دوکانوں کو آگ لگ جاتی تھی۔ حدیث پاک میں ہے سرکار فرماتے ہیں کہ مومن کی نگاہ فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

وعظ نمبر 5

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک روز میں پھول لے کر گیا اور عرض کی میں یہ پھول حضرت صاحب کے مزار کے لئے لایا ہوں۔ آپ مجھے پیش کرنے کی اجازت دیجئے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا یہ پھول آپ واپس لے جائیں اور ان پھولوں کو مسجد عیدگاہ کے منبر پر رکھ دیں۔ مقصد یہ تھا کہ منبر پر جب میں پھول رکھوں گا اور مجھے حیاء آئے گی یہ پھول حلال کے ہیں یا حرام کے ہیں۔ اکثر لوگ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے اندھی عقیدت لے کر اولیاء اللہ کے مزارات پر جاتے ہیں۔

حضرت صاحب عام آدمی کو مزار شریف پر پھول رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے گو میں حلال کمائی سے پھول لے کر حضرت صاحب کے پاس گیا تھا مگر انہوں نے پھر بھی مجھے اجازت نہ دی۔ اکثر لوگوں کے میل جول سے اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ بعض لوگ کلمہ گو ہو کر شریعت کی پرواہ نہیں کرتے اور اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں اور

Marfat.com

جاتے ہوئے کوئی سود خوری کا کفن پہنا ہے کوئی ذخیرہ اندوزی اور کوئی رشوت لے کر تو کوئی نشہ آور اشیاء بیچ کر کفن پہن رہا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی اور نافرمانی میں زندگی گزار کر اور ہر قسم کی حرام کمائی کا کفن پہن کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے اور اسے شعور بھی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی کمائی کا حکم نہیں دیا تو حضرت صاحب اپنے بزرگوں کے مزار پر کسی کو اس وجہ سے اجازت نہیں دیتے تھے کہ کوئی پھول لا کر میرے پیر و مرشد کے مزار پر رکھے اور انہیں تکلیف ہو ایک روز ایک ہمارا پیر بھائی حاضری دینے کیلئے حضرت صاحب کے مزار پر حاضر ہوا اور اس نے غلاف اٹھا کر اس کے نیچے کچھ رقم رکھ دی۔ حضرت قبلہ سید مسعود احمد انور حبیبی کو کشف ہوا اور اپنے حجرہ مبارک سے نکل کر حضرت صاحب کے دربار کی طرف گئے اور اس شخص کو پکڑ کر باہر نکال دیا اور استفسار کیا کہ تم نے وہاں کیا رکھا ہے اتنی بات پر اس کو کہا کہ تم نے جو کچھ رکھا ہے اسے اٹھاؤ جب اس نے اپنی رقم اٹھائی تو آپ نے اسے آستانہ عالیہ حبیبیہ پر آنے سے منع کر دیا اور کافی عرصہ وہ آتا رہا لیکن اسے اندر نہ آنے دیا یہ ہماری اصلاح کے لئے ایک قدم تھا۔

حضرت سید حامد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ

حضرت سید حامد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرماتے کہ ایک بزرگ عورت آتی دکھائی دی تو حضرت سید حامد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کو ایک ہفتہ گزر گیا ہے مجھے تنگ کرتے ہوئے نہ تو خود آرام لیتی ہے اور نہ ہی مجھے کسی سے بات کرنے دیتی ہے تو اس کا میں حل تلاش کر چکا ہوں۔ کیونکہ یہ عورت مسلسل اسی طرح آ کر اپنے انداز میں اپنی بے بسی کا اظہار کرتی تھی تو حامد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی اصلاح انتہائی سادہ انداز میں کرتے ہوئے راہنمائی فرمائی جب وہ بوڑھی عورت حضرت سید حامد شاہ صاحب کے قریب آئی تو اس نے سینہ کوبی شروع کر دی اس نے آتے

Marfat.com

ہی کہا پیر صاحب میرا بیڑا غرق ہوگیا ہے وہ مسلسل اسی طرح چیخ وپکار کرتی رہی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی حمد بیان کرو اور استغفار کرو۔

اس عورت نے جواب دیا کہ آپ نے تو فرمایا ہے مگر میرا کوئی حال نہیں اور پھر دوبارہ وہ سینہ کوبی کرنے لگی اور کہنے لگی پیر صاحب میرا بیڑا غرق ہوگیا یہ بات سن کر حامد شاہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارے گھر کے سامنے کھلی زمین ہے۔ تو اس نے کہا ہاں! پھر آپ نے پوچھا تمہارے گھر کے سامنے درخت ہیں؟ اس نے جواب دیا جی ہیں!

پھر حضرت سید حامد شاہ صاحب نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی اور فرمایا کیا آپ کے گھر کے سامنے جو درخت ہے وہاں کوئی بھوکا کتا آیا تو تم نے اسے پتھر مارا تھا وہ بوڑھی عورت سوچنے لگی اور جواب دیا جی ہاں تین دن پہلے اس درخت کے نیچے ایک کتا آیا تھا اور میں نے اسے پتھر مارا اس طرح اس کے مسئلہ کا حل نکل آیا۔

آپ نے فرمایا کہ تمہارا بیڑا غرق تو ہونا تھا بھوکے کتے کو تو نے مار کر بھگا دیا ہے آئندہ ایسا مت کرنا اور اگر کوئی بھوکا جانور آجائے تو اس کو کھانا کھلا دینا۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت کرے گا۔

یوں اس بوڑھی عورت کی راہنمائی انتہائی احسن انداز سے ہوئی اور باشریعت پیر نے اس عورت کو جانوروں پر رحم کرنے کا درس دیا۔ اس کے برعکس اگر وہ کسی تعویذ، دم یا دیگر عملیات والے شخص کو پیر سمجھ کر اس کے پاس جاتی تو اس عورت کو نجانے کیا کیا نقصانات ہوتے اور اس کے اندر جانوروں پر شفقت کرنے کا جذبہ اجاگر نہ ہوتا۔ اہل اللہ امراض کی جڑ کو پکڑ لیتے ہیں۔

عورتوں کے بارے چند احکام

عورت کی بیعت کے متعلق حکم یہ ہے کہ عورت چوری نہ کرے۔ امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ شادی شدہ عورت اپنے خاوند کی

Marfat.com

اجازت کے بغیر رقم خرچ نہ کرے۔ جب کہ بوڑھی عورت باہر نکل سکتی ہے جب کہ جوان عورت کو پردہ کا حکم ہے۔ حضرت علامہ سید کبیر احمد مظہر ایک وعظ میں فرماتے ہیں میں تمہیں قرآن وحدیث کی باتیں سناتا ہوں اور اس کی تقلید کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ تمہیں پیر وہ اچھا لگتا ہے جو تمہیں تعویذ دھاگے دے کر تمہارا مال ومتاع ضائع کرے۔ حضرت خواجہ سید مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ پیر وہ ہوتا ہے جو آخرت میں کام آئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں مکتوب نمبر ۴۱ جلد دوم صفحہ نمبر ۳۷۵ میں لکھتے ہیں کہ پیر و استاد اس لیے بنائے جاتے ہیں کہ شریعت کی طرف ہدایت اور راہنمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت کے اعتقاد و عمل میں سہولت اور آسانی حاصل ہو نہ یہ کہ مرید جو کچھ چاہیں کریں اور جو کچھ چاہیں کھائیں۔

وعظ نمبر 6

حضرت خواجہ سید محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے وعظ شریف میں حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے بارے میں یوں فرمایا کہ جب حضرت رابعہ بصری فروخت ہوئیں تو ایک تاجر خرید کر انہیں اپنے گھر لے گیا اور ان سے اپنے گھر کا کام کاج کروانے لگا جب اس کے گھر کے کاموں سے فارغ ہوتیں تو ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتیں اور اپنے رب سے دعا کرتیں کہ اس تاجر کے دل میں رحم فرما کہ اے خدا یہ مجھے آزادی دے اور میں جی بھر کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرسکوں۔

وہ تاجر جب سفر میں ہوتا تو یہ آواز اس کے کانوں میں پڑتی اس کو تعجب ہوتا کہ یہ آواز کیسی ہے۔

یہی تاجر ایک روز اپنے گھر میں موجود تھا تو حضرت رابعہ بصری کام سے فارغ

Marfat.com

ہوئیں اور ذکر الٰہی کے لئے اپنے حجرہ میں چلی گئیں جب آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو عرض کی اے خدا اس شخص کے دل میں نرمی ڈال دے اور مجھے آزاد کر دے تا کہ میں آزادی کیساتھ جی بھر کر تیری عبادت کر سکوں تاجر گھر میں موجود تھا اس نے یہ دعائیہ کلمات سنے جو کہ وہ اپنے سفر میں سنتا تھا دعا کرنے والی رابعہ بصری تھیں اور سننے والا تاجر وہ سوچنے لگا یہ تو وہی آواز ہے جو میں سفر میں سنتا تھا یہ ضرور کوئی اللہ والی ہے۔

اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈر گیا اور آپ کو فوراً آزاد کر دیا اور حضرت رابعہ بصری سے عرض کرنے لگا آپ آزاد ہیں اور جس طرح چاہیں عبادت الٰہی کریں۔ بلکہ ایک خادمہ بھی عطا فرمائی اس طرح حضرت رابعہ بصری خشوع وخضوع سے ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئیں۔

ایک روز حضرت رابعہ بصری نے اپنی خادمہ سے فرمایا کسی شخص کو بازار بھیجو تا کہ پکوائی کیلئے دال لے آئے۔ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ کسی انسان سے دال لے کر آنا۔ خادمہ نے تاجر کے غلام کو بلایا اور غلام فوراً اندر آ گیا تو حضرت رابعہ بصری پردہ میں اندر چلی گئیں۔ اسی کیفیت میں حضرت رابعہ بصری نے خادمہ سے کہا کہ اس شخص سے پوچھو میرے جسم کا کون سا حصہ اسے نظر آیا ہے۔ خادمہ کے استفسار پر اس غلام نے جواب دیا مجھے اور کچھ تو نظر نہیں آیا مگر پیشانی کے چند بال مجھے نظر آئے ہیں اس پر حضرت رابعہ بصری نے پیشانی سے وہ چند بال کاٹ دیئے۔ اور دوبارہ خادمہ سے کہا اس کو ہدایت دینا کہ کسی انسان سے دال خرید کر لائے۔ خادمہ نے جب کہا وہ غلام سوچنے لگا مجھے کیا معلوم کہ انسان کون ہے اور میں کس طرح سمجھ سکوں گا کہ انسان کون ہے۔ اس پر حضرت رابعہ بصری نے اپنے سر کا بال اتار کر غلام کو دیا اور کہا جس دوکاندار کے پاس کھڑے ہو جاؤ گے اس دوکاندار سے اس بال کے متعلق پوچھنا تمہیں وہ جو جواب دے گا تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ انسان کون ہے۔

Marfat.com

خادم بازار پہنچ کر پہلے دوکاندار کے سامنے گیا اور بال کے متعلق استفسار کیا تو وہ جانور کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ دوسرے دوکاندار کے سامنے بال کرنے سے بھی وہی صورت حال ہوئی۔ اس طرح کرتے کرتے وہ آخر دوکان تک پہنچا تو اُسے پورے بازار میں صرف ایک دوکاندار انسان نظر آیا۔ وہ غلام حیرت میں پڑ گیا۔

جن دوکانداروں کے چہرے بدلے وہ کسی نہ کسی عیب میں مبتلا تھے کوئی ناپ تول میں کمی کرتا کوئی ملاوٹ کرتا۔ لیکن جس دوکاندار کا چہرہ تبدیل نہ ہوا وہ نہایت ایماندار اور ایک ہاتھ میں تسبیح تھامے ذکر الٰہی میں مشغول ہو کر اپنے فرائض کی ادائیگی کرتا تھا اس طرح اس شخص کو حضرت رابعہ بصری کے مقام کا علم اس دنیا کے بازار کے ذریعے ہو گیا۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ دیانتدار تاجر انبیاء اور صدیقین کی صفوں میں روز قیامت کھڑا ہو گا۔ بددیانت اور ملاوٹ کرنے والے تاجر کے بارے میں فرمایا کہ جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

Marfat.com

باب نمبر 6

چند مساجد کی تاریخ

☆ جامع مسجد دہلی کی تاریخی حیثیت
☆ جامع مسجد شاہی لاہور
☆ آگرہ
☆ جامع مسجد عیدگاہ گجرات پاکستان کی تاریخی حیثیت
☆ جامع مسجد عیدگاہ گجرات پاکستان کے خطباء کرام

Marfat.com

باب نمبر 6

جامع مسجد دہلی کی تاریخی حیثیت

جامع مسجد دہلی مغل شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کی یادگار ہے۔ اس مسجد کے افتتاح کے لیے حاکم وقت اورنگزیب عالمگیر جمعۃ المبارک کی نماز ادا کرنے کے لیے آیا تو اس روز وہاں ایک واقعہ پیش آیا۔

ایک مجذوب جس کا نام "سرمست" بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی حرکات وسکنات عجیب وغریب تھیں۔ مسجد کے آس پاس بستی والوں نے تعجب کا اظہار کیا۔ جب جمعہ کی نماز کا وقت آیا تو یہی مجذوب ایک قریبی مکان کی چھت پر جا بیٹھا۔ جب خطبہ ختم ہوا اور لوگ نماز جمعہ کے لیے صفوں میں کھڑے ہوئے تو وہ بھی نیچے اتر کر سب سے آخری صف میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ جگہ بنی تھی وہاں بھی لوگوں نے صف بنا لی تھی۔ جب امام نے تکبیر بلند کی تو اس مجذوب نے یہ الفاظ بلند آواز میں دوہرائے کہ "جو نیت امام نے کی وہ نیت میرے قدموں کے نیچے ہے۔" اللہ اکبر جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے سب نے یہ آواز سن لی تھی۔ اس پر حاکم وقت کو شدید رنج ہوا۔ اورنگ زیب عالمگیر اس مجذوب کے ایمان کی تصدیق کرنے لگا کہ یہ واقعی مسلمان ہے۔ اس نے لوگوں سے پوچھنا شروع کیا کہ یہ نماز ادا کرتا ہے تو لوگوں نے بتایا کہ تین دن سے یہ عجیب وغریب حرکات کر رہا ہے۔ اس کو مسجد میں کم ہی دیکھا گیا ہے۔ اورنگ زیب نے اس مجذوب کو طلب کیا۔ اس سے کہا گیا کہ کلمہ سناؤ تو اس نے صرف لا الہ الا اللہ تک پڑھا۔ پھر اس مجذوب پر فتویٰ لگایا گیا کہ اس کا ایمان مکمل نہیں اور اس نے بہت بڑی گستاخی کی ہے۔ اس پر شہنشاہ نے اس کا سر قلم کرنے کا حکم دیا۔

Marfat.com

جب اس مجذوب کا سر قلم کیا گیا تو دہلی میں زلزلے کے ہلکے جھٹکے محسوس کیے گئے۔

اس مجذوب کے پیر و مرشد کو جب خبر ہوئی تو وہ دہلی میں آ پہنچے اور اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقات کی اور اس سے پوچھا کہ کس جرم میں قتل کیا؟ تو واقعہ اس مجذوب کے پیر و مرشد کو سنایا۔

اس واقعہ کو سننے کے بعد مجذوب کے مرشد نے بتایا کہ اس جامع مسجد دہلی کے امام کی صرف بچیاں ہیں اور وہ نیت کے وقت سوچ رہا تھا کہ حاکم وقت سے عرض کروں گا کہ میری اتنی بچیاں ہیں اور مجھے ان کے لیے جہیز کی ضرورت ہے اور یوں مجھے بادشاہ سے کچھ مل جائے گا۔ وہ مجذوب اس کی اس نیت کو جان گیا تھا اور اس لیے اس نے کہا جو نیت امام کی ہے وہ میرے قدموں کے نیچے۔ کیونکہ مجذوب جس جگہ کھڑا تھا وہاں نیچے زمین میں خزانہ دفن تھا۔

اس مجذوب کے مرشد کی بات سن کر اورنگ زیب نے اس جگہ کھدائی کا حکم دیا اور کھدائی کے بعد حقیقتاً وہاں سے خزانہ برآمد ہوا۔ اور پھر امام سے بھی باز پرس کی گئی تو اس نے وہی جواب دیا کہ جہاں پناہ! حقیقتاً میں ایسا ہی سوچ رہا تھا۔ یہ ساری کارروائی دیکھ اور سن کر شہنشاہ عالمگیر بہت افسردہ اور شرمندہ ہوا۔

اس نے پھر حکم دیا اس مجذوب کا مزار دہلی کی جامع مسجد میں تعمیر کیا جائے۔ اس طرح شاہی جامع مسجد دہلی میں آج بھی سرمست مجذوب کا مزار مرجع خلائق ہے۔ اسلامی احکامات میں امامتِ کبریٰ کا حکم حاکم وقت کو ہے۔ لیکن اس وقت امامت پر فائز شخص حاکم وقت نہ تھا بلکہ دنیا پرست عالم تھا۔ اس لیے یہ واقعہ پیش آیا۔ بقول اقبال

تیری نماز بے سرور، تیرا امام بے حضور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر
ہاں جن کے عمل ہوں بے غرض
اس کی جزا ہی کچھ اور ہے

Marfat.com

اسلام میں امامتِ کبریٰ اور امامت صغریٰ دو منصب ہیں۔ عام مساجد جو کہ شہروں، دیہاتوں، قصبوں اور محلوں میں ہیں ان کے امام امامت صغریٰ پر فائز ہیں۔ جبکہ امامت کبریٰ حکمران کے ذمے ہوتی ہے۔ جس کی مثال حضور ﷺ کے دور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کی اور حکمران قوم کا امین ہوتا ہے۔ اس کی رعایا میں عورتیں ماں، بہن اور بیٹی کا حق رکھتی ہیں۔

حضرت سرمست کے بارے میں مختلف کتابوں مختلف انداز میں واقعات تحریر کیے گئے لیکن اس واقعہ کو تاریخ کے اوراق میں بڑی بے دردی کے ساتھ نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

شاہی مسجد لاہور

برصغیر میں اسی طرز تعمیر کی دوسری جامع مسجد لاہور ہے۔ اس کی تعمیر بھی شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے کروائی اور اس کے افتتاح کے موقع پر حاکم وقت اورنگ زیب عالمگیر۔ نے خود نماز کی امامت کروائی۔

چونکہ جامع مسجد دہلی کے افتتاح کا واقعہ اس کو ذہن نشین تھا اور اسلامی تحقیق پر اس کو پتہ چلا کہ امامت کبریٰ کا منصب اسلام میں حکمران کو حاصل ہے۔ اس لیے اس نے خود نماز کی امامت کروائی۔ جامع مسجد دہلی اور جامع مسجد لاہور کا نقشہ ایک ہی ہے۔ اس کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے دینی کاموں میں بہت تگ و دو کی اور علماء کرام کو اپنے ساتھ رکھا۔ اس کا مقصد حیات یہ تھا کہ تخت شاہی کو غلاظت سے بچایا جائے۔

اورنگ زیب عالمگیر کی مذہبی دلچسپی اور لگاؤ کی وجہ سے علماء کرام کو اکٹھا کیا گیا اور برصغیر کے مسلمانوں کے لیے عام فہم انداز میں اسلامی تعلیمات کو اجاگر کرنے کے لیے کہا اور خاص طور پر فرقہ بندی سے اجتناب برتا۔ اس کام کے لیے ملا نظام الدین کو تمام علماء کا

Marfat.com

سربراہ مقرر کیا گیا اور ملا نظام الدین کی سربراہی میں پانچ سو علماء کرام کا ایک وفد بنایا۔

ان علما کرام میں مولانا عبداللطیف، علامہ اسد اللہ گیلانی، مولانا سید محمد قنوجی، مولانا پیر محمد ہاشم اور مولانا محمد صالح جیسے جید علماء سے استفادہ کیا گیا۔ عالمگیر کو خود چار زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ وہ فارسی زبان کو بہت زیادہ پسند کرتا تھا۔ ہفتہ میں وہ تین دن سید محمد قنوجی سے امام غزالی کی کتاب ''احیاء العلوم کا مطالعہ کرتا تھا۔ اس کے دور میں ہی ان علماء کی کاوشوں سے ''فتاویٰ عالمگیری'' تیار ہوا۔ لاہور کی شاہی مسجد کے ساتھ 360 حجرے تعمیر کروائے گئے جو کہ ان علماء کی رہائش کے لیے تھے اور تمام علماء کرام ملا نظام الدین کی سربراہی میں کام کرتے رہے۔ اب عوام الناس ان تاریخی حجروں کی حیثیت سے ناواقف ہو چکے ہیں جو کہ بہت بڑی تاریخی غلطی ہے۔ ان حجروں کی کچھ نشاندہی اس طرح ہوتی ہے 27 اگست 1901ء میں ''ختم نبوت کانفرنس'' بادشاہی مسجد لاہور میں منعقد ہوئی۔ جس کی سربراہی پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آف گولڑہ شریف نے کی۔ اس وقت جو علما کرام پیر صاحب کے ہمراہ تھے انہیں انہی حجروں میں ٹھہرایا گیا تھا۔ اورنگ زیب علماء کرام کا قدردان تھا اس کے میں عوام الناس کے لئے شاہی خزانے ہمہ وقت کھلے رہتے تھے اس کے بعد اس کے دس جانشین آپس میں لڑے اور قتل ہوئے، اب غیروں کے لئے میدان کھلا ہے اس کے بعد سکھوں نے بھی حکومت کی اور انگریز نے بھی علامہ اقبال کے مزار کے پاس اب بھی ایک لائبریری ہے جو کہ اس وقت کی یادگار ہے۔

آگرہ

آگرہ کا عظیم الشان شہر دریائے جمنا کے کنارے آباد ہے۔ آگرہ کو شہنشاہ اکبر نے 1566ء میں آباد کیا اور سو سال سے زائد عرصہ اکبر اور اس کے جانشین جہانگیر اور شاہ جہاں کا پایہ تخت ''آگرہ'' رہا۔ اس شہر میں شہنشاہ اکبر نے ایک قلعہ تعمیر کروایا اور اس میں

Marfat.com

شیش محل اور موتی مسجد آگرہ دیکھنے کے قابل ہے۔قلعہ کے باہر شاہ جہاں حکمران نے اپنی بیٹی جہاں آراء کے نام سے ایک مسجد تعمیر کروائی۔اس مسجد کا نظارہ بہت ہی شاندار ہے۔مغل بادشاہ اکبر نے صوبہ آگرہ اور اُودھ ضلع کے قصبہ "فتح پور" جو کہ آگرہ شہر سے 32 میل مغرب کی طرف واقع ہے اس کی بھی بنیاد 1570ء میں رکھی۔فتح پور کی بنیادیں اس غرض سے اکبر بادشاہ نے رکھی کہ اس کو ہمیشہ کے لیے پایہ تخت بنایا جائے گا۔

تزک جہانگیری میں تحریر ہے کہ اکبر بادشاہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔اس زمانے میں ایک خدارسیدہ درویش "شیخ سلیم اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ" فتح پور سیکری کے نزدیک ایک پہاڑی پر مقیم تھے۔گردونواح کے لوگ ان بزرگ کو نہایت عزت وادب کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ایک روز شہنشاہ اکبر بھی شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور دعا کی التجا کی۔

ایک موقع پر جب وہ بزرگ وجدان میں تھے تو شہنشاہ اکبر نے دریافت کیا کہ میرے کتنے بیٹے ہوں گے؟ تو اس پر شیخ سلیم اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا آپ کو تین بیٹے عطا فرمائے جو کہ زندہ رہیں گے۔اس پر اکبر بادشاہ نے عرض کی پہلا آپ کی نذر کر کے آپ کی تربیت میں دوں گا۔اس التجا کو "شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ" نے قبول فرمالیا۔اکبر بادشاہ کی بیوی جہانگیر کی والدہ جب وضع حمل کے قریب پہنچی تو بادشاہ نے اُسے سیکری بھیج دیا۔

اسی لیے اکبر بادشاہ نے اس جگہ کو مقدس سمجھ کر اپنا پایہ تخت قرار دیا۔اور اس طرح جنگل ویرانے کو چودہ، پندرہ سال کے عرصہ میں باغات، محلات اور سبزہ زاروں میں تبدیل کر دیا اور یوں گجرات صوبہ فتح کرنے کے بعد اس جگہ کا نام فتح پور سیکری مشہور ہو گیا۔

یہاں اب بھی پرانی عمارتیں، مساجد اور باغات قابل دید ہیں۔شہر میں ایک عالیشان مسجد ہے جس میں داخل ہونے کے لیے نفیس سیڑھیوں کا زینہ بنا ہوا ہے اور زینہ کے

Marfat.com

اوپرایک عالیشان دروازہ ہے جسے بلند دروازہ کہتے ہیں اس سے گزر کرایک وسیع کشادہ صحن میں داخل ہوتے ہیں اوراسی مسجد میں حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔
(بحوالہ کتاب رفیق مسافران، ریلوے بورڈ انڈیا کی تالیف شدہ 1908، صفحہ نمبر 154,155)

آگرہ میں شاہجہاں نے تخت طاؤس چھ کروڑ کی لاگت سے تعمیر کروایا جسے نادر شاہ 1050ھ میں ایران لے گیا۔

جامع مسجد عیدگاہ گجرات کی تاریخی حیثیت

باؤ جان انجینئر جو کہ گجرات کے رہائشی تھے انہوں نے دہلی، آگرہ اور لاہور کی بادشاہی مساجد کی سیاحت کی۔ اس کے بعد باؤ جان نے ان مساجد کی طرز پر یہ نقشہ تیار کیا۔ 1914 میں اس مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا گیا۔ جامع مسجد عیدگاہ بھی تاریخی حیثیت کی حامل ہے۔ اس کی تعمیر 1934ء میں مکمل ہوئی۔ اس کی بیرونی دیوار پر چار گنبد تعمیر کیے گئے۔ یہ گنبد ہمایوں کے مقبرے کے عکاس ہیں۔ مسجد کے سامنے جی ٹی روڈ گزرتی ہے جو کہ شیر شاہ سوری نے اپنے دور میں بنوائی۔ اس نے مغل فرمانرواؤں سے اقتدار چھینا اور پانچ سال حکومت کی۔ اس دوران شیر شاہ سوری نے تین سڑکیں تعمیر کروائیں۔ ان میں ایک بڑی سڑک بنگال سے پشاور تک تھی جسے جرنیلی سڑک اور جی ٹی روڈ بھی کہا جاتا ہے۔

مسجد عیدگاہ اور سڑک کے درمیان پلاٹ جو کہ 100 فٹ سے زائد ہے اس میں پھلدار پودے لگوائے گئے تاکہ مسافر درختوں کے سائے میں آرام کریں اور تازہ پھلوں سے اپنی بھوک مٹا سکیں۔ شیر شاہ سوری نے ایک سرائے بھی گجرات میں تعمیر کروائی جو کہ پرانی ڈسٹرکٹ جیل، موجودہ فوارہ چوک کے قریب تھی تاکہ مسافر یہاں آرام کر سکیں۔

شیر شاہ سوری کی مسلمانوں کے بارے میں سوچ یہ تھی کہ مسلمان تازہ پھل استعمال کریں۔ بعدازاں اس سوچ کو کرنل قذافی نے بھی اپنایا۔ آج کے دور میں مسلمان

Marfat.com

تاجروں اور حاکموں نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ ان دونوں قسموں کے افراد یعنی تاجر اور حاکم کا نظریہ صرف دنیاوی مال ومتاع حاصل کرنا ہے۔

اور آج بھی تاجر اچھی قسم کا فروٹ بیرون ممالک برآمد کر رہے ہیں اور آج بھی مسلمان خالص اور بہترین پھل حاصل کرنے سے محروم ہے۔ شیر شاہ سوری انصاف پسند حکمران تھا۔ اس کے دور حکومت میں خواتین کا بے حد احترام تھا۔ ان کو ماں، بہن اور بیٹی کے تقدس کا رشتہ حاصل تھا۔ شیر شاہ سوری کے دور حکومت میں اس کا بیٹا ہاتھی پر سوار شاہی لشکر کے ہمراہ ایک کچی بستی کے قریب سے گزرا۔ ایک مکان کے قریب سے وہ گزرا تو اس مکان کی چھت اور دیواریں نیچی تھیں۔ جبکہ اس مکان میں ایک ہندو عورت نہا رہی تھی۔ شیر شاہ سوری کے بیٹے نے پان کی پچکاری اس عورت پر پھینکی جو کہ اس کے بدن پر گری۔ اُس کی اس حرکت سے وہ ہندو عورت خودکشی کے ارادے سے بھاگی تو اس عورت کے شوہر نے اپنی بیوی کو روکا اور کہا ہم بادشاہ سے شکایت کرتے ہیں کیونکہ وہ انصاف پسند اور مسلمان ہے۔

اس طرح دونوں میاں بیوی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو گئے۔ بادشاہ نے اُن سے باز پرس کی کہ وہ کیوں آئے ہیں۔ اس ہندو نے تمام واقعہ شیر شاہ سوری کو سنایا۔ شیر شاہ سوری نہایت برہم ہوا اور بیٹے کو طلب کر لیا۔ دوسرے جرنیل جو کہ شاہی دربار میں موجود تھے شیر شاہ سوری کے بیٹے کی طرفداری کرنے لگے۔ بادشاہ نے اُنھیں جھڑک دیا اور کہا کہ یہ دونوں میاں بیوی بھی میرے بچوں کی مانند ہیں۔ جرم کرنے والا کوئی بھی کیوں نہ ہو چاہے میرا خون بھی ہو اُسے معاف نہیں کیا جائے گا۔ اس وقت شیر شاہ سوری نے یہ فیصلہ دیا کہ جس طرح میرے بیٹے نے یہ حرکت کی ہے اسی طرح اس ہندو کو ہاتھی کی سواری دی جائے گی اور وہ میرے بیٹے کی بیوی کے بدن پر اسی طرح پان کی پچکاری پھینک کر آئے۔ یہی انصاف ہے۔

Marfat.com

یہ فیصلہ سن کر وہ ہندو بہت خوش ہوا اور اس نے کہا جہاں پناہ! آپ نے دربار میں مجھے اور میری بیوی کو اپنے بچوں کی طرح تسلیم کیا ہے۔ مجھے انصاف مل گیا ہے اور میں اپنی خوشی سے اپنے مجرم کو معاف کرتا ہوں۔

جامع مسجد عید گاہ اگرچہ مغلیہ تعمیر کا شہکار ہی لگتی ہے لیکن اس عمارت کے اپنے انفرادی لوازمات بھی ہیں جو کہ اسے دوسروں سے ممتاز کرتے ہیں۔

۱۔ یہ واحد مسجد ہے جو کہ شیر شاہ سوری کی بنائی ہوئی جرنیلی سڑک پر واقع ہے اور اسے مغل حکمرانوں نے تعمیر نہیں کیا۔

۲۔ اس کی بیرونی دیوار پر جو چار گنبد نمایاں ہیں اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ مغلیہ حکمرانوں نے عوام الناس کا خزانہ عمارتیں بنا کر زمین میں دفن کر دیں اور ہمایوں بادشاہ کے مقبرے پر بھی اسی طرح کے گنبد ہیں۔

شیر شاہ سوری نے اپنے پانچ سالہ دور حکومت میں عوام الناس کے فائدے کے لیے بہت سی سڑکیں تعمیر کروائیں ان کے گرد سایہ دار درخت اور پھلدار درخت لگوائے تاکہ عام الناس اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے شہروں اور راستوں میں مسافروں کے لیے سرائے تعمیر کروائیں اور پانی کی باؤلیاں بنوائیں تاکہ عوام سفر کے دوران کسی قسم کی پریشانی محسوس نہ کریں۔ اس کے بعد یہ سڑک ایک المناک واقعہ کی بھی گواہ ہے کہ جب برصغیر کے عوام پر ظلم ہوا اور قحط پڑ گیا تو اسی سڑک پر مسلمانوں نے ہجرت کی اور افغانستان کی طرف چلے مگر امان اللہ حکمران جو کہ افغانستان کا تھا اس نے دروازے بند کر دیئے اور اسی جرنیلی سڑک کے اردگرد باغات میں مسلمانوں نے پناہ لی اور قحط اور بھوک سے کئی افراد جاں بحق ہو گئے اور ان کی قبریں بھی سڑک کے اردگرد بنیں۔

قیام پاکستان کے وقت 1947ء میں جب ہندوستان سے مسلمان ہجرت

Marfat.com

کر کے پاکستان آئے اور سکھوں نے خون خرابہ کیا تو کئی مسلمان خاندان جو کہ بذریعہ ریل گاڑی گجرات پہنچے ان کا کیمپ اسی مسجد عیدگاہ میں بنا۔ اس طرح کئی ہجرت کر کے آنے والے خاندانوں کو پاکستان میں پہلا ٹھکانہ یہ جامع مسجد عیدگاہ گجرات نصیب ہوا۔

اس مسجد کی تعمیر کا بنیادی مقصد مغل شہنشاہوں کی تعمیر اور اس کی تعمیر کا موازنہ کرنا ہے۔ مغل حکمرانوں نے عمارت کی تعمیر اپنے جاہ و حشم کو برقرار رکھنے کے لیے کی اور مسجد عیدگاہ کی تعمیر ان کے مدمقابل صرف عوام الناس کے فائدے کے لیے ہے۔ اس کی تعمیر میں کسی بھی فرد کا اپنے کارنامہ کو نمایاں کرنا ہرگز نہ تھا بلکہ فضول رقم کا ضیاع اور اپنی من پسند تعمیرات مغلوں کا شیوہ رہا جبکہ اس طرز تعمیر کی جامع مسجد عیدگاہ صاحب ثروت اور درد مند اہل گجرات کا ایک غیر معمولی کارنامہ ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

مسجد عیدگاہ جی ٹی روڈ گجرات کے خطباء کرام جنہوں نے اول خطبہ جمعۃ المبارک پڑھایا (از اوّل تا حال)

مختصر حالاتِ زندگی

مولانا قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

جی ٹی روڈ گجرات کی عظیم الشان عیدگاہ مسجد میں جمعۃ المبارک کی نماز کی ابتدا قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ آپ کو قاری احمد حسین فیروز پوری کہا جاتا ہے۔ آپ کی پیدائش 1914ء بمطابق 1333ھ کو عبدالصمد کے ہاں موضع کوسئی تحصیل جھجھر ضلع رہتک انڈیا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مڈل اپنے گاؤں سے حاصل کی اور بعد ازاں درسِ نظامی اور تجوید وقراءت کے لیے دہلی چلے گئے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا صابر حسین صابر سرفہرست ہیں اور دہلی میں قاری شبیر حسین سے تجوید وقراءت میں مہارت حاصل کی۔

1945ء میں آپ گجرات تشریف لائے اور مسجد جلال دین اور مقبرہ پانڈی شاہ مسجد میں خطاب کیا۔ لوگوں کو آپ کا انداز خطابت بہت پسند آیا۔ چنانچہ اہل گجرات کے بے حد اصرار پر مستقل گجرات آ گئے۔ 3 ذی قعد، 30 اپریل 1960ء بروز ہفتہ ساڑھے بارہ بجے آپ کا وصال ہوا۔ قاری احمد حسین کے وصال کے بعد آپ نے دو شاگرد چھوڑے۔ مولانا محمد دین راجوری گجرات اور قاری محمد علی آف کراچی۔ قاری احمد حسین کے وقت جمعہ کی نماز کا آغاز ہوا اور نماز پنجگانہ ادا کی جانے لگی۔ اس وقت مسجد عیدگاہ کی یہ حالت تھی کہ پرانے نمازی جناب حاجی غلام قادر

Marfat.com

صاحب سڑک پر کھڑے ہو جاتے تھے اور کوئی راہ گزر گزرتا تو اس کو روک لیتے تھے اور اسے نماز کی دعوت دیتے تھے۔ جب دو تین آدمی ہو جاتے تو جماعت کیلئے انہیں مسجد میں لے آتے۔ ان ہی بزرگوں کی کوشش سے مسجد آباد ہوئی۔ اس سے قبل یہ مسجد فقط عیدگاہ کیلئے آباد ہوتی تھی۔

مولانا سید محمود شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرے خطیب جامع مسجد عیدگاہ کے سید محمود شاہ گجراتی تھے جو کہ 1924ء میں پیدا ہوئے اور گیارہ برس تک فی سبیل اللہ عیدگاہ مسجد میں جمعہ پڑھایا۔ آپ نے پہلا مصلی گیارہ برس اور چھ ماہ کی عمر میں سنایا۔ 17 برس کی عمر میں آپ نے امیر ملت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ پیر سید ولایت علی شاہ کے فرزند تھے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت سید حبیب اللہ شاہ قدس سرہٗ، علامہ عبدالغفور ہزاروی، حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی مہر الدین اور حضرت سید ابوالبرکات شامل ہیں۔ آپ کا وصال 25 جولائی 1987ء بروز ہفتہ ہوا۔

مولانا مبارک محی الدین رحمۃ اللہ علیہ

جامع مسجد عیدگاہ کے تیسرے خطیب حضرت مولانا مبارک محی الدین ہیں جو کہ 1925 میں حضرت علاؤ الدین یوسف محی الدین قادری کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے اور دینی تعلیم حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ مکمل کی اور میٹرک تک دنیاوی تعلیم بھی حاصل کی۔ کچھ عرصہ آپ نے محکمہ ڈاک خانہ میں ملازمت بھی کی۔ آپ نے زندگی کے آخری ایام بیگم اور نگ زیب مسجد نزد شاہدولہ دربار محلہ بیگم پورہ میں گزارے اور وہیں وصال فرمایا۔

Marfat.com

مولانا سید علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

جامع مسجد عیدگاہ جی ٹی روڈ گجرات کے چوتھے خطیب حضرت مولانا سید علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لالہ موسیٰ کے قریب گاؤں موہلہ کملہ بھنڈ میں کمتانہ خاندان میں میاں محمد علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ نے حفظ قرآن مدرسہ تعلیم القرآن شاہ ولایت سے کیا اور دینی کتب کی تعلیم مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ مفتی صاحب سے فارغ ہونے کے بعد فارغ التحصیل ہونے کے بعد انجمن خدام صوفیاء کے مدرس اور صدر معلم بنے۔ مفتی صاحب کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ تفسیر نعیمی آپ کے ہاتھ سے قلم تسوید ہوئی۔ آپ نے طریقت کے معاملہ میں حضرت شاہ ولایت کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے علاوہ آپ نے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا جن میں آستانہ عالیہ چورہ شریف، آستانہ عالیہ علی پور شریف سرفہرست ہیں اور حضرت مولانا سید حبیب اللہ قدس سرہٗ سے بھی اجازت حاصل تھی۔ خاص طور پر سلوک کی منزلیں حضرت حبیب اللہ صاحب نے حافظ سید علی کو طے کروائیں۔ آپ نے جامع مسجد عیدگاہ میں سترہ برس اور اٹھارہ دن خطابت کے فرائض سرانجام دیے۔ اس سے قبل مسجد میاں جلال دین محلہ خواجگان میں مدرسہ اور خطابت کے فرائض آپ کے ذمہ تھے۔ آپ کا وصال 1982ء میں ہوا اور آپ گجرات کے مشہور قبرستان خواجگان میں مدفون ہیں۔

مولانا حافظ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ

جامع مسجد عیدگاہ جی ٹی روڈ گجرات کے پانچویں خطیب حضرت علامہ حافظ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کی پیدائش بھی لالہ موسیٰ کے قریبی گاؤں کملا بھنڈ میں

Marfat.com

ہوئی۔آپ حافظ سید علی کے حقیقی برادرِ خورد تھے اور آپ کے والد کا نام میاں محمد علی ہے۔حافظ سید علی کی طرح آپ نے بھی حفظ قرآن پاک کوٹلہ ارب علی کی 11 میل کے فاصلے پر ایک گاؤں مغرورہ سے حاصل کیا۔دیگر اسلامی علوم ترجمہ قرآن پاک، تفسیر وحدیث وفقہ اپنے بڑے بھائی حافظ سید علی سے حاصل کیا۔آپ نے 22 برس جامع مسجد عیدگاہ میں بطور پیش امام فرائض سرانجام دیے اور حافظ سید علی کے بعد تھوڑے عرصہ تک جامع مسجد کے خطیب کے طور پر فرائض سرانجام دیے۔آپ نے حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہٗ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی۔آخری جمعہ میں آپ نے جو تقریر کی اس کا موضوع تھا "حبیب کیا ہے؟" بڑی صراحت وتفصیل سے بیان کیا۔آپ نے مختلف دلائل دے کر سادہ سے الفاظ میں عام لوگوں کو یہ سمجھایا۔اس جمعۃ المبارک کے بعد آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور اگلے جمعۃ المبارک پر آپ نے دو خطیب متعارف کروائے۔ایک آپ کے شاگرد مولانا محمد طفیل صاحب اور دوسرے پروفیسر منور دین شیخ تھے۔پہلے مولانا محمد طفیل نے تقریر کی اور دوسرے نمبر پر پروفیسر منور دین نے۔حافظ صاحب عام نمازیوں میں بیٹھ کر دونوں کا بیان سنتے رہے۔بعد از نماز جمعہ حافظ غلام نبی نے فرمایا کہ پروفیسر منور دین شیخ میرے بعد نماز جمعہ کا خطبہ دیں گے جبکہ مولانا طفیل ان کی معاونت ورہنمائی فرمائیں گے۔اس کے بعد آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اور چند یوم کے بعد وفات پاگئے اور کملہ بھنڈ کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

پروفیسر منور دین شیخ رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر منور دین شیخ ولد محمد دین شیخ گجرات شہر کے مشہور قصبہ جلالپور جٹاں میں مورخہ 12 فروری 1918ء میں پیدا ہوئے۔میٹرک تک تعلیم جلالپور جٹاں ہائی

Marfat.com

سکول سے حاصل کی۔ حافظ غلام نبی کے بعد جامع مسجد عید گاہ جی ٹی روڈ کے چھٹے خطیب مقرر ہوئے اور بلا معاوضہ عرصہ تقریباً ساڑھے گیارہ سال تک یہ فرائض سرانجام دیے۔ آپ نے تدریسی خدمات پاکستان کے مختلف کالجوں میں بطور اسلامیات مدرس سرانجام دیں۔ ان میں اسلامیہ کالج پشاور، اسلامیہ کالج سرگودہا، گورنمنٹ کالج پنڈی گھیپ، گورنمنٹ کالج چکوال شامل ہیں۔ ایک دفعہ پنڈی گھیپ کالج میں مقرر تھے کہ بھٹو دور میں ایک روز کالج کے طلبہ نعرے بازی کر رہے تھے کہ ہم امتحان کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ اُستاد کا اس دور میں احترام تھا جب میں کالج گیا تو انہوں نے مجھے راستہ دے دیا۔ میں نے طلبہ سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ تو طلبہ نے کہا کہ جو ڈیٹ شیٹ لگائی گئی ہے اس کے مطابق ہم امتحان نہیں دیں گے۔ میں نے کہا کیوں امتحان نہیں دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو نے مراسلہ بھیجا ہے ہم بغیر امتحان پاس ہیں اس لیے ہم امتحان نہیں دیں گے۔ میں نے کہا کہ تمہاری یونین کا جو صدر ہے وہ میرے دفتر میں آجائے آپ وہاں بطور پرنسپل تھے۔ جب طالب علم راہنما میرے دفتر میں آیا تو میں نے اس سے وہی سوال کیا آپ امتحان کیوں نہیں دیں گے جو ڈیٹ شیٹ آپ نے لگائی ہے وہ اتار دیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کا مراسلہ اس نے مجھے دیا جس پر لکھا ہے جو طالب علم اول تا دہم جماعت میں ہیں وہ دسویں تک کامیاب بلا امتحان ہوں گے اسی طرح گیارہویں سے سولہویں تک کے طلبہ بغیر امتحان پاس تصور ہوں گے۔ میں نے طالب علم سے کہا کہ جب تک یہ مراسلہ ہمیں سرکاری طور پر وصول نہیں ہوتا اس پر عمل درآمد نہیں کر سکتے۔ دو دن بعد ہمارے کالج میں وہ مراسلہ موصول ہو گیا ہم نے طلبہ سے کہا تم پڑھو اور اپنی محنت سے کامیابی حاصل کرو لیکن طلبہ نے ایک نہ سنی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایم اے کم افراد نے پاس کیا اور زیادہ تعداد ناکام لوٹ کر گھر گئی۔ اُس دن سے لے کر آج تک

Marfat.com

طلبہ کا وقار اور اساتذہ کی عزت نفس بحال نہیں ہو سکی۔ آپ کی وفات 11 اکتوبر 2009ء میں ہوئی اور گجرات شہر میں بھٹیاں والے قبرستان میں مدفون ہیں۔

مولانا سید ریاض حسین شاہ

سید ریاض حسین شاہ ولد سید افضل حسین شاہ چشتی صاحب زید مجدہٗ

تاریخ پیدائش: 3.1.56

اساتذۂ کرام:

سید محمد یعقوب شاہ۔ فاضل بریلی شریف آف کیرانوالہ سیداں

مولانا خلیل الرحمٰن کنگ سہاری ضلع گجرات

مولانا سید رخسار حسین قادری

سید رخسار حسین قادری رضوی ولد سید قاضی حسین شاہ موضع کریم داد ضلع گجرات

تاریخ پیدائش: 2.10.1963

اساتذۂ کرام:

مولانا محمد الیاس رضوی صاحب کراچی۔ مفتی عبدالعلیم صاحب آف گجرات

پروفیسر مظہر حسین قادری

جامع مسجد عیدگاہ جی ٹی روڈ گجرات کے نویں خطیب پروفیسر مظہر حسین قادری صاحب ہیں۔

تاریخ پیدائش: 1.5.1970

والد گرامی کا نام سلطان احمد ہے۔ جائے پیدائش گجرات ہے۔ آپ

Marfat.com

منہاج انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور کے فارغ التحصیل ہیں اور تعلیمی قابلیت ایم۔اے عربی اور ایم۔اے اسلامیات ہے۔عیدگاہ کے علاوہ درج ذیل مساجد کے خطیب بھی رہے۔جامع مسجد حضوری سرگودہا روڈ، جامع مسجد غوثیہ چاہ کھولے، جامع مسجد عثمانیہ اور جامع مسجد قرآن کمپلیکس اللہ لوک کالونی گجرات شامل ہیں۔

پروفیسر مظہر قادری نے اپنا ایک نجی اسلامی تعلیمی ادارہ اسلامیہ ڈگری کالج بھی بنا رکھا ہے جس کے وہ سربراہ ہیں۔

پروفیسر حافظ محمد نصر اللہ

عرصہ تقریباً گیارہ سال سے تاحال مرکزی مسجد عیدگاہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔آپ نے پیر ارشاد بادشاہ چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ حافظ احمد خان صاحب سے صبور شریف میں قرآن کریم حفظ کیا پھر بہاولپور جامعہ اسلامیہ میں ششم تا ہشتم کا امتحان پاس کیا اور مڈل کا امتحان بورڈ اول پوزیشن میں پاس کیا۔

دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف میں میٹرک، ایف اے، ادیب عربی، عالم عربی، فاضل عربی، دورہ حدیث شریف کے امتحانات پاس کیے۔بخاری شریف مفسر قرآن ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھی اور مسلم شریف علامہ محمد معراج الاسلام مدظلہ العالی کے پاس پڑھی۔پھر گورنمنٹ کالج سیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں بی اے اور ایم اے اسلامیات کیا اور پھر پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی، ایم ایڈ اور ایم اوایل کی ڈگری حاصل کی۔پھر پنجاب پبلک سروس کمیشن سے سکیل نمبر 17 کا امتحان پاس کیا اور 1994ء میں بطور سبجیکٹ سپیشلسٹ اسلامیات سلیکشن ہوئی۔

Marfat.com

1995ء تا2003ء گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج گجرات میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔آپ مفسر قرآن، عظیم سیرت نگار، نابغۂ عصر، ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کا علمی و تحقیقی جائزہ کے نام سے ایک مقالہ تحریر کیا جبکہ دوسرا مقالہ سورۃ الحجرات کی روشنی میں معاشرتی برائیاں اوران کا حل تحریر کیا۔

قرآن مجید حفظ ہونے کے ناطے ہر سال رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن مجید سنانے کا اعزاز حاصل ہے۔2012ء میں چالیسواں مصلی سنائیں گے۔

معمارانِ مسجد

مستری غلام نبی۔غلام محی الدین۔مستری عبدالکریم (شہید) کیونکہ چھٹی کے وقت کچھ مسالہ بچ گیا تھا تو مستری عبدالکریم نے کہا مسالہ ضائع ہوجائے گا میں مسجد کے گنبد پر چڑھتا ہوں اور مسالہ لگا کرآجاتا ہوں، جب مسجد کے گنبد پر چڑھے کچھ مسالہ گنبد پر لگایا اوراچانک پاؤں پھسلا اور نیچے گر کر شہید ہوگئے۔مستری فضل الٰہی۔

ان تمام مستری حضرات کا تعلق شہر گجرات سے ہی تھا۔محلہ اندرون کاہنیانوالہ، محلہ چھٹی بادشاہی اندرون چھتی گلی، محلہ چاہ پنڈل۔

انتظامیہ مسجد

باؤ جان انجینئر۔بانی مسجد۔الحاج میاں برکت علی۔الحاج میاں کرم الٰہی پکانوالے۔ملک عبدالعزیز، ملک عبدالکریم۔میاں محمد اکبر گجرات پنجاب بس والے میاں محمد مسعود۔الحاج مرزا اللہ دتہ بٹ۔ ان کے بعد ٹھیکدار عبدالرشید اور ٹھیکدار کرامت، ملک محمد اسلم اور موجودہ سیکرٹری ڈاکٹر محمد یحییٰ۔

Marfat.com

اظہار تشکر

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بندہ ناچیز نے یہ کتاب "ذکر حبیب کبریا ﷺ" مکمل کر لی ہے۔ کتاب ہذا کی تکمیل میں میرے جن بزرگوں، دوستوں نے میری ساتھ تعاون کیا میں اُن کا تہہ دل سے شکریہ گزار ہوں خصوصاً حضرت سید حبیب اللہ شاہ قدس سرہٗ جنہوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر تمام احباب کو اجر جزیل عطا فرمائے آمین۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایڈیشن

"ذکرُ الصّالحین"

کے نام سے بزرگان دین کی مزید علمی و دینی خدمات کے حوالے سے عوام الناس کے لئے پیش کیا جائے گا۔ اس کتاب میں کوئی غلطی موجود ہو تو ضرور مطلع بھی فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں غلطی کو درست کیا جا سکے۔ شکریہ۔ آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس ادنیٰ کاوش کو میرے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین۔

محمد حنیف نقشبندی حبیبی

خادم جامع مسجد عیدگاہ جی ٹی روڈ گجرات، 0322-5948418

Marfat.com

یہ مکان عقب درسی ادارہ، محلہ بخشو پورہ میں ہے۔ اور مسجد عیدگاہ کی ملکیت ہے۔

یہ مکان محلہ فتو پورہ اور گلی ماسٹر فضل الٰہی میں ہے۔ اور مسجد عیدگاہ کی ملکیت ہے۔

Marfat.com

یہ مکان مسجد فیصل گیٹ کے عقب میں گلی میں ہے۔ جو مسجد عیدگاہ کی ملکیت ہے۔

Marfat.com